

عزیز سید

بزنس کلائم

PDFBOOKSFREE.PK

عزیز کلیم  
بک

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "بزنس کرائم" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جرائم کی دنیا اب اس قدر وسعت اختیار کر گئی ہے کہ اس بارے میں سوچتے ہوئے بھی حیرت ہوتی ہے۔ جہاں انسان مادی وسائل میں ترقی کرتا جا رہا ہے ویسے ویسے ان وسائل کی لوٹ مار کے جرائم بھی تیزی سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ جاسوسی ادب میں نئی سے نئی جہتیں سامنے لائی جائیں تاکہ موجودہ دور میں ان جرائم اور ان کے پس منظر تک قارئین پہنچ سکیں جن کے بارے میں عام طور پر سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے قارئین اتنے طویل عرصے سے میری کتب نہ صرف پڑھتے چلے آ رہے ہیں بلکہ انہیں پسند بھی کرتے ہیں ورنہ یکسانیت کا احساس یقیناً قارئین کے ذوق پر گراں گذرتا۔ یہ ناول بھی جرائم کی ایک ایسی جہت کو سامنے لے آیا ہے جس کے بارے میں شاید قارئین نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا کہ ایسا جرم اور وہ بھی بین الاقوامی سطح پر ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی قارئین کی فکر کے لئے نئی راہیں کھول دے گا اور قارئین میرے سابقہ ناولوں کی طرح اسے بھی پسند کریں گے۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں کیونکہ آپ کی آراء نہ صرف میری حوصلہ افزائی کا باعث بنتی ہیں بلکہ

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ پیکچرز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزدی یا کالی مطابقت محض اتفاقہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز مصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران----- اشرف قریشی

یوسف قریشی

ترکین----- محمد طلال قریشی

طابع----- پرنٹ یا رڈ پرنٹرز لاہور

قیمت----- 70/- روپے



کیسے پسند آسکتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔  
 لالیاں ضلع جھنگ سے محترمہ درشہوار لکھتی ہیں۔ "آپ کے  
 ناولوں کی تعریف عام الفاظ میں نہیں کی جا سکتی اور ایسے سپیشل  
 الفاظ بھی جتنے ہی نہیں۔ اس لئے تعریف سے معذرت۔ اللہ آپ کے  
 نادر ہند کر تجھے اپنے ملک سے محبت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی  
 ہے۔ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ آپ کے سپیشل ناولوں میں  
 جو شخصیات ہوتی ہیں وہ بلیک زرو کو نہیں دیکھ سکتیں کہ اس طرح  
 عمران کا یہ سیٹ اپ قاہر بھی تو ہو سکتا ہے۔ امید ہے آپ ضرور  
 جواب دیں گے۔"

محترمہ درشہوار صاحبہ۔ خط لکھنے اور خوبصورت انداز میں ناولوں  
 کی تعریف کرنے کا بے حد شکریہ۔ حب الوطنی تو بہت اعلیٰ صفت  
 ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنے ملک کی کسی نہ کسی  
 انداز میں خدمت کرنے کا موقع دے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا  
 تعلق ہے تو بے چاری شکستیاں سیکرٹ سیکٹوں کے مخصوص ڈاؤنچ  
 تک پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے بلیک زرو کو دیکھ لینے کے باوجود  
 اس سیٹ اپ کو سمجھ ہی نہ سکیں گی اور پھر انہیں اس کے کھنچنے کی  
 ضرورت بھی تو نہیں ہوتی۔ اس لئے عمران کا یہ سیٹ اپ قائم دائم  
 ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

ذیرہ اسماعیل خان سے محمد اقبال شفیق لکھتے ہیں۔ "آپ کے  
 معیاری اور بہترین ناولوں کا مستقل قاری تو نہیں البتہ شوقین ضرور

میرے لئے رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتی ہیں کیونکہ میری ہمیشہ یہی  
 کوشش ہوتی ہے کہ میں جو کچھ بھی لکھوں اپنے قارئین کی پسند کو  
 سامنے رکھ کر لکھوں۔ مگر یہ دلچسپ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند  
 خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ  
 سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

شہر کا نام کچھ بغیر محترمہ علیشہ لکھتی ہیں۔ "آپ کی کہانیاں ہم  
 پڑھتے ہیں کیونکہ انہیں پڑھنا ہماری مجبوری ہے اس کے بغیر ہم وہ  
 نہیں سمجھ سکتے۔ تجھے جتنا باتیں حد پسند ہیں۔ قارئین کے خطوط بے حد  
 دلچسپ ہوتے ہیں مگر آپ ان خطوط کے جواب سنجیدگی سے نہیں  
 دیتے۔ نال منول سے کام لیتے ہیں۔ میں نے آپ کی کہانیوں کے  
 کرداروں کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ امید ہے آپ کو یہ رپورٹ پسند  
 آئے گی۔"

محترمہ علیشہ صاحبہ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ  
 نے قارئین کے خطوط کو دلچسپ بھی کہا ہے اور ساتھ ہی یہ شکوہ بھی کر  
 دیا ہے کہ میں ان کے جواب سنجیدگی سے نہیں دیتا۔ اب آپ خود ہی  
 فیصلہ کیجئے کہ قارئین تو مجھے دلچسپ خطوط لکھیں اور جواب میں انہیں  
 سنجیدگی کا حتمہ دوں۔ اس لئے دلچسپ خطوط کا جواب بھی دلچسپ ہونا  
 چاہئے۔ جہاں تک آپ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کا تعلق ہے تو آپ نے  
 اسے پوسٹ مارٹم رپورٹ لکھ کر خود ہی اس کی پسندیدگی پر قدغن لگا  
 دی ہے کیونکہ پوسٹ مارٹم مردہ افراد کا ہوتا ہے اور ایسی رپورٹ بھلا

محترم عبدالقیوم فرحیہ صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میری ذہانت اور قابلیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ یکن لکھنے والے سے زیادہ ذہانت اور قابلیت پڑھنے والے کی شمار ہوتی ہے۔ کیونکہ موتی اس وقت تک قیمتی نہیں کہلاتا جب تک کہ اسے پرکھنے والا جوہری اسے قیمتی نہ کہہ دے۔ اس نے اس قابلیت اور ذہانت تو قارئین کی ہوتی ہے۔ آپ نے علی عمران کے نام کے بارے میں انتہائی دلچسپ بات پوچھی ہے۔ اصل میں جو وہ نام تو اس وقت لیا جاتا ہے جب باقاعدہ بانگلف لکھو، وہ رہی ہو۔ ورنہ روانی میں بار بار پورا نام لیا ہی نہیں جاسکتا۔ البتہ عمران جب بھی اپنا نام لیتا ہے تو پورا نام ہی لیتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سکرو دہشتان سے غلام حیدر آتش لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناولوں کو باقاعدہ جلد کر اکر رکھا ہوا ہے۔ میرا پسندیدہ کردار عمران ہے۔ اس لئے آپ کرنل فریدی کے مقابلے میں عمران کو ہر صورت میں برتر دکھایا کریں۔ آپ کے کسی قاری نے آپ کو اپنے خون سے خط لکھا تھا تو آپ نے جواب میں لکھا تھا کہ اگر قاری نے خون سے خط لکھنے کی بجائے کسی مرنیس کو خون دیا ہوتا تو آپ کو زیادہ خوشی ہوتی۔ میں آپ کی اس بات سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور میں اب باقاعدہ ضرورت مندوں کو خون عطیہ کرتا رہتا ہوں تاکہ وہ صحت یاب ہو سکیں اور

ہوں۔ آپ کی تحریر کا معیار اس قدر بلند ہے کہ اس سلسلے میں کوشش کے باوجود کوئی غلطی نہیں نکال سکتا۔ البتہ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی دشمنوں پر اپنی مہارت، تجربہ اور ٹریننگ کی وجہ سے حاوی رہتے ہیں لیکن کیا انگریز، روسیہ، اسرائیل اور کافرستان اپنے ایجنٹوں کی ٹریننگ اس انداز میں نہیں کر سکتے کہ وہ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں پر حاوی ہو سکیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔"

محترم محمد اقبال شفیع صاحب۔ خط لکھنے اور تحریر پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی بے حد دلچسپ سوال کیا ہے۔ ہر ملک اپنے ایجنٹوں کو بھرپور انداز میں ٹریننگ دلواتا ہے۔ تاکہ ان کے ملک کے ایجنٹ دوسروں پر حاوی رہ سکیں۔ لیکن ٹریننگ، تجربہ اور مہارت ہی سب کچھ نہیں ہوتی، اصل کام خدا واد ذہانت کا ہوتا ہے اور وہی فیصلہ کن قوت ہوتی ہے۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

صادق آباد سے عبدالقیوم فرحیہ لکھتے ہیں۔ "آپ نے اپنی ذہانت اور قابلیت کو اپنے ناولوں میں منتقل کیا ہے اور اس سے خاصے افراد فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں البتہ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ ناولوں میں علی عمران کا پورا نام بہت کم لکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر صرف عمران ہی لکھا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔"

یقین کیجئے ایسا کر کے مجھے جو دلی سکون ملتا ہے اس کا اظہار میں الفاظ میں نہیں کر سکتا۔

محترم غلام حیدر آتش صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ عمران دلیے تو کرنل فریدی کو اپنا پیر و مرشد کہتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے خود دیکھا ہو گا کہ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس کا کبھی لحاظ نہیں کرتا۔ اس طرح تو آپ کی بجائے فریدی پسندوں کو شکایت ہونی چاہئے تھی۔ جہاں تک آپ کے ضرورت مند مریضوں کو خون عطیہ کرنے کی بات ہے تو یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی پسندیدہ کار خیر ہے اور مجھے بھی آپ کی یہ بات پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور دوسرے قارئین کو بھی اس کار خیر کی مزید توفیق دے۔ واقعی اس سے سکون کی ایسی دولت انسان کو ملتی ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت کیجئے

والسلام  
مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کارٹریک سگنل کی وجہ سے چوک پر روکی ہی تھی کہ سانیڈ پر موجود فٹ پاٹھ پر کھڑا ایک ادھیڑ عمر آدمی فٹ پاٹھ سے اتر کر تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

”جناب کیا آپ مجھے روشن ہسپتال پہنچا دیں گے۔ وہاں میرا بیٹا داخل ہے اور میرے پاس وہاں جانے کے لئے ٹیکسی کا کرایہ نہیں ہے اور بسوں کی آج بڑا تال ہے“..... ادھیڑ عمر نے جلدی جلدی کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کار کا دروازہ کھول دیا اور وہ آدمی جلدی سے سانیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سگنل اوپن ہو گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

آپ کی مہربانی جناب ورنہ میں نے پہلے بھی کئی لوگوں سے کہا تھا لیکن کسی نے نفٹ نہیں کرائی“..... اس آدمی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

یعن ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے ذہن اور آنکھوں کا رابطہ بلاک ہو گیا ہے اس لئے اس کا بڑا اور طویل آپریشن ہو گا اور یہ آپریشن روشن ہسپتال میں ہو سکتا ہے اس لئے ہاشم کی فرم کے مالک نے اسے جہاں داخل کرادیا۔ ابھی اس کے آپریشن سے پہلے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد آپریشن ہو گا..... عبدالغنی نے دکھ بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ سب ہو سکتا ہے کہ اچھے بھلے آدمی کی اچانک بینائی چلی جائے۔ کیا پہلے بھی اس کی آنکھوں میں تکلیف تھی.....“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ اس کی بینائی تو تیز تھی۔ وہ تو عینک بھی نہیں لگاتا تھا۔ بس اچانک ہی یہ سب کچھ ہو گیا“..... عبدالغنی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ روشن ہسپتال پہنچ گئے۔ یہ ایک جدید ہسپتال تھا جو خاصے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر موجود پارکنگ میں روک دی۔

”آپ کا ہمت شکر ہے جناب۔ آپ نے میری وجہ سے اپنا قیمتی وقت ضائع کیا“..... عبدالغنی نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کا مسئلہ ضروری تھا۔ بہر حال اب میں آگیا ہوں تو میں آپ کے بیٹے سے بھی ملنا چاہتا ہوں“۔ عمران

”آپ کا کیا نام ہے اور آپ کے بیٹے کو کیا ہوا ہے“..... عمران نے چوک سے کار موڑتے ہوئے کہا۔ وہ جا تو ایک ہوٹل میں رہا تھا لیکن اب اس نے کار کا رخ چوک سے اس سڑک کی طرف موڑ دیا تھا جو روشن ہسپتال کو جاتی تھی۔ یہ آنکھوں کا پرائیویٹ ہسپتال تھا اور خاصا مہنگا تھا اس لئے عمران کو حیرت ہو رہی تھی کہ اس آدمی کا بیٹا روشن ہسپتال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس ٹیکسی کے پیسے نہیں ہیں۔

”میرا نام عبدالغنی ہے جناب۔ میری دار اب محلے میں کریمانے کی چھوٹی سی دکان ہے۔ میرا بیٹا محمد ہاشم جہاں کی ایک پرائیویٹ فرم میں کام کرتا ہے۔ اس فرم کے مالک بے حد اچھے اور نیک انسان ہیں۔ انہوں نے ہاشم کو اس بڑے اور مہنگے ہسپتال میں داخل کرایا ہے اور وہی اس کا علاج کرا رہے ہیں..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے بیٹے کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے جو اسے روشن ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”بس کیا ہونا ہے جناب۔ قسمت کی باتیں ہیں۔ شاید سارے دکھ ہم غریبوں کی قسمت میں ہی لکھ دیئے جاتے ہیں۔ میرا بیٹا اکاؤنٹنٹ ہے۔ اس نے اکاؤنٹنسی کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور وہ بے حد مہنتی لڑا کر ہے۔ وہ فرم میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اچانک اس کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا

کا کورس پہلے ہی خریہ اجائے اس کے بعد ہسپتال کے اخراجات ہیں۔  
ایہ سب ملا کر تقریباً دس لاکھ روپے بن جاتے ہیں اور فرم کے مالک  
نے معذرت کرنی ہے کہ وہ اتنی بھاری رقم خرچ نہیں کر سکتا۔ اس  
پر ڈاکٹروں نے تجھے کہا ہے کہ یا تو میں دس لاکھ روپے کا فوری  
بندوبست کروں یا پھر واپس گھر چلا جاؤں اس لئے اب میں اور کیا کہہ  
سکتا ہوں۔ یہ خرب لوگ کہاں سے اتنی بڑی رقم کا بندوبست کر  
سکتے ہیں۔ اس لئے اب یہ اندھرتو میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔  
مجھے گھر لے چلو..... ہاشم نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”دس لاکھ روپے۔ اوہ۔ اوہ۔ اتنی بڑی رقم کہاں سے آئے گی۔  
اتنی بھاری رقم تو کوئی ادھار بھی نہیں وے گا اور دے بھی دے تو  
ہم اسے واپس کیسے کریں گے۔ اوہ میرے اللہ۔ اب میں کہاں جاؤں  
میرا جوان بیٹا اب کیا کرے گا؟..... عبدالغنی نے باقاعدہ روتے  
ہوئے کہا۔

”تم سے کس ڈاکٹر نے یہ بات کی ہے؟..... عمران نے آگے  
جھک کر ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں؟..... ہاشم نے چونک کر اور حیرت بھرے  
الہجے میں کہا۔

”بیٹا یہ ہمدرد دل رکھنے والے ایک نیک آدمی ہیں۔ آج بسوں کی  
جرحہل تھی اور میرے پاس یہاں تک آنے کے لئے نیکی کا کرایہ بھی  
نہیں تھا۔ میں نے ان سے درخواست کی تو یہ تجھے یہاں لے آئے اور

نے بھی کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔  
”آپ واقعی ہمدرد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ آئیے۔“ عبدالغنی  
نے کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لے کر آگے چل دیا اور تھوڑی دیر بعد  
عمران ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں بیڈ پر ایک صحت مند نوجوان  
لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اس کی عمر  
چوبیس پچیس سال تھی۔

”بیٹے ہاشم میں آگیا ہوں۔ کیا حال ہے تمہارا؟..... عبدالغنی نے  
آگے بڑھ کر نوجوان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ابا کیا بتاؤں۔ اب میں ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا۔“ ابا۔  
اب میرا علاج نہیں ہو سکتا۔ اب تم مجھے گھر لے جاؤ۔ یہی میری  
قسمت ہے۔..... نوجوان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کی  
آواز میں ایسا درد تھا کہ عمران بے اختیار تڑپ اٹھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ علاج کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا ہوا  
ہے؟..... عبدالغنی نے تڑپ کر کہا۔

”ابا۔ ٹیسٹ کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ آپریشن نہیں  
ہو سکتا۔ اس کا علاج خاص قسم کے انجکشن ہیں لیکن یہ انجکشن بے  
حد مہنگے ہیں۔ ایک انجکشن دس ہزار روپے کا ہے اور ساتھ انجکشن کا  
کورس ہے اور اتنے انجکشن لازماً اور متواتر لگانے ہوں گے۔ اگر ہم  
نے ایک بھی ٹانہ کر دیا تو سبقت انجکشن کا اثر ختم ہو جائے گا اور  
کورس نئے سرے سے شروع کرن ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ چھ لاکھ

کہا۔

”اوہ جہا۔ عین صبح میں نے چھ لاکھ روپے انجمن کے کورس کے بتائے تھے۔ جتنی جہا لاکھ روپے ہسپتال کے اخراجات اور دیگر حقوق و سبب سے جمع ہوں گے۔ ڈاکٹر رفیع نے جواب دیا۔ اس قدر ہنگامہ کورس کس کمپنی کا ہے اور کون اسے استعمال کرتا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”یہ ایک انجمن کمپنی ہے صبح اور یہ انجمن ان کی جدید ترین دسیج کا نتیجہ ہے اور اس دسیج کے نیچے میں ہی بلاکنگ کا علاج ممکن ہوا ہے ورنہ اس سے پہلے تو اس طرح کی بلاکنگ کا کوئی علاج ہی نہیں تھا۔“ ڈاکٹر رفیع نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس قدر ہنگامہ علاج کا کیا فائدہ کہ کوئی اس سے مستفید ہی نہ ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”صبح بنیاتی سے بڑھ کر کوئی دولت اس دنیا میں نہیں ہے اس لئے جو لوگ طبقہ امراء میں شامل ہیں وہ تو آسانی سے علاج کرا لیتے ہیں لیکن جن کا تعلق متوسط طبقے سے ہو وہ جانیو اور بزنس وغیرہ فروخت کر کے علاج کراتے ہیں اور جو بہت غریب ہیں وہ بس ٹھنڈی سانس لے کر رہ جاتے ہیں لیکن اب کیا کیا جائے یہ واقعی اس قدر ہنگامہ علاج ہے کہ کوئی دوسرا اس کی امداد بھی نہیں کر سکتا۔“ ڈاکٹر رفیع نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اب تک کتنے مریضوں پر یہ علاج آزمایا ہے۔“ عمران

جہیں دیکھنے بھی آئے ہیں۔“ عبدالغنی نے کہا۔

”آپ کا شکریہ صبح۔ لیکن آپ ڈاکٹر صاحب کا نام کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میں غلط بیانی نہیں کر رہا۔ ویسے آپ کے آنے سے دو گھنٹے پہلے سب سے بڑے ڈاکٹر رفیع صاحب نے خود مجھے یہ بات بتائی ہے۔“ ہاشم نے کہا۔

”میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ میں تو اس ڈاکٹر سے خود ملنا چاہتا ہوں کیونکہ اس قدر ہنگامہ کورس تو شاید کوئی بھی افورڈ نہیں کر سکتا جتنا ڈاکٹر صاحب بتا رہے ہیں۔ کیا نام بتایا ہے تم نے ڈاکٹر رفیع۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔“ ہاشم نے جواب دیا۔

”آپ یہاں رکیں۔ میرے آنے تک آپ نے کہیں نہیں جانا۔ میں ڈاکٹر صاحب سے مل کر ابھی آ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے گا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر رفیع کے کمرے میں موجود تھا۔ چند اور ڈاکٹر بھی وہاں موجود تھے جو اپنے مریضوں کے سلسلے میں ڈاکٹر رفیع سے ملنے آئے تھے جن سے فارغ ہو کر ڈاکٹر عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”جی آپ فرمائیے۔“ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔

”میں ایک مریض ہاشم کے سلسلے میں آیا ہوں جسے آپ نے علاج کے لئے دس لاکھ روپے کے اخراجات بتائے ہیں۔“ عمران نے



”رضا یہ چیک لے جاؤ اور اس کی رسید بنا کر لے آؤ۔ یہ کمرہ نمبر  
انٹارہ میں داخل نوجوان ہاشم ولد عبدالغنی کے لئے ہے اور ایک  
کورس فی ایس انجکشنز کا منگوا لو.....“ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔  
”ہیں سر.....“ نوجوان نے کہا اور چیک لے کر واپس چلا گیا۔  
”آپ رسید لے کر جائیں۔ میں وارڈ کا ایک راولڈ لگا لوں۔“  
ڈاکٹر رفیع نے کہا اور اٹھ کر تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ چند لمحوں  
بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان جس کا نام رضا تھا اور جو چیک لے کر  
گیا تھا وہیں اندر داخل ہوا اور اس نے رسید عمران کے حوالے کر دی۔

”یہ کس کمپنی کا کورس ہے اور کہاں سے ملتا ہے.....“ عمران  
نے اٹھ کر رضا کے ساتھ ہی باہر آتے ہوئے کہا۔  
”فی ایس ایکریٹین کمپنی کا کورس ہے جناب۔ بہت ہی مہنگا  
کورس ہے۔ نجانے لوگ کس طرح اس قدر مہنگا علاج کراتے ہیں  
میں تو سوچ کر ہی پاگل ہو جاتا ہوں.....“ رضا نے مڑ کر کہا۔  
”کیا اس انجکشن کی کوئی خالی ڈبیہ مل سکتی ہے.....“ عمران نے  
کہا۔

”آپ نے کیا کرنا ہے اسے.....“ رضا نے چونک کر کہا۔  
”میں کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس کی قیمت میں کمی  
کر دے.....“ عمران نے کہا تو رضا اس طرح ہنس پڑا جیسے عمران  
جنگل کی بات کی ہو۔

نے کہا۔  
”جناب۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ یہ جدید ترین ریسرچ ہے اور  
اسے یہاں متعارف ہوئے ابھی صرف ایک ماہ ہوا ہے اور اب تک  
اس مرض کے پچیس مریض یہاں روشن ہسپتال میں داخل ہو چکے  
ہیں جن میں سے دس علاج نہ کر سکنے کی وجہ سے واپس چلے گئے ہیں  
جبکہ پندرہ زیر علاج ہیں اور پھر اس سے پہلے یہ مہلک بیماری یہاں  
اس قدر زیادہ نہیں دیکھی گئی لیکن اب تو لگتا ہے کہ گزشتہ ایک ماہ  
سے یہ بیماری پھیلتی چلی جا رہی ہے.....“ ڈاکٹر رفیع نے کہا۔  
”کیا اس بیماری کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ کوئی اور انجکشن یا  
آپریشن وغیرہ.....“ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔“ ڈاکٹر رفیع نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران  
نے جیب سے چیک بک نکالی اور ایک چیک پر اس نے دس لاکھ لکھ  
کر دستخط کئے اور اسے چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے اسے ڈاکٹر  
کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ کیا ہے جناب.....“ ڈاکٹر نے چیک اٹھا کر حیرت بھری  
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاشم کا علاج شروع کر دیں۔ یہ انجکشن کے کورس اور ہسپتال  
کے دیگر تمام اخراجات ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے جناب.....“ ڈاکٹر رفیع نے کہا اور جھک  
کر گھنٹی بجادی۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”کیا۔ کیا واقعی میرا علاج ہوگا۔“ ہاشم نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ واقعی مہاراجا علاج ہوگا اور یہ رقم میں نے جمع نہیں کرائی۔“ ایک نرسٹ کی طرف سے جمع کرائی گئی ہے۔ ”عمران نے عبد الغنی کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا واقعی دس لاکھ روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔ اوہ۔ اس قدر بھاری رقم۔ اوہ۔ کیا اس زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ کیا واقعی۔“ عبد الغنی نے رک رک کر اور ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ابھی تک اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”یہ لیں۔ یہ تھوڑی سی رقم رکھ لیں اخراجات کے سلسلے میں اور انشاء اللہ میں بھی آتا رہوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔“ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گلدی نکال کر عبد الغنی کے ہاتھ پر رکھی اور خود کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش سزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ سوچ سوچ کر ہی بگولے سے اٹھ رہے تھے کہ اگر اس انجمن کی قیمت ہمسایہ ملک کافرستان میں ایک ہزار روپے ہے تو یہاں کیوں دس ہزار روپے ہے۔ گو وجہ اسے رضائے بتائی تھی لیکن اسے اس پر یقین نہ آ رہا تھا کیونکہ اتنا زیادہ فرق ممکن ہی نہ تھا اور وہ اب اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔

”حکومت کے ارباب اختیار کی وجہ سے تو یہ اس قدر مہنگی ہوئی ہے جناب۔ اس کمپنی کا یہ انجمن کافرستان میں صرف ایک ہزار کا ہے۔ یہاں دس ہزار کا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ یہاں وزارت کے بڑے افسر صاحب نے لاکھوں روپے رشوت لے کر اس کی اتنی قیمت رکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ بہر حال یہ لیں خالی ڈبیہ۔“ رضائے نے کہا اور ساتھ ہی جھک کر اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیہ اٹھائی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ۔“ عمران نے ایک نظر ڈبیہ کو دیکھا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں عبد الغنی اور اس کا بیٹا موجود تھے۔ عبد الغنی بیڈ کے ساتھ کرسی پر سر جھکائے انتہائی مغموم حالت میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ ہاشم جس کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ بھی بری طرح ٹٹکا ہوا تھا۔ عمران کے کمرے میں داخل ہونے پر عبد الغنی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ لیں رسید دس لاکھ کی۔ ہاشم کے علاج کے تمام اخراجات ادا ہو گئے ہیں۔ اب آپ کو مزید کچھ نہیں خرچ کرنا۔ اب ہاشم کا علاج ہو گا اور انشاء اللہ یہ صحت مند ہو جائے گا۔“ عمران نے رسید عبد الغنی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو عبد الغنی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران کوئی مافوق الفطرت چیز ہو۔

طرف سے جیکسن نے جواب دیا۔

"یہ تناسب تو اچھا نہیں ہے — اے بڑھنچا ہے"..... غیر ملکی نے کہا۔

"سر۔ اس ملک میں غربت بہت زیادہ ہے اور ہمارے پاس کوئی ایسا مریض نہیں ہے کہ یہ بیماری صرف امرا کو ہی متاثر کرے اس نے مجموعی ہے"..... جیکسن نے کہا۔

"مریض خیال ہے کہ اگر سی بی ریز کو پوش علاقوں میں پھیلا دیا جائے تو خاصے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں"..... غیر ملکی نے کہا۔

"ہم اس نارگٹ پر بھی کام کر رہے ہیں۔ لیکن پوش علاقوں میں سب سے زیادہ ہے اور کوٹھیاں بھی بڑی بڑی اور دور دور ہیں اس لئے ریز ضابطہ ہو جاتی ہے اور اکا دکا مریض بنتے ہیں جبکہ گنجان آباد علاقوں میں آکسیجن کی ویسے ہی کمی ہوتی ہے اس لئے وہاں ریز زیادہ اچھے انداز میں کام کرتی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گنجان آباد علاقوں میں امرا کا تناسب بے حد کم ہوتا ہے"..... جیکسن نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریز کو ہر کوٹھی میں علیحدہ علیحدہ فار کیا جاسکے"..... غیر ملکی نے کہا۔

"نہیں جنتاب۔ ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ ان ریز کو کسی بھی علاقے میں فائر کرنے کے لئے ایک طویل پراسس استعمال کرنا پڑتا ہے اور وہ بھی کسی چار دیواری کے اندر رہ کر ورنہ تو اسے چیک بھی کیا جاسکتا ہے"..... جیکسن نے جواب دیا۔

آفس کے انداز میں سبائے گئے کمرے میں ایک انتہائی قیمتی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو غیر ملکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... غیر ملکی نے کہا۔

"جیکسن بول رہا ہوں سر"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"..... غیر ملکی نے پوچھا۔

"ہمارا مشن خاصا کامیاب جا رہا ہے سر۔ آج بھی بیس مریض سی بی کے ہسپتالوں میں پہنچ گئے ہیں جن میں سے گیارہ مریضوں نے کورس غریبہ جبکہ نو ایسے ہیں جو کورس نہیں خرید سکے"..... دوسری

”ڈاکٹر شائر سے بات کراؤ“..... غیر ملکی آرٹلڈ نے کہا۔

”یس سر بولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیسو۔ ڈاکٹر شائر بول رہا ہوں..... جلد لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ترتد تزل مہا ہوں ڈاکٹر شائر پاکیشیا سے سہاں آپ کا فارمولا کامیاب نہیں جا رہا جس کی وجہ سے ہم بے حد پریشان ہیں۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ فارمولا کامیاب نہ ہو۔“ ڈاکٹر شائر نے اہتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے سی بی ریز فائر کرنے کا جو فارمولا دیا ہے وہ اہتہائی گنجان آباد علاقوں میں تو قدرے کارآمد ہے لیکن کھلے علاقوں میں اس کی کارکردگی بے حد کم ہے اور جہاں پاکیشیا میں چونکہ کرپشن بہت زیادہ ہے اس لئے ہمیں ڈرگ کی قیمت اس قدر رکھنی پڑتی ہے کہ غریب تو ایک طرف اچھے خاصے متوسط طبقے کے افراد بھی اسے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور گنجان آباد علاقوں میں زیادہ تر غریب یا متوسط طبقے کی آبادی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس فارمولے میں کوئی ایسی تبدیلی کر دیں کہ یہ کھلے علاقوں میں بھی بہتر انداز میں کام کر سکے کیونکہ امیر طبقہ ایسے ہی کھلے علاقوں میں رہتا ہے اگر یہی صورت رہی تو پھر ہماری مارکیٹنگ فیل ہو جائے گی۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

”پھر یہ ٹارگٹ کیسے مکمل ہوگا۔ ہمیں پاکیشیا کے بڑے بڑے شہروں میں ایک سال کے اندر بیس لاکھ افراد کو سی بی کے کورس فروخت کرنے میں جبکہ ابھی دارالحکومت میں ہم اتنے عرصے میں دو ہزار سے اوپر نہیں جاسکے۔ ابھی دوسرے شہروں میں بھی کام کرنا ہے۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”جواب۔ اگر کورس کی قیمت قدرے کم دی جائے تو ٹارگٹ وقت پر پورا ہو سکتا ہے۔“..... جیکسن نے کہا۔

”قیمت کیسے کم کی جاسکتی ہے سہاں ہر طرف کرپشن کا سلسلہ موجود ہے۔ ہمیں نیچے سے اوپر تک مسلسل رشوت دینی پڑ رہی ہے پھر ڈاکٹر صاحبان کو بھی خصوصی مراعات دینی پڑتی ہیں ورنہ ڈاکٹر صاحبان کمپنی سے تعاون نہیں کرتے اس لئے سہاں قیمت کے کم کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ اب مجھے اس سلسلے میں کچھ اور سوچنا ہوگا۔ بہر حال تم لوگ اپنا کام جاری رکھو۔“ غیر ملکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا کر ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”مائیک بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں۔“..... غیر ملکی نے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ فرمائیے۔“..... دوسری طرف سے اس بار مودبان

لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے اس نے فون کیا ہے کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ جس سے اس بیماری کو صرف امراء کے رہائشی علاقوں میں پھیلایا جاسکے تاکہ وہ لوگ ڈرگ خرید کر ہمارا نارگٹ پورا کر سکیں“..... آرنلڈ نے کہا۔

”آپ نے اب تک کیا طریقہ اپنایا ہے“..... ڈاکٹر شائر نے کہا۔  
 ”وہی جو ہر ملک میں اپنایا جاتا ہے کہ گنجان آباد علاقوں میں اور پوش علاقوں میں سی بی کیس فائر کر دی جاتی ہے اور جن لوگوں کی آنکھوں میں پہلے سے ٹی ایس ٹی موجود ہوتا ہے اس پر کیس اثر انداز ہو جاتی ہے اور وہ سی بی کا شکار ہو کر ہسپتال پہنچ جاتا ہے لیکن مجھے حیرت ہے کہ یہاں ٹی ایس ٹی کے حامل افراد کی تعداد اول تو بے حد کم ہے اس لئے سی بی ریز کا شکار بے حد کم لوگ ہوتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ دس ہزار کی آبادی میں سے دو سو مریض میر آتے ہیں اور ان دو سو میں سے بھی دس بارہ ہی علاج کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس طرح ہماری ریز بھی ضائع ہو جاتی ہے“..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”اوه۔ واقعی یہ تناسب تو انتہائی مایوس کن ہے۔ شاید پاکیشیا کی قب و ہوا یا پانی میں ایسے اثرات ہیں کہ وہاں ٹی ایس ٹی کے حامل افراد کی تعداد بے حد کم ہے۔ لیکن اگر چانک بڑے شہروں میں اندھوں کی تعداد بڑھ جائے تو حکومت یا اس کی کوئی ایجنسی چونک بھی سکتی ہے اور پھر معاملات اوپن ہو جائیں گے“..... ڈاکٹر شائر نے کہا۔

”آپ قیمتوں میں کمی کر دیں تاکہ ڈرگ متوسط طبقہ بھی خرید سکے“..... ڈاکٹر شائر نے کہا۔

”بتایا تو ہے ڈاکٹر کہ یہاں ہر سطح پر کرپشن ہے۔ پھر ہم اصل کمپنی تو نہیں ہیں۔ ہم نے تو ایشیا کے لئے مارکیٹنگ کے حقوق خریدے ہوئے ہیں اور ایشیا کے دوسرے ملکوں میں بھی کرپشن ہے لیکن اتنی نہیں جتنی یہاں پاکیشیا میں ہے اس لئے ہمیں یہاں ڈرگ کی قیمتیں بھی سب سے زیادہ رکھنی پڑی ہیں اور اب اسے کم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صرف کرپشن ہی مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں ڈاکٹروں کو بھی مراعات دینی پڑتی ہیں۔ ڈرگ سلیڈز کو بھی ہماری کمیشن دینا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس علاج کے بارے میں بڑے بڑے سیمینار کرائے جا رہے ہیں جس میں اس بیماری اور اس کے علاج کے بارے میں سپر زہننے والوں کو ہماری معاونت دیئے جاتے ہیں۔ مخصوص صحافیوں کو بھی ہماری معاونت دے کر اس بیماری اور اس کے علاج کے بارے میں کالم لکھوائے جا رہے ہیں۔ اخبارات کے مالکان کو بھی بڑے بڑے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں۔ اس طرح یہاں اس ڈرگ کی مارکیٹنگ پر بے پناہ سرمایہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی سیل بے حد کم جا رہی ہے کیونکہ غریب عوام تو ایک طرف اعلیٰ متوسط طبقہ بھی اس علاج پر سرمایہ لگانے سے قاصر ہے“..... آرنلڈ نے کہا۔

”تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں“..... ڈاکٹر شائر نے کہا۔

جو تاکہ ہمیں نقصان نہ ہو سکے۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔ اب ایسا  
کمرے کے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ گڈ بائی..... آرنلڈ نے کہا اور رسیور رکھ  
دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے  
تھے۔

"اس کی محبے فکر نہیں کیونکہ بظاہر یہ سب کچھ قدرتی سمجھا جاتا ہے  
یہاں کسی کو سی بی ریز کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ ہی اس ریز  
کو فائر کرنے سے کچھ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ بے رنگ اور بے بو طرح  
کی ریز گیس بن کر ہوا میں شامل ہو جاتی ہے اور بس۔ اصل مسئلہ یہ  
ہے کہ ہمیں امراء طبقے میں اس کے زیادہ مریض چاہئیں تاکہ ہماری  
پراڈکٹ کا مارگٹ پورا ہو سکے"..... آرنلڈ نے کہا۔

"ایک صورت میں ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ امراء طبقے کے رہائشی  
علاقوں میں سی بی کے ساتھ ایسٹاس ریز کس کر کے فائر کرائیں۔ اس  
طرح سی بی کی پاور یکسر بڑھ جائے گی لیکن یہ بتا دوں کہ ان کے  
اثرات صرف دو ہفتوں تک رہ سکتے ہیں۔ دو ہفتوں بعد جیسے ہی اس  
کے اثرات ختم ہوں گے بنیائی خود بخود بحال ہو جائے گی۔ لہذا ایسا  
نہ ہو کہ سی بی کے شکار مریض آپ کا کورس مکمل نہ خریدیں اور اس  
طرح آپ کو نقصان ہو جائے"..... ڈاکٹر شائر نے کہا۔

"لیکن ایسٹاس ریز تو بے حد مہنگی پڑے گی"..... آرنلڈ نے کہا۔  
واقعی - یہ بے حد مہنگی ہے اس لئے اسے زیادہ مقدار میں  
استعمال نہ کریں اور صرف امراء کے رہائشی علاقوں میں استعمال  
کریں۔ گنجان آباد علاقوں میں استعمال نہ کریں..... ڈاکٹر شائر  
نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی ہمیں یہ بھی کرنا ہو گا کہ ہم  
مکمل کورس فروخت کرنے کا اعلان کر دیں اور وہ بھی ناقابل واپسی

یحیٰی..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے جناب۔ آپ غیر ملک میں پاکیشیا کی نمائندگی کرتے ہیں کیا یہ اعزاز کم ہوتا ہے“..... عمران نے سلام لکھنے کے بعد میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس وقت میں چہاری بات درست ہے۔ بہر حال بتاؤ کیسے آنا ہیوئے۔ میں اجتماعی اہم فائل کا مطالعہ کر رہا ہوں اور آدھے گھنٹے بعد میں نے خصوصی میٹنگ میں شریک ہونا ہے“..... سرسلطان نے سچے و سنجیدہ جلتے ہوئے کہا۔

”بہرائی نس آئریل آئی کو بھی اطلاعات ملی ہیں کہ آپ دفتر میں بیٹھنے کی بجائے خصوصی میٹنگ میں زیادہ وقت گزارتے ہیں اور مجھے نمائندگی کا اعزاز اس لئے بخشا گیا ہے کہ میں ان خصوصی میٹنگز کے بارے میں تفصیلی رپورٹس بہرائی نس آئریل آئی کی خدمت میں پیش کر سکوں“..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

”کیا مصیبت ہے۔ کیا تمہیں اس دارالحکومت میں صرف میں ہی غرض نظر آتا ہوں“..... سرسلطان نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”آپ فارغ ہوں تو پھر بہرائی نس آئریل آئی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی کیونکہ پھر آپ فراغت کی وجہ سے انہیں شاپنگ کرانے ملے جائیں گے۔ تفریحی مقامات کی سیر کرانیں گے۔ فوڈ سٹریٹ لے جائیں گے۔ کھانے کھلائیں گے۔ اصل مسئلہ تو آپ کی عدم فراغت کا

”کیا رعایا کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کی اجازت ہے یا نہیں“..... عمران نے سرسلطان کے آفس کا پردہ ہٹاتے ہوئے انتہائی بلجحت آمیز لہجے میں کہا تو میز کے پیچھے بیٹھ ہوئے سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔ وہ کسی فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے۔

”تم اور یہاں اس طرح بغیر اطلاع دیئے چلے آئے“..... سرسلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ عمران جب بھی آتا تھا تو اطلاع دے کر ہی آتا تھا لیکن آج وہ چانک آگیا تھا۔

”میں چونکہ اس وقت بہرائی نس آئی کا نمائندہ ہوں اس لئے چانک چھاپہ مارنے حاضر ہوا ہوں“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”چہاری قسمت میں شاید نمائندگی ہی لکھ دی گئی ہے۔ بہر حال

کہا۔

"لیکن میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہیں واقعی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ عمران کیا کہنا چاہتا ہے۔

"اس انجکشن کی کافرستان میں قیمت ایک ہزار روپے ہے جبکہ یہاں دس ہزار روپے اور کمپنی ایک ہی ہے۔" عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"اتنا فرق۔" وہ نہیں۔ اس قدر فرق کیسے ہو سکتا ہے۔" سرسلطان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک بار پھر میز پر پڑی ہوئی ڈبیہ کو اٹھا کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"رئیل برائس واقعی دس ہزار روپے چھی ہوئی ہے۔" عمران نے کہا تو سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو۔ میں اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں۔" سرسلطان نے کہا۔

"میں نے اپنے طور پر جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق واقعی کافرستان میں اس انجکشن کی قیمت ایک ہزار روپے ہے اور صرف اس انجکشن کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تمام ادویات جو ملٹی نیشنل کمپنیاں تیار کرتی ہیں سب میں اسی طرح کافرق ہے۔ بے پناہ فرق۔ میں اس فرق کی وجہ سمجھنا چاہتا ہوں۔ آپ سیکرٹری وزارت صحت سے

ہے۔" عمران نے جواب دیا تو سرسلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور سلسلے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اسے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بولو۔ کیا کہتے ہو۔" سرسلطان نے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈبیہ دیکھیں۔ ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا تیار کردہ ڈرگ ہے۔ اس میں ایک ایسا انجکشن ہے جو بینائی کی بحالی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔" عمران نے یلکھت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ڈبیہ نکال کر سرسلطان کے سامنے رکھ دی۔ سرسلطان کے بھرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہوں نے ڈبیہ اٹھا کر اسے چاروں طرف سے گھما کر دیکھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس ڈبیہ میں ایک انجکشن ہوتا ہے اور اس انجکشن کی پاکیزگی میں قیمت دس ہزار روپے ہے اور بینائی کی بحالی کے لئے ساتھ ساتھ انجکشنز کا کورس ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ ایک کورس چھ لاکھ روپے کا ہے اور یہ کورس اکٹھا ہی خریدنا پڑتا ہے کیونکہ بلاناغہ ایک انجکشن لگایا جاتا ہے اور اگر کسی روز انجکشن نہ لگے تو پھر گورس انجکشنز کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور پھر نئے سرے سے ساتھ ساتھ انجکشن لگانے پڑتے ہیں۔" عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں



کے چیف جناب ایکسٹو کے بارے میں تو جانتے ہوں گے۔ وہ اس قدر بااختیار ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو آپ اور مری تو کوئی حیثیت ہی نہیں وہ صدر مملکت کو بھی اپنے حکم سے فارغ کر سکتے ہیں۔ ان کے نمائندہ خصوصی جناب علی عمران صاحب میرے آفس میں موجود ہیں اور وہ آپ سے چند اہم باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔..... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس دوران ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

”میں عمران صاحب کو جانتا ہوں جناب سر عبدالرحمن کی وجہ سے۔ ہمارے اور سر عبدالرحمن صاحب کے خاندانی مراسم ہیں۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”اوکے۔ میں انہیں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔..... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جہاں کیا خیال ہے عمران۔ کیا یہ کوئی سازش ہے۔“ سرسلطان نے رسیور رکھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”میں سمجھتا تھا کہ ہمارے ذہن ہی پولیس والوں کی طرح ہو گئے ہیں لیکن لگتا ہے کہ آپ پر بھی ہمارے ذہنوں کے اثرات پڑ گئے ہیں میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ قیمتوں میں اتنا فرق کیوں ہے اور اسے کم کیوں نہیں کیا جا رہا۔ اس میں سازش کہاں سے آ گئی۔..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

مری بات کرائیں سبہاں تو عوام کو باقاعدہ لوٹا جا رہا ہے۔ عمران کے لہجے میں بے حد سختی تھی۔

”اگر ایسا ہے تو درست ہے۔ لیکن تم نے یہ ڈیہ کہاں سے لی ہے۔..... سرسلطان نے کہا تو عمران نے انہیں عبدالغنی سے ہونے والی ملاقات اور اس کے بیٹے کی بیماری سے لے کر واپس آنے تک کی تمام تفصیل بتادی۔

”دس لاکھ روپے اخراجات اس بیماری کے علاج پر آتے ہیں۔ اور۔ دیری بیڑ۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح تو پاکیشیا کی تمام آبادی اس علاج سے محروم رہ جائے گی۔..... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی انہوں نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

”سیکرٹری وزارت صحت رانا اکمال صاحب سے مری بات کراؤ۔..... سرسلطان نے اپنے پی اے سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔“ میں ان سے تفصیلی بات کرنا چاہتا ہوں۔..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جہارے بارے میں انہیں بتا دیتا ہوں۔“ نجلی منزل میں ان کا آفس ہے۔ عمران سے مل کر بات کر لو۔“ سرسلطان نے کہا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”سلطان بول رہا ہوں رانا صاحب۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس

اور مرغ باز تو سنتے رہتے تھے اب یہ فقرے باز۔ بہت خوب۔  
عمران نے کہا تو رانا اکل بے اختیار، ہنس پڑا۔

"یہ سٹو اور مجھے بتاؤ کہ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو جس کے لئے  
سرسلطان کو مجھے ایکسٹو کا تفصیلی تعارف کرانا پڑا..... رانا اکل  
نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ مناز تو پڑتے ہوں گے۔" عمران نے نکتہ سنجیدہ ہوتے  
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ الحمد للہ۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیوں پوچھ رہے  
ہو۔ رانا اکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ پوچھوں  
بجب میں نے پوچھ گچھ شروع کی ہے تو آپ خود ہی پریشان ہو گئے  
نہ..... عمران نے کہا۔

"کیا تم صرف یہ پوچھنے کے لئے آئے ہو کہ میں مناز پڑھتا ہوں یا  
نہ..... رانا اکل نے ہنسنے چاہتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں  
اساخصہ ابھر آیا تھا۔ وہ شاید سمجھتے تھے کہ عمران ان کا مذاق اڑا رہا  
ہے۔

"نہیں۔ یہ تو ابتداء ہے..... عمران نے کہا تو رانا اکل ایک  
لہجہ جو تک پڑے۔

"کیا مطلب۔ تم کھل کر بات کرو۔ تم نے تو مجھے کنفیوز کر دیا  
..... رانا اکل نے کہا۔

"اصل میں تم جس کام میں بھی ہاتھ ڈال دو اس میں کوئی نہ  
کوئی سازش نمودار ہو جاتی ہے اس لئے پوچھ رہا تھا..... سرسلطان  
نے کہا تو اس بار عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ ہماری سبز قدی کا نتیجہ ہے۔ ویسے چیف کو نہ بتانا۔ اسی سبز  
قدی کی وجہ سے چھوٹا سونا چمک مل جاتا ہے ورنہ تو مجھے سڑکوں پر  
بھٹک مانگنا پڑے..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سرسلطان  
ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عمران نے ذبیہ میز سے اٹھا کر  
جیب میں ڈالی اور پھر وہ سرسلطان کو سلام کر کے مڑا اور آفس سے  
باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رانا اکل کے آفس میں موجود تھا۔ رانا  
اکل بھاری جسم کا اوصاف عمر آدمی تھا۔ سر سے مکمل گنجا تھا اور اس کا  
چہرہ بھی بھاری تھا اور پیشانی بھی بے حد چوڑی تھی۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب رانا صاحب۔ من کہ  
مسی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بنفس نفیس بلکہ  
اس حد تک نفیس کہ چلتے ہوئے لڑکھڑا جاتا ہے..... عمران نے  
اندور داخل ہوتے ہوئے کہا تو رانا اکل بے اختیار مسکراتے ہوئے  
اٹھ کھڑے ہوئے۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تم ویسے ہی ہو جیسے بچپن میں  
تھے۔ انتہائی شرارتی اور انتہائی فقرے باز..... رانا اکل نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ یہ نئی اصطلاح ہے فقرے باز۔ ویلے کبوتر باز، پتنگ باز

تو صبح نہ کرتے ہوں گے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ آپ وضو کرتے ہوئے دونوں کو الگ الگ کیسے کرتے ہیں..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو چند لمحوں تک رانا اکل ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھے رہے۔ پھر لکھت قبضہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی مذاق کرنا جانتے ہو..... رانا اکل نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے ڈبیہ نکال کر سامنے رکھ دی۔

"یہ تو تھا مذاق اور اب اس مذاق کو دیکھیں جو آپ پوری قوم کے ساتھ کر رہے ہیں..... عمران کا بچہ لکھت اجتہادی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"قوم کے ساتھ مذاق کیا۔ کیا مطلب..... رانا اکل نے ہاتھ جھا کر ڈبیہ اٹھاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بینائی کی بحالی کا انجمن ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنی کا حیات کر رہا۔ اس ایک انجمن کی قیمت دس ہزار روپے ہے۔ اس ڈبیہ پر یہ قیمت بھی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وزارت صحت کی اسے منظوری حاصل ہے جبکہ یہی انجمن کافرستان میں بھی اسی ملٹی نیشنل کمپنی کا چکر کر رہا ہے اور کافرستان میں یہ انجمن ایک ہزار روپے فی فروخت ہوتا ہے۔ میں اس بات کو کفرم کر کے آپ کے پاس لایا ہوں۔ بینائی کی بحالی کے لئے ساتھ انجمن کا مکمل کورس ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک کورس پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں ہسپتال کے اخراجات چار لاکھ علیحدہ ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ

"اس کنفیوژن کے چکر میں تو یہ سب کچھ ہو رہا ہے رانا صاحب۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی کنفیوژن..... رانا اکل نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نماز پڑھنے کے لئے وضو تو کرتے ہوں گے..... عمران نے جھپٹے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ یہ کیا پوچھ رہے ہو۔ کیا بغیر وضو کے بھی نماز ہوتی ہے۔ نافرمانس۔ یہ کیسا مذاق ہے..... رانا اکل اب واقعی غصے میں آگئے تھے۔

"تو پوچھنا یہ تھا کہ آپ سر اور پیشانی کو کیسے الگ الگ کرتے ہیں..... عمران نے کہا تو رانا اکل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ سر اور پیشانی کو الگ الگ کرنے کا..... رانا اکل کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ وہ پاکستانی بیوروکریسی کے سب سے بڑے عہدے دار تھے۔ ان کے سامنے کوئی بول نہ سکتا تھا اور یہاں عمران مسلسل ان کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"آپ اتنا ناراض کیوں ہو رہے ہیں۔ میں نے کوئی گستاخی تو نہیں کی۔ ایک شرعی مسئلہ پوچھا ہے۔ ظاہر ہے آپ وضو کرنے کے لئے منہ دھوتے ہوں گے اور منہ میں پیشانی شامل ہوتی ہے لیکن شامل نہیں ہوتا اور سر پر صبح کرتے ہوئے ظاہر ہے آپ پیشانی پر سے

کے اس کی قیمت کر دی جائے اور تم یقین رکھو کہ ایسا ہی ہو گا۔  
 رانا اکل نے رسیور پر ہاتھ رکھے رکھے کہا۔  
 "کتنی کم ہو جائے گی قیمت۔" عمران نے پوچھا۔  
 "دس پندرہ فیصد تو بہر حال ہو ہی جائے گی۔" رانا اکل نے  
 جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اتنا بھی ہو جائے تو یہی غنیمت ہے۔" عمران  
 نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ رانا اکل کے  
 بھرے پر ٹیگٹ انتہائی اطمینان کے مٹرات ابھرائے اور پھر عمران  
 اس سے مصافحہ کر کے سنزل سیکرٹریٹ سے نکل کر سیدھا دانش  
 منزل پہنچ گیا۔

"عمران صاحب۔ اب تو آپ نے دانش منزل کا رخ کرنا ہی چھوڑ  
 دیا ہے۔" سلام دعا کے بعد بلیک زرو نے باقاعدہ شکوہ کرتے  
 ہوئے کہا۔

"میں آج کل ایک جلائی چلہ کر رہا ہوں قبرستان میں بیٹھ کر اور  
 ایک چلہ چالیس روز کا ہوتا ہے اور مجھے شاید دس بارہ چلے کرنے  
 آئیں۔" عمران نے جواب دیا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔  
 "اچھا۔ تو کیا کوئی جن بھی قابو میں آیا ہے۔" بلیک زرو نے  
 پتے ہوئے کہا۔

"جن بے چارے نے میرے قابو میں کیا آنا ہے۔ میں تو روٹھے  
 نے کو منانے کے لئے چلے کر رہا ہوں۔" عمران نے جواب دیا

عوام کیسے اتنا بڑا بوجھ اٹھا سکتی ہے اور آپ نے کیسے اتنی زیادہ  
 قیمت کی منظوری دی۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔" عمران نے  
 مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس لچہ بے حد سرد تھا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے عمران۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان اور  
 کافرستان میں خام مال کی قیمتوں میں کافی فرق ہے۔ یہاں سے ملنے  
 والا خام مال کافرستان کی نسبت بہت مہنگا ہے۔ پھر یہاں خام مال پر  
 ڈیوٹیاں موجود ہیں۔ فیکٹریوں پر ریوٹیاں علیحدہ عائد کی جاتی ہیں۔  
 بجلی کے نرخ بے حد مہنگے ہیں اس لئے اس سے کم قیمت یہاں کسی  
 بھی کمپنی کو منظور نہیں ہو سکتی اور اگر قیمت بڑھانے سے انکار کر دیا  
 جائے تو پھر یہ کمپنی یہاں یہ انجکشن لانا ہی نہیں کرے گی۔ اس  
 طرح لوگوں کو سرے سے علاج ہی میرے آکے گا۔" رانا اکل نے  
 تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ وہ فائل منگوائیں جس میں اس انجکشن کی یہ قیمت رکھے  
 جانے کی منظوری دی گئی ہے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔  
 "یہ فائل تو متعلقہ کمیشن آفیسر کے پاس ہو گی اور وہی اس  
 بارے میں وضاحت بھی کر سکے گا۔" رانا اکل نے فون کی طرف  
 ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میرے بارے میں انہیں بتا دیں۔ میں ان  
 سے مل لیتا ہوں۔" عمران نے کہا۔  
 "چھوڑو اس بات کو۔ میں احکامات دے دوں گا کہ جتنی ممکن ہو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے قبرستان میں چلے کرنے پڑے ہیں ورنہ تم جانتے ہو کہ جو لیا کو منانا میرے بائیں ہاتھ بلکہ بائیں ہاتھ کی جھوٹی انگلی کا کھیل ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جو لیا بول رہی ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہیں چیف۔" دوسری طرف سے جو لیا کا بوجھ لکھتے مودبانہ ہو گیا۔

"اپنی ٹیم کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ دارالحکومت کے تمام آنکھوں کے ہسپتالوں کا ریکارڈ چیک کریں کہ آنکھوں کی ایک مخصوص بیماری جسے سی بی کہا جاتا ہے کے کتنے مریض ان ہسپتالوں میں داخل ہیں اور کتنے علاج کرا رہے ہیں اور کتنے بغیر علاج کرائے واپس چلے گئے ہیں اور جو واپس چلے گئے ہیں ان کے نام و پتے اور پوری تفصیل حاصل کرنا ضروری ہے۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھے ہوئے بلیک زرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"آنکھوں کے مریض۔ مگر۔ چیف کیا یہ سیکرٹ سروس کا کوئی کس ہے۔" جو لیا نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا کس آسمان سے اچانک نہیں نکلتا۔ ہمیں

تو بلیک زرو بے اختیار چمک چڑا۔

"روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے۔ کیا مطلب۔" بلیک زرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے مس جو لیا نا فز وائر روٹھ جاتی تھی تو از خود مان بھی جاتی تھی سین اب تو وہ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتی۔" عمران نے کہا تو بلیک زرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اف۔ تو یہ بات ہے۔ آپ جو لیا کو منانے کے لئے چلے کر رہے ہیں۔ لیکن آپ چاہیں تو جو لیا ایک منٹ میں مان سکتی ہے۔ پھر صبر کی کیا ضرورت ہے۔" بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اے نہیں۔ میں نے کو شش کی ہے۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ وہ مانے جانے لگی لیکن پھر وہ ساجتہ ناراضگی والی حالت میں آ جاتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اس معاملے میں تو آپ دوسروں کی نسبت کہیں زیادہ ماہر ہیں۔" بلیک زرو نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ جو لیا نے اپنی جذباتیت کو اپنے ذہن سے اس طرح کھرچ بھینکا ہے کہ اب اس معاملے میں، میں نے جو کچھ محسوس کیا ہے اس کے مطابق اگر میں نے زیادہ کو شش کی تو جو لیا کا ذہنی توازن ہمیشہ کے لئے غراب بھی ہو سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔ کیا آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔" بلیک زرو

معمولی سی اطلاعات کو بھی چیک کرنا پڑتا ہے۔..... عمران نے  
اجتنائی سروے لے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس کے  
بجائے پر مسکراہٹ ابھرائی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا ہے۔ میں واقعی نہیں سمجھا..... بلیک  
زیرو نے اجتنائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھی حالت جولیا کی بھی ہوئی ہوگی اور یہی حالت سیکرٹ سروس  
کے ممبران کی بھی ہوگی لیکن اب کیا کیا جائے۔ جولیا ویسے سیدھے  
منہ بات ہی نہیں کرتی اور پوری سیکرٹ سروس کو شکایت ہے کہ  
وہ بے کار رہ رہ کر ذہنی طور پر بے کار ہوتے جا رہے ہیں اس لئے میں  
نے سوچا کہ چلو جولیا سے بھی دو باتیں ہو جائیں اور سیکرٹ سروس  
بھی کچھ حرکت کر سکے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک  
زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے آپ کے ساتھ طویل عرصہ ہو گیا ہے کام  
کرتے ہوئے۔ اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اصل معاملات کچھ  
اور ہیں۔ ویسے آپ نہ بتانا چاہیں تو اور بات ہے..... بلیک زیرو  
نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ جولیا کے بعد چھاری ناراضگی دور کرنے کے  
لئے مجھے صرف قبرستان میں بیٹھ کر ہی نہیں بلکہ کسی قبر کے اندر  
بیٹھ کر چلے کاٹنے پڑیں گے اس لئے چلو بتاؤ۔"..... عمران  
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عبدالغنی سے ملاقات اور پھر اس

کے ساتھ روشن ہسپتال جانے اور وہاں سے سرسلطان اور سرسلطان  
سے سیکرٹری وزارت صحت رانا امل سے ہونے والی ملاقات اور  
گنگو کی تفصیل بتادی۔

"لیکن آپ نے یہ ریکارڈ کیوں اکٹھا کرایا ہے۔ اس کے پس منظر  
میں کیا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے عبدالغنی اور اس کے بیٹے کی حالت دیکھی  
ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس جیسے اور بھی لوگ ہیں جو اس قدر مہنگا  
علاج نہ کرا سکتے ہوں اور پھر وہ یقیناً ہمیشہ کے لئے بینائی سے محروم  
ہو جائیں گے۔ میں ان سب کا علاج سرسلطان کو کہہ کر حکومت کے  
اخراجات پر کرانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں احساس ہو سکے کہ حکومت  
ان کی خیر خواہ ہے۔ کچھ کار خیر میں، میں بھی حصہ ملا لوں گا۔ عمران  
نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ملادیا۔

"عمران صاحب۔ رانا امل نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے وہ درست  
ہو گا۔ لیکن اس کے باوجود اس قدر فرق تو نہیں ہو سکتا..... بلیک  
زیرو نے کہا۔

"اس نوجوان جس نے مجھے انجکشن کی ذبیہ دی تھی اس کا کہنا تھا  
اگر وزارت صحت کے اعلیٰ حکام ان کمپنیوں سے بھاری رشوت وصول  
کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہاں ادویات کی قیمت بے حد بڑھ جاتی  
ہے۔ اس کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں کمزور  
محکم کرنا پڑے گا۔ حکومت کو بھی ڈیو لبرزم کرنا ہوں گی اور دیگر

اغراجات بھی لیکن یہ بہت بڑا کام ہے۔ نجانے اس کی کڑیاں کہاں جا نکلتی ہوں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اس سلسلے میں مانیٹر سے کہوں کہ وہ مکمل اعداد و شمار بھی اکٹھے کرے اور وزارت صحت کے اعلیٰ حکام کے بارے میں بھی تحقیقات کرے۔ پھر اس بارے میں کام ہو سکتا ہے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے چھپے کرسی پر بیٹھے ہوئے آرٹلڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
 "ہیں..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 "جیکسن بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں فون کیا ہے..... آرٹلڈ نے چونک کر پوچھا۔  
 "باس۔ کچھ سرکاری لوگ جو اپنے آپ کو سپیشل سروسز کے آدمی بتا رہے ہیں دارالحکومت کے تمام آنکھوں کے ہسپتالوں کا ریکارڈ چیک کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ سی بی کے مریضوں کے کوائف اکٹھے کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں حکومت کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا ہے اور خاص طور پر ایسے مریضوں کا مکمل ریکارڈ ٹریس کر رہے ہیں جو سی بی انجکشن کا کورس غربت کی وجہ سے خرید نہ سکتے

مفت فروخت کرے یا قیمت کم کرے ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔..... آرٹلڈ نے کہا۔

"میں باس۔ بہر حال میرے نوٹس میں یہ بات آئی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔..... جیکسن نے کہا۔  
"ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ ویسے کام کی رفتار تو اطمینان بخش ہے ناں۔..... آرٹلڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں باس۔ ہم نے دو طرفہ کام کیا ہے۔ پوش علاقوں میں ایسٹس ریز کو سی بی گیس کے ساتھ ملا کر فائر کرنے سے کام میں بے حد تیزی آگئی ہے اور اب پوش علاقوں سے نہ صرف مریضوں کی تعداد بڑھ گئی ہے بلکہ گنجان آباد علاقوں میں بھی کام بڑھ گیا ہے۔..... جیکسن نے کہا۔

"گنجان آباد علاقوں میں۔ لیکن وہاں تو بقول جہارے غریب لوگ رہتے ہیں۔..... آرٹلڈ نے چونک کر کہا۔

"باس۔ پوش علاقوں میں مریضوں کی تعداد بے حد کم ہوتی ہے کیونکہ بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں جن میں چند افراد ہی رہتے ہیں۔ وہاں صرا کے ملازم بھی سی بی کا شکار ہو جاتے ہیں جن کا علاج نہیں کرایا جاتا اور امرا۔ مریض صرف جلد ہی ہوتے ہیں اس لئے اگر ہم صرف پوش علاقوں تک ہی محدود رہتے تو ہمارا نارگٹ دس سالوں میں بھی پورا نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہم نے گنجان آباد علاقوں میں بھی سے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں مریضوں کی تعداد بے حد

ہوں۔..... جیکسن نے کہا تو آرٹلڈ بے اختیار ہنسنے لگا۔  
"کہاں۔ وجہ۔..... آرٹلڈ نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔  
"پوچھنے پر وہ لوگ بتا رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کا علاج حکومت کرائے گی۔..... جیکسن نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو اچھا ہے۔ اس طرح ہمارا نارگٹ زیادہ تیزی سے مکمل ہو جائے گا۔..... آرٹلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"باس۔ چند روز پہلے وزارت صحت کے سیکشن آفیسر راحت مسعود نے کہا ہے کہ سیکرٹری وزارت صحت کا حکم ہے کہ سی بی انجکشنز کی قیمتیں دس پندرہ فیصد کم کر دی جائیں جس پر ہم نے انہیں کہا کہ موجودہ سٹاک ختم ہونے والا ہے سنے سٹاک پر قیمتیں کم کر دی جائیں گی۔ ہمارے معلوم کرنے پر اطلاع ملی تھی کہ سیکرٹری وزارت صحت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی اس سلسلے میں ملا تھا اور اس کی وجہ سے ہی حکم دیا گیا ہے اور اب بھی یہ سرکاری لوگ کارروائی کر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔..... جیکسن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اگر کوئی جکڑ ہوا بھی تو کمپنی خود منتقلی پھرے گی اور یہ بڑی بین الاقوامی کمپنیاں خود ہی معاملات سنبھال لیتی ہیں ہم نے پاکیشیا میں سی بی انجکشنز کی فروخت کا ٹھیکہ لیا ہے۔ ہم اپنا نارگٹ مکمل کر کے واپس چلے جائیں گے۔ پھر چاہے کمپنی اسے



"لارڈ سنو ناے بات کریں..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی موبائل آواز سنائی دی۔  
 "اوہ میس۔ کراؤ بات..... آرٹلڈ نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا کیونکہ لارڈ ان کا جیٹ تھا۔  
 "ہیلو..... چند منوں بعد ایک بھاری اور باوقاری آواز سنائی دی۔

"لارڈ۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں..... آرٹلڈ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "کیسا جا رہا ہے برنس..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔  
 "شروع شروع میں کچھ رکاوٹیں سامنے آئی تھیں لیکن اب کام تیزی سے بڑھ رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ دو لاکھ مریضوں کا نارگٹ جو ہم نے دارالحکومت کے لئے ٹکس کیا ہے دو ماہ میں مکمل ہو جائے گا پھر ہم دوسرے بڑے شہروں میں شفٹ ہو جائیں گے۔" آرٹلڈ نے جواب دیا۔

"پاکیشیا کے لئے مکمل نارگٹ تو بیس لاکھ مریض رکھا گیا تھا۔ کیا وہ پورا ہو جائے گا؟..... لارڈ نے کہا۔  
 "یس سر..... آرٹلڈ نے جواب دیا۔  
 "کیا رکاوٹیں پیش آئی تھیں۔ تفصیل بتاؤ..... لارڈ نے کہا تو آرٹلڈ نے ہنسنا شروع کیا اور کم مریضوں کے بارے میں بتایا اور پھر اس نے ڈاکٹر شائر کے مشورے سے ایسا اس ریز کو سی بی کیس کے ساتھ

بڑھ گئی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان میں سے تقریباً نصف لوگ علاج نہ کرا سکتے تھے لیکن باقی نصف افراد کسی نہ کسی طرح اپنے زیورات، مکانات اور دیگر قیمتی اثاثے فروخت کر کے علاج کرا رہے ہیں اور یہ تعداد بہر حال مسلسل بڑھ رہی ہے اس لئے یقیناً ہم دو ماہ کے اندر اپنا نارگٹ پورا کر لیں گے..... جیکسن نے کہا۔  
 "تم نے دو طرفہ کام کی بات کی تھی۔ اس کا کیا مطلب ہے۔" آرٹلڈ نے پوچھا۔

"باس۔ پورے دارالحکومت میں اس بیماری اور اس کے علاج کے سلسلے میں سیمینارز کرائے جا رہے ہیں جن میں بڑے بڑے ڈاکٹروں سے تعارف کرائی جاتی ہیں۔ پورے شہر میں اس سلسلے میں بیزز لگائے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں پر اس بیماری کی دہشت بیٹھ جائے اور وہ ہر صورت میں اس کا علاج کریں۔ ہمارا فرچہ تو ہوا ہے لیکن اس سے نارگٹ مکمل ہونے میں تیزی آگئی ہے..... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اگر حکومت نے ان غریبوں کا علاج کرایا تو پھر ہمارا نارگٹ اور بھی جلد مکمل ہو جائے گا..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 "یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا تو آرٹلڈ نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ فون کی گھنٹی ایک بار بج رہی تھی اور آرٹلڈ نے رسیور اٹھا لیا۔  
 "یس..... آرٹلڈ نے کہا۔

فائر کرنے کا بتا کر اس کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی اور آخر میں اس نے جیکسن کی تازہ ترین اطلاع کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ سپیشل سر دسز۔ اس کا ہمارے کام سے کیا تعلق“..... لارڈ نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”جیکسن نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ جو لوگ غربت کی وجہ سے سی بی کا کورس نہیں خرید سکتے ان کے لئے سکیم تیار کی جا رہی ہے تاکہ حکومت اپنے اغراجات پر ان کا علاج کرا سکے“..... آرٹلڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو یہ بات ہمارے فائدے میں جاتی ہے۔ لیکن خیال رکھنا اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ پاکیشیا میں سی بی بیماری مصنوعی طور پر پھیلائی جا رہی ہے تو ہمارے انجکشنز فروخت نہ ہو سکیں گے اور ہم بکڑے بھی جاسکتے ہیں“..... لارڈ سنوٹانے کہا۔  
 ”یس سر۔ لیکن اس کے بغیر معاملات آگے ہی نہیں بڑھ سکتے۔ ویسے جیکسن بے حد ہوشیار آدمی ہے“..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 ”اوکے“..... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرٹلڈ نے رسیور رکھ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا جبکہ بلیک زرد کپن میں چائے بنانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ عمران نے فائل پڑھ کر اسے بند کر کے میز پر رکھا ہی تھا کہ بلیک زرد ایک چھوٹی ٹرے اٹھائے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا اور وہ فائل جو لیا کی طرف سے بھجوائی گئی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ اعداد و شمار تو اہتائی پریشان کن ہیں۔ دس ہزار مریض اور وہ بھی صرف گزشتہ ایک ہفتے میں۔ یہ بیماری اس قدر تیزی سے پکھت کیسے پھیل گئی اور پھر اس کا علاج بھی بے حد

خراب تھی اس لئے وہ کلینک نہیں آئے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ وہاں کا فون نمبر دے دیں۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر اور ایڈریس بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے ڈاکٹر منصور کی رہائش گاہ کا نمبر بریس کر دیا۔

"جی جناب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی پھر موبانہ تھا۔

"ڈاکٹر منصور صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
"ہیلو۔ ڈاکٹر منصور بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا ادھیڑ عمر آدمی ہے۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اب میں پہچان گیا ہوں آپ کو۔ اگر آپ اپنی ذگریاں نہ بتاتے تو شاید میں پہچان نہ سکتا۔ کافی طویل وقت گزر گیا ہے آپ سے ملاقات ہوئے..... ڈاکٹر منصور نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ آنکھوں کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر

منہنگا ہے۔ اگر یہ بیماری اسی طرح پھیلتی رہی تو میرا خیال ہے کہ دارالحکومت کی ساری آبادی اس خوفناک بیماری کا شکار ہو جائے گی..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میری کچھ میں خود نہیں آرہا۔ میرا خیال ہے کہ اس بارے میں سیکرٹری وزارت صحت رانا اکل سے بات کی جائے..... عمران نے کہا۔

"بیورو کرپسی کے افسران کو علم ہی نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ آنکھوں کے کسی بڑے ڈاکٹر سے بات کریں..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر انکو اٹری کے نمبر بریس کر دیئے۔

"انکو اٹری پلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سینا آئی کلینک کا نمبر دیں..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل واپس کر رابطہ ختم کیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سینا کلینک..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر منصور سے بات کرائیں۔" عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں جناب۔ آج ان کی طبیعت

خاصی پیش رفت ہو رہی ہے۔ مسلسل سمینار منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جہاں ڈاکٹر حضرات اس بیماری سے محفوظ اور علاج کے بارے میں بتاتے ہیں۔ شہر کے مختلف علاقوں کا بانی بھی ٹیسٹ کرایا جا رہا ہے اور اصل وجہ معلوم ہوتے ہی اسے کور کر لیا جائے گا۔ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر صاحب۔ اس کا علاج تو بے حد مہنگا ہے۔ تقریباً چھ لاکھ کے انجکشنز کا کورس ہے پھر ہسپتال کے اخراجات علیحدہ ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ کام تو حکومت کا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کرے۔ ویسے میں نے حکومت کے ایک اعلیٰ آفیسر سے ذاتی طور پر بات کی تھی۔ اس آفیسر نے اس کمپنی سے بات کی جو یہ انجکشنز تیار کر رہی ہے۔ پھر مجھے اس آفیسر نے بتایا کہ کمپنی نے دھمکی دی ہے کہ اگر انہیں تنگ کیا گیا تو وہ پاکستان میں ان انجکشنز کی مارکیٹنگ بند کر دے گی۔ اگر ایسا ہو گیا تو حالات زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ اب جلد دوائی تو مل رہی ہے۔“ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

”کہاں ہے اس کمپنی کا آفس۔“ عمران نے پوچھا۔  
 ”مجھے تو معلوم نہیں۔ بہر حال پاکستان میں ان کے آفس کی کوئی برانچ نہیں دارالحکومت میں ہی ہوگی۔“ ڈاکٹر منصور نے جواب دیا۔

ہیں۔ ان دنوں دارالحکومت میں اچانک بنیائی چلے جانے کی بیماری بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ حکومت اس سلسلے میں بے حد پریشان ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ میرے کینک پر بھی مسلسل سی بی کے مریض آرہے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”سی بی۔“ کوئی سی بیماری ہے۔ میں نے تو اس کا نام پہلے کبھی نہیں سنا۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”یہ بیماری حال ہی میں سامنے آئی ہے۔ پہلے پہلے ایکریمیا کی ایک ریاست میں اس کے مریض سامنے آئے۔ اس بیماری سے دماغ اور آنکھوں کے درمیان رابطے میں بلاکنگ آ جاتی ہے اور انسان قدرتی طور پر مکمل اندھا ہو جاتا ہے جسے سویر بلاکنگ یا سی بی کا نام دیا گیا ہے۔ پھر ایکریمیا کی ایک کمپنی نے اس پر ریسرچ کی اور اس کا علاج دریافت کر لیا گیا اور اب پوری دنیا میں یہی علاج اس بیماری کے کنٹرول کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ علاج اس قدر کامیاب ہے کہ اس سے سو فیصد کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔“ ڈاکٹر منصور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر صاحب۔ پہلے یہ بیماری اس قدر عام نہ تھی لیکن اب کیوں اس قدر تیزی سے پھیل رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔  
 ”میرا خیال ہے کہ زہر زمین پانی میں کوئی ایسا عنصر شامل ہو گیا ہے جو اس بیماری کو پھیلا رہا ہے۔ بہر حال ان دنوں اس سلسلے میں

منبر چلے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مینیجر صاحب سے بات کر لیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں عاصم خان بول رہا ہوں۔ فرمائیے۔۔۔۔۔ جتد لکھوں

بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ہجہ کاروباری تھا۔

"مجھے فی ایس فی کمپنی انکیریمیا کے جہاں کے آفس کا ایڈریس اور

فون نمبر چلے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جہاں ان کا آفس نہیں ہے جہاں۔ البتہ ان کا خصوصی نمائندہ

جہاں موجود ہے تاکہ کاروباری معاملات کو آگے بڑھایا جاسکے۔ اس کا

نام جیکسن ہے۔ ویسے ان کی ادویات کی مارکیٹنگ مکمل طور پر ہم

کرتے ہیں۔۔۔۔۔ مینیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیکسن صاحب سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے

پوچھا۔

"لگی پلازہ میں ان کا آفس ہے۔ تیسری منزل کمرہ نمبر ایک سو

آٹھ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کا فون نمبر۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر

بھی بتا دیا گیا۔

"شکریہ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار

پھر ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیر و خاموش

یٹھا ہوا تھا۔

"لیں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جہاں اس کمپنی کے بڑے ڈسٹری بیوٹر رستم چوک پر نذیر اینڈ

سزویں۔ آپ وہاں سے معلوم کر لیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر منصور نے کہا۔

"اوکے ڈاکٹر صاحب۔ بس یہی باتیں معلوم کرنی تھیں۔ آپ کی

طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے آپ آرام کریں۔ انشاء اللہ جلد ہی

ملاقات ہوگی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس

نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

"انکو انری پلیز۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"رستم چوک پر نذیر اینڈ سزوکا نمبر دیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا

اور ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ساتھ ساتھ چائے

کی چسکیاں بھی لیتا رہا تھا اس لئے چائے کی پیالی اس دوران خالی ہو

چکی تھی۔

"نذیر اینڈ سزوکا۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

"فی ایس فی کمپنی انکیریمیا کے آپ ڈسٹری بیوٹر ہیں۔۔۔۔۔ عمران

نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جہاں اس کمپنی کا آفس کہاں ہے۔ مجھے وہاں کا ایڈریس اور فون

”مسٹر جیکسن سے بات کرائیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔“

عمران نے کہا۔

”وہ بزنس ٹور پر دارالحکومت سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دو تین روز بعد ان کی واپسی ہوگی۔“..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کہاں گئے ہیں۔“..... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے چار پانچ بڑے شہروں کے نام بتائے گئے۔

”اوکے۔ شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ کے ذہن میں کیا خدشہ ہے عمران صاحب۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال یہی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کے نام اس فائل میں موجود ہیں ان کے علاج کے لئے کوشش کی جائے۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

جولیا کے فلیٹ پر اس وقت سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبران موجود تھے۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کہیں نہیں تھا اس لئے تمام ممبران باری باری ہر ممبر کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہو کر انجوائے کرتے تھے۔ گزشتہ چار روز سے یہ میٹنگ نہ ہو رہی تھی کیونکہ حریف نے انہیں آنکھوں کی بیماری سی بی کے مریضوں کے بارے میں اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا حکم دے دیا تھا اور چار روز تک دارالحکومت کے آنکھوں کے ہسپتالوں سے ریکارڈ اکٹھا کرنے میں مصروف رہے تھے اور پھر یہ ریکارڈ ایک فائل کی صورت میں ترتیب دے کر دائرہ منزل بھجوا دیا گیا تھا اس لئے اب ایک بار پھر وہ فارغ تھے اور جولیا نے انہیں آج اپنے فلیٹ میں آنے کی دعوت دی تھی۔

اس لئے وہ سب یہاں موجود تھے۔ جولیا اور صالحہ کچن میں مصروف تھیں جبکہ باقی ممبران سنگ روم میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کی سرگرمیوں کو ٹریس کرنا چاہئے“..... اس بار خاور نے کہا تو اسی لمحے جو یا اور صالحہ ٹرائی و حلیق ہوئیں کچن سے آگئیں اور پھر سب کے سامنے کافی کے ساتھ ساتھ سنیکیں اور دیگر لوازمات رکھے جانے لگے۔

”یہ فلیٹ مس جو یا کا ہے اس نے جہاں عمران کو کال مس جو یا ہی کر سکتی ہیں“..... حصد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کسے کال کرنا ہے۔“ جو یا نے چونک کر پوچھا تو حصد نے نعمانی کی بات سے لے کر اب تک ہونے والی ساری گفتگو دوہرا دی۔

”سوری حصد۔ وہ چونکہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے اسے ہماری میٹنگ میں شریک ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔“ جو یا نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ممبر نہ ہی لیڈر تو دی ہے“..... حصد نے جواب دیا۔

”جب چیف اسے لیڈر بناتا ہے تو لیڈر ہوتا ہے اور بس۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے“..... جو یا نے پہلے سے زیادہ سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ ریکارڈ اکٹھا کرنے والا کام بھی عمران صاحب کی وجہ سے ہوا ہے“..... اچانک صدیقی نے کہا۔

”وہ کس طرح“..... حصد نے چونک کر پوچھا۔

”بس۔ میرا خیال ہے۔ اس نے یقیناً چیف کو کوئی ایسی رپورٹ

تھے۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر سیکرٹ سروس کو اس ریکارڈ کے حصول کے لئے کیوں استعمال کیا گیا ہے“..... اچانک نعمانی نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان سب کے چہروں پر نعمانی کی بات سن کر سوالیہ نشان ابھرائے تھے کیونکہ اس بارے میں واقعی انہوں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔ وہ چونکہ فارغ رہ رہ کر تنگ آ گئے تھے اس لئے کام ملتے ہی وہ تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔

”بات تو چھاری واقعی درست ہے۔ ہم نے تو اس پہلو پر سوچا ہی نہیں“..... حصد نے کہا۔

”سیکرٹ سروس ختم کی جا رہی ہے اور ایسا عمران کی وجہ سے ہو رہا ہے“..... اچانک تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو“..... تقریباً سب نے ہی بیک زبان ہو کر کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ عمران خود ہی سارے کام کر لیتا ہے ہم سب کو اس کی کارکردگی نے عضو معطل بنا کر رکھ دیا ہے حالانکہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہم ہیں۔ وہ سرے سے ممبر ہی نہیں اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی وہی کام کر رہا ہو گا اور ہمارے ذمے یہ فصول کام ڈالے جا رہے ہیں“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”واقعی۔ طویل عرصے سے عمران صاحب سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ نہ جانے وہ کیا کرتے پھر رہے ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

ہیں لیکن اس کا علاج اس قدر مہنگا ہے کہ عام آدمی یہ علاج کراہی نہیں سکتا۔ اس طرح غریب لوگ اس بیماری کا شکار ہو کر مسلسل اندھے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بیماری کی اچانک آمد کی وجہ ٹریس نہیں ہو رہی۔ دارالحکومت کے مختلف علاقوں کے زیر زمین پانی کے تجربے حکومت کی طرف سے کئے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی وجہ ٹریس نہیں ہو سکی جبکہ بیماری مسلسل پھیل رہی ہے۔ تم نے اس کی وجہ ٹریس کرنی ہے تاکہ غریبوں کو اس بیماری سے بچایا جاسکے..... ایکسٹون نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہم کیسے وجہ ٹریس کر سکتے ہیں چیف۔ یہ کام تو ڈاکٹروں کا ہے....." جولیانے کہا۔

"عمران کے خیال کے مطابق یہ وجہ مصنوعی ہو سکتی ہے۔ مطلب ہے کہ کوئی گیس یا ریز وغیرہ جہاں ہوا میں پھیلانی جا رہی ہے۔ عمران اپنے طور پر بھی اس پر کام کرے گا لیکن میں جانتا ہوں کہ تم اپنے طور پر کام کرو..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا کہ اصل جگہ اس عمران نے چلا رکھا ہے۔ اب سیکرٹ سروس بیماریوں کی وجہ ٹریس کرتی پھرے گی۔" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران ایسے کام کرتا رہتا ہے۔ وہ ہماری طرح فارغ بیٹھ کر گیس نہیں ہانتا....." صفدر نے جواب دیا۔

دی ہو گی جس کی وجہ سے چیف کو اس کام کے لئے سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانا پڑا....." صدیقی نے کہا۔

"صدیقی ٹھیک کہہ رہا ہے صفدر۔ میں نے عمران صاحب کو کافی دن پہلے جہاں کے مشہور آٹکھوں کے ہسپتال جس کا نام روشن ہسپتال ہے سے باہر نکلے ہوئے دیکھا تھا۔ میں ایک ہمسائے کی عیادت کے لئے وہاں جا رہا تھا اور عمران صاحب اپنی کار میں باہر نکل رہے تھے....." کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب بھی جہاں پر کسی کی عیادت کے لئے گئے ہوں....." خاور نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ روز بعد ہمیں یہ کام سونپ دیا گیا حالانکہ یہ کام واقعی سیکرٹ سروس کا نہیں۔ یہ کام تو حکومت کا کوئی بھی ادارہ آسانی سے کر سکتا تھا....." کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیانے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"جولیا بول رہی ہوں....." جولیانے کہا۔

"ایکسٹون..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی تو جولیانے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"میں چیف....." جولیانے کہا تو سب چونک پڑے۔

"دارالحکومت میں ان دنوں اندھے پن کی خوفناک بیماری تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کے خلاف محکمہ صحت کی ٹیمیں کام کر رہی



ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔"۔ عمران کی شگفتہ آواز سنائی دی تو سوائے جو یا اور تنویر کے باقی سب کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"صالحہ بول رہی ہوں عمران صاحب مس جو یا کے فلیٹ سے۔ یہاں سیکرٹ ہر دس کے تمام ممبران موجود ہیں۔ آپ بھی آ جائیں۔"۔ صالحہ نے جلدی جلدی ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ ڈالی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کو بولنے کا موقع مل گیا تو پھر وہ اپنی بات بھی نہ کر سکے گی۔

"میزبان کون ہے۔"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"مس جو یا۔"۔ صالحہ نے جواب دیا۔

"تو پھر دعوت بھی جو یا کی طرف سے ہوئی چاہئے تھی۔"۔ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیے۔

"میں مس جو یا کی مناستہ خصوصی ہوں۔ جس طرح آپ چیف کے مناستہ خصوصی ہیں۔"۔ صالحہ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے عمران کے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"لیکن مناستہ خصوصی تو تنویر کو ہونا چاہئے تھا۔"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ میں کیوں نہیں ہو سکتی۔"۔ صالحہ نے بھی لطف لینے والے انداز میں کہا۔

"خصوصی کہتے ہیں سپیشل کو اور سپیشل پرسن کا مطلب ہوتا ہے

"لیکن صفدر یہ کیسے ممکن ہے کہ مصنوعی طور پر کوئی بیماری پھیلانی جائے۔ اس سے کسی کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔"۔ جو یا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور کسی کو فائدہ ہو یا نہ ہو ڈاکٹروں کو تو فائدہ ہو گا۔"۔ نعمانی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں تو حیران ہوں کہ چیف جیسا عقلمند اس عمران کے ہاتھوں بے وقوف کیسے بن گیا۔ لازماً اس نے چیک حاصل کرنے کے لئے چکر چلا رکھا ہے۔"۔ تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو ٹریس کیا جائے۔ چیف صرف عمران کی بات پر ایسا حکم نہیں دے سکتا۔ لازماً اس کے پیچھے کوئی ٹھوس وجہ ہو گی۔"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن کوئی وجہ ہوتی تو چیف ضرور اس کا ذکر کرتا۔"۔ تنویر نے کہا۔

"میں بات کرتی ہوں عمران صاحب سے۔"۔ صالحہ نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"لاڈلر کا بیٹن بھی پریس کر دینا۔"۔ صفدر نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاڈلر کا بیٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"حقیر فقیر پر نقص میرے بھائی مان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔

طرف بڑھ گیا۔ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران آیا ہوگا۔

”کون ہے“..... نعمانی نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا۔

”وہی جسے باقاعدہ دعوت دے کر ہوا یا گیا ہے“..... باہر سے عمران کی بلکنی سی آواز سنائی دی تو نعمانی نے دروازہ کھول دیا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا مہمانان گرامی قدر“۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

”علیکم السلام عمران صاحب۔ اب تو آپ کو مس جولیا کے فلیٹ پر باقاعدہ دعوت دے کر بلوانا پڑتا ہے“..... نعمانی نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”اور وہ بھی مناسبتہ خصوصی کے ذریعے۔ اب کیا کیا جائے۔ بے چاری میزبان گو گئی جو ہوگی“..... عمران نے سنگٹ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”بکواس کرنے کی ضرورت نہیں“..... جولیا نے یلکھت غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ یلکھت کھل اٹھا۔

”پھر مجھے اس کے لئے مناسبتہ خصوصی رکھنا پڑے گا اور بکواس کرنے کے لئے بہترین مناسبتہ خصوصی تنویر ہو سکتا ہے“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرے بارے میں بات مت کیا کرو ورنہ کسی روز واقعی گوئی مار دوں گا“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جو ذہنی طور پر یا جسمانی طور پر معذور ہو اور تنویر جسمانی طور پر نہ ہی بہر حال ذہنی طور پر تو معذور ہے“..... دوسری طرف سے عمران نے جواب دیا تو تنویر کا چہرہ یلکھت بگڑا گیا۔

”لیکن آپ تو نہ جسمانی طور پر معذور ہیں اور نہ ہی ذہنی طور پر۔ اس کے باوجود چیف کے پشیل مناسبتہ ہیں“..... صابو نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”ارے سہاں الٹا کچر ہے۔ پشیل پرسن اپنا مناسبتہ خصوصی اچھلے بھلے کو بناتے ہیں اور جہاں چیف تو سکے بند پشیل پرسن ہے اس لئے تو کسی کے سامنے نہیں آتا“..... عمران بھلا کہاں ہار ملنے والوں میں سے تھا۔

”ہوگا۔ بہر حال آپ فوراً آجائیں۔ ہم آپ کے منتظر ہیں“۔ صابو نے کہا اور جلدی سے رسیور رکھ دیا کیونکہ اس نے جولیا کا بگڑتا ہوا چہرہ دیکھ لیا تھا۔

”کیا ضرورت تھی اس احمق کو بلانے کی“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس سے وجہ تو معلوم کی جائے“..... صفدر نے کہا۔

”وہ کبھی بھی نہیں بتائے گا۔ الٹا ہمیں بچ کر دے گا“..... تنویر نے کہا اور پھر ایسی ہی باتوں میں تھوڑی ہی درگزر تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو نعمانی اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی

"چلو۔ میں تمہاری مناسبتہ خصوصی سے اجازت لے لوں گا۔ وہ میری چھوٹی بہن ہے اور چھوٹی بہن بڑے بھائیوں کو اجازت دے دیا کرتی ہیں۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ جو بات میں کر رہا ہوں اس کے بارے میں بتائیں ورنہ چیف نے ہماری جواب طلبی کر دینی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب آپ روشن ہسپتال سے واپس آتے ہوئے مجھے ملے تھے۔ آپ وہاں کیا کرنے گئے تھے۔"..... کمپنیشن شکیل عمران کے جواب دینے سے پہلے بول پڑا۔

"روشنی تلاش کرنے۔ کیونکہ کسی نے جادو کی چھڑی لگا کر روشنی ہی غائب کر دی تھی۔"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ چیف نے بتایا ہے کہ آپ نے انہیں کہا ہے کہ آنکھوں کی بیماری مصنوعی طور پر پھیلائی جا رہی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے کہ مصنوعی طور پر بیماری پھیلائی جائے۔"..... صالحہ نے کہا۔

"صرف ایک بیماری مصنوعی طور پر نہیں پھیلائی جا سکتی۔ باقی تو ہر بیماری پھیلائی جا سکتی ہے۔ چیچک کے جراثیم ہوا میں پھیلا دو تو چیچک کی بیماری پھیل جائے گی۔ جوہوں کی تعداد بڑھا دو تو طاعون پھیل جائے گا۔ گرد و غبار اور دھواں ہوا میں پھیلا دو تو سانس اور دسے کی بیماری پھیل جائے گی۔"..... عمران نے جواب

"کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب مہمان کو بلا کر بے عزت کیا جاتا ہے۔"..... عمران نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ چیف نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آنکھوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی بیماری کی وجہ ٹریس کریں اور ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اور مس جولیا سمیت سب کا فیصلہ ہے کہ آپ ہی اس کی وجہ تلاش کر سکتے ہیں۔"..... صفدر نے جلدی سے موضوع بدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے بارہا نہیں آنا اور ماحول تلخ سے تلخ تر ہوتا چلا جائے گا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب مس جولیا کی نظروں میں میرا سکوپ بالکل ختم ہو چکا ہے۔ ٹھیک ہے۔ قسمت اسے ہی کہتے ہیں اور قسمت سے کون لڑ سکتا ہے۔"..... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا سکوپ..... جولیا نے چونک کر کہا۔

"وہی جس کے پیچھے تنویر ہر وقت لٹھ اٹھائے پھرتا رہتا ہے۔ میرا مطلب ہے تین باریس کہنے والا سکوپ۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"تم پھر میرے بارے میں بات کر رہے ہو۔"..... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"عمران تم ہمارے ساتھی ہو اور بس۔ اس حد تک میں تمہیں سمجھتی ہوں۔ اس سے زیادہ آگے بڑھنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتی۔"..... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ مس جو لیا تو آپ کی دل سے عزت کرتی ہیں۔  
البتہ پہلے وہ آپ کے محاطے میں بے حد جذباتی ہو جاتی تھی اب ایسا  
نہیں۔“ صفر نے کہا۔

”اور ابھی تم پوچھ رہے تھے کہ بیماری پھیلانے کی کوئی وجہ بھی  
ہوتی ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔  
”عمران صاحب۔ یہ آنکھوں کی بیماری کیا واقعی دارالحکومت میں  
اچانک پھیلنا شروع ہوئی ہے۔“ اچانک سیپن شکیل نے انتہائی  
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ آج سے دو ہفتے پہلے جہاں اس بیماری کے مریض سال  
میں ایک دو ہی تھے لیکن دو ہفتوں سے جہاں اچانک نہ صرف اس  
بیماری کے مریض تیزی سے بڑھنے شروع ہو گئے ہیں بلکہ جیسے جیسے  
وقت گزرتا جا رہا ہے تعداد کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی ہے اور  
ڈاکٹر اس کی کوئی وجہ بھی نہیں کر سکے سبہاں کا ماحول دو ہفتے  
پہلے جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ سوچا گیا کہ  
شاید زر زمین پانی میں کوئی ایسا عنصر شامل ہو گیا ہے جو اس بیماری  
کو پھیلا رہا ہے لہذا شہر کے مختلف علاقوں کے پانی کا تجزیہ کیا گیا لیکن  
کوئی ایسا عنصر نہیں کیا جا سکا اس لئے پریشانی بڑھتی جا رہی  
ہے۔“ عمران نے سنجدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ سیکرٹ سروس کا تو کام نہیں ہے۔ یہ  
تو حکومت اور وزارت صحت کا کام ہے۔ پھر سیکرٹ سروس کو کیوں

دیا۔

”کون سی بیماری نہیں پھیلائی جا سکتی۔ وہ بھی تو بتا دیں۔“  
صفر نے کہا۔

”بیماری عشق۔ اب دیکھو بے چارہ تنویر کتنے طویل عرصے سے  
اس کو پھیلائے میں مصروف ہے لیکن آج تک کامیاب نہیں ہو  
سکا۔“ عمران نے جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج  
اٹھا۔

”شٹ اپ۔ خواہ مخواہ جو منہ میں آتا ہے بکواس کر دیتے ہو۔“  
تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مس صالحہ مناسدہ خصوصی مس جو یانا فز وائر مجھے سوکھے منہ  
کب تک بیٹھنا پڑے گا یا پھر مہمان کو لوازمات مہمان داری ساتھ  
لانا پڑیں گے۔“ عمران نے تنویر کی بات کا جواب دینے کی بجائے  
صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں آپ کے لئے کافی بتا لاتی ہوں۔“ صالحہ نے قدرے  
شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ٹھہرو۔ تم بیٹھو میں لے آتی ہوں۔“ جو یانے کہا اور کچن کی  
طرف بڑھ گئی۔

”کیا خیال ہے صفر۔ برف پگھلنا شروع نہیں ہو گئی۔“ عمران  
نے صفر کی طرف جھٹکتے ہوئے بڑے پراسید لہجے میں کہا تو صفر  
سمیت سب ہنس پڑے۔

ہیں..... عمران نے چونک کر کہا۔

"ٹھیک ہے تم نہ بتاؤ لیکن میرا خیال یہی ہے۔ بہر حال اگر میں نے کوئی غلطی کی ہے تو مجھے معاف کر دینا"..... جو یانا نے قدرے رندھے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر دوبارہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب۔ مس جو یانا اصل میں دورا ہے پر کھڑی ہے۔ وہ جذباتی طور پر آپ سے بے حد مچی ہیں لیکن حالات کی وجہ سے وہ اپنے خیالات کو کنٹرول کر رہی ہیں لیکن اس کی وجہ سے ان کے ذہن میں شدید کشمکش ہو رہی ہے۔ اگر ایسا مسلسل ہوتا رہا تو مجھے خطرہ ہے کہ مس جو یانا کا نروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے"..... صفدر نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا کیا جائے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو یانا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گی"..... صفدر کے بولنے سے پہلے صالحہ بول پڑی۔

"صفدر آج تک تمہارے ٹھیک ہونے کے انتظار میں سوکھ رہا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ جو یانا ٹھیک ہو جائے گی"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صالحہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... صالحہ نے کہا۔

"یہاں عمران صاحب ہوں گے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ اس نمبر پر ہوں گے"..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

اس میں ڈالا جا رہا ہے"..... صفدر نے کہا۔

"تمہارے چیف کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کسی سازش کے تحت مصنوعی طور پر کیا جا رہا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ ملک کی سلامتی کا یہ مطلب بھی ہے کہ اس کے عوام بھی سلامت رہیں۔ اب تم خود سوچو کہ اگر یہ بیماری اسی طرح پھیلنے لگی تو ملک کی آدھے سے زیادہ آبادی نابینا ہو کر رہ جائے گی۔ پھر ملک کی سلامتی کیسے رہے گی اور ایسی ہی بیماری فوج میں پھیل گئی تو پھر"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو چیف کا خیال ہے کہ کوئی مجرم خفیہ ایسا کر رہی ہے جبکہ اس کا تو سو فیصد علاج موجود ہے۔ اگر علاج نہ ہوتا تو پھر ایسا سوچا جاسکتا تھا"..... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہی بات تو آؤ آ رہی ہے"..... عمران نے جواب دیا اسی لمحے جو یانا ٹرائی دھکیلتی ہوئی آئی تو اس پر کافی کی پیالی اور دیگر لوازمات موجود تھے۔

"شکریہ"..... عمران نے کہا اور کافی کی پیالی اٹھالی۔

"عمران۔ میرا خیال ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو"..... اچانک جو یانا نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ جو یانا اس دوران کر سی پر بیٹھ چکی تھی۔ اس کے ہنسنے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"ارے۔ یہ خیال تمہیں کیسے آگیا۔ تم ڈپٹی چیف ہو۔ تم سے ناراض ہو کر میں نے اس جھوٹے سے چیک سے بھی ہاتھ دھونے

نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی تو کہیں سے اس بارے میں پتہ نہیں چلا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس ویگن پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کا نمبر اور ماڈل وغیرہ کی تفصیل۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ چوکیدار ان پڑھ تھا۔ صرف اس نے اتنا بتایا ہے کہ سرخ رنگ کی ویگن تھی جس پر سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا تھا اور بس..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اپنی انکوائری جاری رکھو اور اس ویگن کو بھی تلاش کرو۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ویگن محکمہ صحت کی ہو سکتی ہے عمران صاحب جو اس بیماری کی وجہ معلوم کرنے کے لئے فضائی آلودگی چیک کر رہے ہوں گے۔" صغدر نے کہا۔

"میں نے بھی یہ ویگن دیکھی ہے..... اچانک چوہان نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس کی بات سن کر سب چونک پڑے تھے۔

"اوہ۔ کہاں اور کب..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں ان دنوں جس علاقے میں رہتا ہوں اس کے قریب ہی ایک کھلا میدان ہے۔ میں صبح سویرے واک کرنے اس میدان میں جاتا ہوں۔ چار پانچ روز پہلے میں اس میدان میں واک کر رہا تھا کہ

"اچھا۔ بات کیجئے....." صالحہ نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے جو لیا بھی بکن سے واپس آگئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"بس۔ علی عمران بول رہا ہوں....." عمران نے کہا۔

"باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ کوئی خاص رپورٹ....." عمران نے کہا۔

"باس۔ دارالحکومت کا ایک گنجان آباد علاقہ ہے جسے ماڈی پور کہا جاتا ہے۔ یہاں ملی جلی آبادی ہے۔ مطلب ہے غریب لوگ اور متوسط اور اچھے طبقے کے لوگ سبہاں کے ایک چوکیدار نے بتایا ہے کہ تین چار روز پہلے ایک سرخ رنگ کی ویگن سبھاں صبح سویرے آئی اور اس پورے علاقے میں آہستہ آہستہ گھومتی رہی۔ اس ویگن کی چھت کھلی ہوئی تھی اور اس کھلی چھت میں سے دو نالیاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں جن کے آخری سرے پر بگل لگے ہوئے تھے۔ پورے علاقے کا راؤنڈ لگا کر ویگن جب واپس جانے لگی تو اس چوکیدار نے انہیں روک لیا اور اس طرح علاقے میں راؤنڈ لگانے کے بارے میں پوچھا تو اس ویگن میں موجود دو افراد جو مقامی تھے انہوں نے اسے بتایا کہ وہ حکومت کی طرف سے علاقے کی فضائی آلودگی چیک کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ چلے گئے..... ٹائیگر نے کہا۔

"کسی اور علاقے میں بھی یہ ویگن نظر آئی ہے یا نہیں؟" عمران

میں نے اس ویگن کو آہستہ آہستہ میدان کے ساتھ والی سڑک سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کی چھت کھلی ہوئی تھی اور اس سے دو نائیاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں جن کے آخری سرے بگل بنا تھے۔ پھر یہ ویگن آگے جا کر گھوم گئی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اب اس ویگن کا ذکر آیا تو مجھے یہ بات یاد آگئی۔..... جوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لکھا ہوا تھا اس ویگن پر؟..... عمران نے پوچھا۔

"یہ سرخ رنگ کی ویگن تھی اور اس پر کسی سرکاری محکمے کا نام اور مخصوص نشان بنا ہوا تھا لیکن میں نے چونکہ اسے سرسری طور پر دیکھا تھا اس لئے نام نہیں پڑھ سکا۔..... جوہان نے کہا۔

"اس کا نمبر وغیرہ معلوم ہے؟..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس کا خیال ہی نہیں کیا۔..... جوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب جو لیا کے فلیٹ سے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویگن کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"پھر"..... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"آپ سر سلطان کے ذریعے معلوم کرائیں کہ کیا محکمہ صحت والے فضائی آلودگی کی جانچ پڑتال کر رہے ہیں یا نہیں کیونکہ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے کہ محکمہ صحت والے مختلف علاقوں کی فضائی آلودگی کو چیک کر رہے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

"تم وہیں رکو۔ میں معلوم کر کے جہیں کال کرتا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ محکمہ صحت والوں کی ویگن نہ ہوئی تو پھر..... صفدر نے کہا۔

"پھر یہ مشکوک ہوگی اور اسے بہر حال ٹریس کرنا پڑے گا۔ عمران نے کہا۔

"لیکن پھر یہ ویگن کیا کرتی پھر رہی ہوگی۔ کیا اس کے ذریعے فضا میں کوئی مخصوص گیس پھیلائی جا رہی ہوگی؟..... اس بار صدیقی نے کہا۔

"دیکھو۔ یہ تو ویگن ٹریس ہونے پر ہی پتہ چلے گا۔..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ملا دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جو لیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"جو لیا بول رہی ہوں"..... جو لیا نے کہا۔

"ایکسٹو۔ عمران ہو گا جہاں اسے رسیور دو"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

کی ساری تفصیل بتادی۔

”اس قدر مہنگا علاج ہے یہ۔ پھر تو یہ عام لوگوں کے بس سے باہر ہے۔“ جولیانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”عام لوگ تو ایک طرف اچھے خاصے لوگ اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ مسئلہ تو صرف علاج کی قیمت کا تھا پھر اس میں شک کیسے شامل ہو گیا۔“ صفر نے اصل بات معلوم کرنے پر تلا ہوا تھا۔

”میں نے ٹائنگر کے ذمے لگایا تھا کہ وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرے کیونکہ مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ ان دنوں اخبارات میں بھی اس بیماری کا بڑا پھرچا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ٹیلی ویژن پر بھی اس بارے میں معلومات دی جا رہی ہیں اور شہر میں جگہ جگہ بیئرز لگائے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ وہ کمپنی کر رہی ہے جو انجکشن تیار کرتی ہے جبکہ بظاہر اسے اس قدر اغراجات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا شک اس وقت پڑا جب تمہارے حاصل کردہ اعداد و شمار تمہارے چیف کے پاس پہنچے تو چیف چونک پڑا اور اس نے سر سلطان کے ذریعے چند ہفتے پہلے کا ریکارڈ حاصل کیا تو پتہ چلا کہ یہ بیماری گزشتہ دو ہفتوں سے اچانک نمودار ہوئی ہے اور مسلسل پھیلتی چلی جا رہی ہے جبکہ بظاہر اس کی کوئی وجہ بھی سامنے نہیں آئی اس کے ڈسٹری بیوٹرز سے پتہ چلا ہے کہ دو ہفتے پہلے ہی اس کا علاج

”یس چیف۔“ جولیانے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا تو صفر اور دوسرے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”محکمہ صحت تو نہیں البتہ محکمہ ماحولیات کی گاڑیاں شہر کے مختلف علاقوں کا فضائی سروے کرتی پھر رہی ہیں۔“ چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر تو یہ سرکاری گاڑیاں ہونیں۔ ٹھیک ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ چیف کو خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے۔ بیماریاں پھیلتی رہتی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔ البتہ حکومت کو اس کے علاج کے سلسلے میں توجہ دینی چاہئے۔“ صفر نے کہا۔

”ہاں۔ اب تو یہی کہا جاسکتا ہے۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ سلسلہ شروع کیسے ہوا۔“ صفر نے کہا تو عمران نے عبدالغنی سے ملاقات اور پھر روشن ہسپتال جانے اور انجکشن کی قیمت سے لے کر سیکرٹری وزارت صحت سے ملاقات تک



”آپ لوگ آنکھوں کے ہسپتالوں کا خفیہ سروے کریں اور وہاں کے مرئیضوں سے بات چیت کریں۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور خاص طور پر چھوٹے عملے کو منویں۔ مجھے یقین ہے کہ اصل بات سامنے آ جائے گی“..... عمران نے کہا تو سب نے اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

”یہاں پاکیشیا میں متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ادھر علاج متعارف ہوا اور ساتھ ہی بیماری بھی متعارف ہو گئی اور اب یہ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس سے شک پیدا ہوا کہ کہیں یہ بیماری صرف پراڈکٹ فروخت کرنے کے لئے کسی مصنوعی طریقے سے تو نہیں پھیلائی جا رہی“..... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات ابھرائے۔

”اوہ واقعی۔ یہ بات عجیب ہے کہ ادھر ملٹی نیشنل کمپنی کوئی دوا پاکیشیا میں متعارف کراتی ہے اور ادھر اس بیماری کے مرئیض تیزی سے سامنے آنے لگتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بیماری پہلے سے موجود ہو لیکن لوگوں اور مقامی ڈاکٹروں کو اس کا علم نہ ہو۔ وہ اسے کسی دوسری بیماری کے کوٹے میں شامل کر کے اس کا علاج کر رہے ہوں اور اس کمپنی نے اب یہاں سیمینار کرا کر اور اخبارات اور ٹیلی ویژن میں اس بیماری کے بارے میں درست معلومات دے کر لوگوں اور ڈاکٹروں کو اس سے آگاہ کیا ہو۔ اس وجہ سے بھی ایسا ہو سکتا ہے“..... جویا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات بھی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ سب اس سلسلے میں محکمہ صحت اور ماحولیات سے زیادہ بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”وہ کیسے“..... سب نے چونک کر پوچھا۔

”جیکسن صاحب۔ ہماری چار گاڑیوں کی چیکنگ سلسلے آئی ہے جن سے ہم ریز اور گیس فائر کرتے ہیں“..... سلیم نے کہا تو جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ محکمہ ماحویات کی گاڑیاں تو یہ کام کرتی رہتی ہیں۔ پھر کون چیکنگ کر رہا ہے“..... جیکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باقاعدہ حکومت کے اعلیٰ حکام کی طرف سے معلومات حاصل کی گئی ہیں کہ کیا محکمہ کی گاڑیاں شہر میں کام کرتی ہیں یا نہیں جس پر محکمہ کی طرف سے بتایا گیا کہ ایسا کیا جاتا ہے۔ پھر خورشید عالم صاحب نے مجھے بلایا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ ایک ہفتے تک گیس اور ریز فائرنگ بند کر کے صرف سرکاری کام کرو کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی بھی سرکاری یا پھنسی ان گاڑیوں کو چیک کر سکتی ہے اور اگر انہیں ریز اور گیس کے بارے میں معلوم ہو گیا تو ہم سب پر قیامت ٹوٹ پڑے گی“..... سلیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن کون سی پھنسی یہ کام کرے گی اور کیوں“..... جیکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ خورشید عالم صاحب کو معلوم ہے۔ آپ ان سے فون پر بات کر لیں“..... سلیم نے کہا تو جیکسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے کی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا نفیس فریم والا چشمہ لگا ہوا تھا اور وہ اپنے چہرے مہرے اور انداز سے بزنس مین جی نظر آ رہا تھا۔ اس نے لائٹ بلو رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور گہرے نیلے رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی۔ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

”اوہ۔ سلیم تم۔ آؤ بیٹھو“..... میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان نے چونک کر آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جیکسن صاحب۔ معاملات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں۔“

نوجوان نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے“..... جیکسن نے چونک کر قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

مجھوائیں۔ ہمارے محکمے کے سیکرٹری نے جب اس کی وجہ پوچھی تو انہیں بتایا گیا کہ یہ حکم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے دیا ہے ہم یہ اعداد و شمار ان کو پہنچائیں گے کیونکہ چیف کو اطلاعات مل رہی ہیں کہ چار گاڑیاں جو کسی سرکاری محکمے کی ہیں جس جس علاقے کا سروے کرتی ہیں وہاں آنکھوں کی پراسرار بیماری کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ ان گاڑیوں کو چیک کرانا چاہتے ہیں جس پر ہمارے محکمے کے سیکرٹری نے ذہنی سیکرٹری کو حکم دیا اور انہوں نے مجھے حکم دیا۔ میں نے اعداد و شمار تو انہیں پیش کر دیئے ہیں لیکن میں نے سلیم کو اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ ایک ہفتے تک آپ کا کام نہیں ہو سکتا۔ اب ہم محکمے کا کام کریں گے تاکہ اگر چیکنگ ہو تو کلیئرنس ہو جائے۔ جب چیکنگ ختم ہو جائے گی تو ہم دوبارہ آپ کا کام شروع کر دیں گے ورنہ اگر ہم چیکنگ میں گیس اور ریز فار کرتے ہوئے پکڑے گئے تو ہم سب کو جیل بھیج دیا جائے گا۔..... خورشید عالم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک ہفتہ تو بہت زیادہ عرصہ ہے۔ ہمارا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا۔ ہم نے آپ کو انتہائی بھاری معاوضہ ادا کیا ہے۔..... جیکسن نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب۔ لیکن ہم سب جیلوں میں سزا بھی نہیں چاہتے اور ایک ہفتہ میں آپ کا کوئی نقصان بھی نہیں ہو گا۔ ایک ہفتہ بعد ہم دوبارہ کام کا آغاز کر دیں گے۔..... خورشید عالم نے کہا۔

"خورشید عالم بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جیکسن بول رہا ہوں خورشید عالم صاحب۔..... جیکسن نے کہا۔  
"اوہ آپ۔ سلیم آپ تک پہنچ گیا ہے یا نہیں۔..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"پہنچ گیا ہے اور اس نے انتہائی حیرت انگیز بات بتائی ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ آپ تفصیل بتائیں۔..... جیکسن نے کہا۔

"جیکسن صاحب۔ آپ کا کام ہو رہا تھا کہ اچانک ہمارے محکمے کے ذہنی سیکرٹری صاحب نے مجھے طلب کیا اور فضائی آلودگی کو چیک کرنے والی گاڑیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ روٹین کے مطابق چار گاڑیاں روزانہ مختلف علاقوں کا سروے کر رہی ہیں جس پر انہوں نے اس کے اعداد و شمار پیش کرنے کا حکم دیا۔ میں نے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ وہ یہ معلومات کیوں حاصل کر رہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ محکمہ صحت کے سیکرٹری سے محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سرسلطان جو کہ صدر کے بھی نمائندہ ہیں نے معلومات حاصل کیں کہ کیا محکمہ صحت کی گاڑیاں شہر کا سروے کرتی ہیں جس پر محکمہ صحت کے سیکرٹری نے انہیں بتایا کہ یہ سروے محکمہ ماحولیات کی طرف سے کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے محکمہ کے سیکرٹری سے بات کی گئی اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس سروے کے اعداد و شمار فوری طور پر ان کے آفس

"لیس"..... دوسری طرف سے چیف آرٹلڈ کی آواز سنائی دی۔  
"جیکسن بول رہا ہوں باس"..... جیکسن نے کہا۔

"اوہ تم - کیا کوئی خاص بات ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس - حالات تیزی سے بگڑتے چلے جا رہے ہیں - سیکرٹ مروس اور دوسری مینجمنٹوں نے ہمارے خلاف بمبور انداز میں کام شروع کر دیا ہے"..... جیکسن نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو - مینجمنٹوں کا ہم سے کیا تعلق - ہم کوئی جرم تو نہیں کر رہے اور نہ ہی کوئی سازش کر رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف - آپ کو معلوم ہے کہ ریز اور گیس فضا میں پھیلانے کے لئے ہم نے محکمہ ماحولیات کی گاڑیاں ہائر کی تھیں جو شہر کے مختلف علاقوں میں گھوم کر فضائی آلودگی کا سروے کرتی ہیں - ہم نے محکمہ ماحولیات کے سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم اور ان کے آویسوں کے انچارج سلیم کو ہماری معاوضہ دے کر اس کام پر آمادہ کیا تھا اس لئے آج تک کسی کو شک بھی نہ پڑا تھا اور ہمارا کام تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا - لیکن ابھی چند لمحے پہلے سلیم نے آکر اطلاع دی ہے کہ سرکاری مینجمنٹس ان گاڑیوں کو مشکوک سمجھ کر چیک کر رہی ہیں تو میں نے سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم سے فون پر بات کی"..... جیکسن نے کہا اور پھر اس نے خورشید عالم سے ہونے والی تمام بات چیت

"لیکن اگر انہوں نے آئندہ ہفتے میں بھی چینگ کی تو پھر"..... جیکسن نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوگا - بہر حال اب ہمیں اپنے آپ کو بھی بچانا ہے اور آپ کو بھی"..... خورشید عالم نے کہا۔  
"مجھے - کیا مطلب"..... جیکسن نے چونک کر کہا۔

"جواب - ہم سے انہوں نے جبر آپ کے بارے میں پوچھنا ہے اور پھر وہ آپ کے سر پر ہتھی جائیں گے"..... خورشید عالم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں - ٹھیک ہے - آپ ویسے ہی کریں جیسے آپ کہہ رہے ہیں"..... جیکسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

"تم بھی جاؤ سلیم"..... جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے چند بڑی ماییت کے نوٹ نکالے اور سلیم کی طرف بڑھا دیئے - سلیم نے نوٹ لے کر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا اور مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

"یہ تو معاملات واقعی بے حد خراب ہو گئے ہیں - یہ سرکاری مینجمنٹ کو آخر ادویات کے معاملہ میں دخل دینے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے"..... جیکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسور اٹھایا اور نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

"باس - ڈرگ کی قیمت بڑھا کر اسے پورا کیا جا سکتا ہے۔"  
جیکسن نے کہا۔

"مہاں جھپٹے ہی لوگ بیچ رہے ہیں کہ علاج بے حد مہنگا ہے۔  
اسے مزید مہنگا کیا گیا تو معاملات بڑھ بھی سکتے ہیں۔"..... دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

"پھر جیسے آپ کہیں - ویسے یہ بمبئیاں بے حد تیز ہوتی ہیں - یہ  
خورشید عالم اور سلیم کے ذریعے مجھ تک اور پھر میرے ذریعے آپ  
تک پہنچ جائیں گی اور پھر سب کچھ تباہ ہو کر رہ جائے گا۔" جیکسن نے  
کہا۔

"ہاں - تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر کیا  
کیا جائے۔ تم کوئی رائے دو۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جیف - میرا خیال ہے کہ ہم مہاں سے کسی دوسرے بڑے شہر  
شفٹ ہو جائیں اور وہاں کام شروع کر دیں - یہ بمبئیاں  
دارالحکومت تک ہی محدود رہیں گی۔ جب مہاں انہیں کچھ نہیں ملے  
گا تو یہ خاموش ہو جائیں گی اور ہم سب سے آخر میں مہاں آکر اپنا  
مطلوبہ ٹارگٹ پورا کر لیں گے۔"..... جیکسن نے کہا۔

"لیکن دوسرے شہر میں تو نئے سرے سے کام کرنا ہو گا۔ وہاں  
گیس اور ریز پھیلانے کا بندوبست کرنا ہو گا اور وہاں سیمینارز وغیرہ  
منعقد کرانے ہوں گے۔ بیزنس لگانے ہوں گے۔"..... دوسری طرف  
سے کہا گیا۔

دوہرا دی۔

"دیری بیٹہ - اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کب ان گاڑیوں کو چیک  
کرنا بند کریں۔ اس طرح تو ہمارا ٹارگٹ کبھی بھی پورا نہ ہو سکے  
گا۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن جیف - اگر انہوں نے چیک کر لیا کہ ہم مصنوعی طور پر  
ان گاڑیوں کی مدد سے سی بی بیماری پھیلا رہے ہیں تو وہ ہمیں گرفتار  
کر لیں گے۔"..... جیکسن نے کہا۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہم سی بی بیماری پھیلا رہے ہیں  
ان ریز اور گیس کا کوئی براہ راست تعلق سی بی سے نہیں ہے۔ یہ تو  
جن لوگوں کی آنکھوں میں جھپٹے سے ٹی ایس ٹی کے اثرات ہوتے ہیں  
یہ ریز اور گیس صرف ان پر اثر انداز ہوتی ہے ورنہ تو یہ بے ضرر  
ہے۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس - ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم ان دونوں کے ساتھ فضائی  
آلودگی کو صاف کرنے والی میسن سکس گیس بھی ملا دیں تو چیننگ  
کے باوجود وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ کام محکمہ ماحولیات کر رہا ہے اور  
ایک بار کی چیننگ کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے ہمارا پیچھا چھوڑ دیں  
گے۔"..... جیکسن نے کہا۔

"لیکن یہ گیس تو بے حد مہنگی ہے۔ اس سے تو ہمارا بجٹ  
نقصان میں بھی جا سکتا ہے۔ پھر اس سارے کام کا فائدہ۔"..... دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”کام تو ہم نے بہر حال کرنا ہی ہے۔ یہاں ٹارگٹ پورا ہو جانے پر بھی تو ہم نے یہ کام کرنا ہے اس لئے کیوں نہ محفوظ طریقے سے کر لیا جائے“..... جیکسن نے کہا۔

”وہاں گیس اور ریز کیسے پھیلائی جائے گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کوئی نہ کوئی بندوبست ہو جائے گا جناب“..... جیکسن نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم جا کر وہاں سروے کرو اور کام کے آغاز کے لئے منصوبہ بندی کرو۔ پھر میں بھی وہاں شفٹ ہو جاؤں گا۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس چیف“..... جیکسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا اس کی عادت تھی کہ وہ ناشتہ کرنے سے پہلے اور بعد میں روزانہ آنے والے اخبارات پڑھتا تھا۔ اس کے پاس نہ صرف مقامی اخبارات آتے تھے بلکہ غیر ملکی اخبارات بھی باقاعدگی سے آتے تھے اور چونکہ وہ دنوں اس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ اخبارات پڑھنے میں مصروف رہتا تھا۔ اس طرح اسے دنیا بھر میں ہونے والے ہر قسم کے معاملات کے بارے میں ضروری معلومات ملتی رہتی تھیں۔ سلیمان اپنی عادت کے مطابق ناشتے کے بعد شائینگ کے لئے چلا گیا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ اب اس کی واپسی تین چار گھنٹوں کے بعد ہی آگئی اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا اخبارات پڑھ رہا تھا کہ اچانک ایل بیل کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

”اس وقت کون آگیا“..... عمران نے اخبار کو ایک طرف رکھتے

"اور خالی ہاتھ آ رہے ہو۔ کیوں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو کیا سلیمان آپ کو ناشتہ نہیں دیتا..... صدیقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ناشتہ..... کیا بتاؤں بس شرم آتی ہے اور بے چارہ ناشتہ بھی کہیں مر چھپا کر رو رہا ہو گا اپنی توہین پر۔ ایک پیانی جانے۔ دو تو س کوٹھے سڑے۔ ساتھ مارجرین کی ایک چھوٹی ٹیپ اور دو ایلے ہوئے لٹھے۔ اب تم بتاؤ یہ ناشتہ ہے..... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو اور کیا ہوتا ہے ناشتہ عمران صاحب۔ یہی تو ناشتہ کہلاتا ہے..... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ یہ ناشتہ ہوتا ہے۔ ناشتہ تو اسے کہتے ہیں کہ ہنس گئی کے ترجمانے ہوئے اور قیمہ بھرے پرائے ہوں۔ کم از کم پانچ انڈوں کا آملیٹ ہو۔ ساتھ میں نہاری کا بڑا سا پیالہ ہو جس میں بونگ کے ساتھ ساتھ گودے والی ہڈی بھی ہو۔ خالص شہد کی مکھی بوتل اور ساتھ میں اصل مکھن کی بڑی سی ٹیپ یا پھر مکھی کی موٹی ہڈیاں۔ اس پر سروس کا ساگ اور اس پر خالص گھی کا تڑکا لگا ہو اور ساتھ ہوں لسی کے دو بڑے گلاس یا پھر پوریاں، حلوہ، سفید چنے کا آملیٹ اور ساتھ میں قیمہ بھری کچوریاں اور چائے۔" عمران کی زبان سے ہو گئی تھی۔

ہوئے کہا۔ اسی لمحے کال بیل دوبارہ بجی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے..... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"صدیقی ہوں عمران صاحب..... باہر سے صدیقی کی آواز سنائی دی تو عمران نے کٹڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔

"ماشاء اللہ اب اس فلیٹ کی اتنی اہمیت ہو گئی ہے کہ چیف آف فور سٹار ہنفس نفیس یہاں تشریف لانے لگے ہیں..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"آپ نے زبردستی مجھے چیف کا عہدہ دے رکھا ہے عمران صاحب ورنہ کہاں میں اور کہاں چیف..... صدیقی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے۔ چلو چھوٹا سا چیک دے دینا۔ لیکن اب مرزا چیک دینے کی غرض سے اتنے بڑے عہدہ جلیلہ سے تو محروم نہ کر اپنے آپ کو..... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سب آپ کی مہربانی ہے عمران صاحب..... صدیقی نے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں چائے پلوائی جائے..... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ میں ناشتہ کر کے سیدھا جہاں آ ہوں..... صدیقی نے کہا۔

و شمار اکٹھے کئے تو عمران صاحب ایک خاص پوائنٹ سامنے آ گیا ہے جن دنوں یہاں اس بیماری کا زور ٹوٹا ہے انہی دنوں وہاں اس بیماری نے زور پکڑ لیا ہے۔ اس پر میں چونک پڑا۔ لیکن جب باوجود کوشش کے کوئی وجہ سیری سمجھ میں نہ آ سکتی تو میں نے سوچا کہ آپ سے اس بارے میں ڈسکس کی جائے۔ صدیقی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو یہ عذاب وہاں شفت ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ اخبارات میں تو اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دیکھی میں نے..... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اخبارات کو چونکہ بڑے بڑے اشتہارات مل رہے ہیں اس لئے وہ کیوں اس کے خلاف لکھیں گے..... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ تو تم نے واقعی بری خبر سنائی ہے۔ میں تو مطمئن ہو گیا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ یہ بات نہ پہلے سمجھ میں آئی تھی اور نہ اب آ رہی ہے..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے اس پہلو پر بہت سوچا ہے جس پر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے بتایا تھا کہ سر سلطان کے ذریعے محکمہ ماحولیات کی فضائی آلودگی کا سروے کرنے والی گاڑیوں کے بارے میں اعداد و شمار حریف نے اکٹھے کئے تھے۔ پھر ان گاڑیوں کو بھی چیک کرایا گیا لیکن کوئی خاص بات سامنے نہ آ

”بس۔ بس۔ اب آپ اتنے بھی بھلوان نہیں ہیں کہ اس نائنہ کا ناشتہ کر سکیں..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہی اصل ناشتہ ہوتا ہے۔ آج کل کا ناشتہ بھی کوئی ناشتہ نہ بہر حال تم بتاؤ کہ کیا ناشتہ کر کے آئے ہو..... عمران نے کہا۔

”وہی جو پہلے آپ نے بتایا تھا۔ عمران صاحب۔ میں آپ نے ایک خاص پوائنٹ پر ڈسکس کرنے آیا ہوں۔ سی بی بیماری کے بارے میں..... صدیقی نے یکھٹ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”سی بی۔ مگر اس کا زور تو اب ٹوٹ گیا ہے۔ اب تو اکا دکا مریض ہی سامنے آرہے ہیں۔ پھر اب کیا مسئلہ ہے..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں پچھلے دنوں اپنے ایک دوست سے ڈاکٹر فاضل نگر گیا تھا۔ میرا وہ دوست اپنے ایک عزیز کو ملنے ہسپتال

ہوا تھا۔ بہر حال واپسی پر اس سے پتہ چلا کہ اس کے عزیز کو سی بی ایک ہوا ہے اور پھر اس نے بتایا کہ یہاں اس بیماری کا ٹیٹو

طوفان آگیا ہے۔ یوں گتا ہے جیسے آدھا شہر اس بیماری کا شکار ہو رہا ہو اور یہ بیماری مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے جبکہ بقول اس

وہاں ڈاکٹروں کے سیمینار بھی اس بیماری کے سلسلے میں ہو رہے ہیں اور پورے شہر میں اس بیماری سے آگاہی کے لئے بیروز بھی لگے گئے ہیں۔ لیکن اس کے مریضوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو

ہے۔ چنانچہ میں نے اس بارے میں ہسپتالوں سے اپنے طور پر



نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے بھی اکثر محسوس کیا ہے کہ شہر میں یکھت کسی نئی بیماری کا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ ہر طرف اس بیماری کا ذکر ہوتا ہے اور پھر کچھ عرصے بعد سب کچھ ختم ہو جاتا ہے اور کسی اور نئی بیماری کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے۔ اب مجھے اس بارے میں کام کرنا ہو گا۔ تمہاری بات درست ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ موجود ہے۔“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسپونڈر اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ایکسٹنٹو..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔“

”علی عمران بول رہا ہوں جناب اپنے فلیٹ سے۔“ صدیقی بھی یہاں میرے پاس موجود ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صدیقی سے ہونے والی بات ہیٹ دوہرا دی۔

”تو تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“ چیف نے خشک لہجے میں کہا۔

”آپ سر سلطان کے ذریعے معلوم کرادیں کہ ان فضائی آلودگی کا سروے کرنے والی گاڑیوں کا انچارج کون ہے تاکہ اس کے ذریعے اصل بات سامنے آسکے۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں۔“ دوسری

سکی لیکن اس کے ساتھ ہی اچانک اس بیماری کا زور ٹوٹ گیا۔ کہیں ان گاڑیوں اور بیماری کا کوئی خفیہ تعلق تو نہ تھا۔“ صدیقی نے کہا۔

”کھل کر بات کرو۔ جب ان گاڑیوں کو چیکنگ کے بعد کلیر کر دیا گیا تو پھر ان کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ ان گاڑیوں کی چیکنگ کے بارے میں ان لوگوں کو پیشگی اطلاعات مل گئی ہوں اور انہوں نے یہاں کام روک دیا ہو۔“ صدیقی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کام سے تمہارا مطلب ہے بیماری پھیلانے کا کام۔“ عمران نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ جو لوگ یہ کام کر رہے تھے وہ خوفزدہ ہو کر یہاں سے فاضل نگر شفٹ ہو گئے۔“ صدیقی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کون لوگ؟“ عمران نے کہا تو صدیقی نے بھی بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”سہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی کہ ایسا کون لوگ کر رہے ہیں اور کیوں۔“ صدیقی نے کہا۔

”اس ملٹی نیشنل کمپنی کے لوگ تو ایسا نہیں کر رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ادویات فروخت کر کے ہماری منافع کمایا جاسکے۔“ عمران

کہتا ہے..... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اس چٹیک سے آپ کو ایسی دولت ملے گی جو قیامت کے روز بھی آپ کے کام آئے گی اور جہاں بھی..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے - ارے - جہاں ہی یہ بت بتا رہی ہے کہ کوئی گھپلا ہے۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"دعاؤں کا چٹیک عمران صاحب - غیبوں اور بے بس لوگوں کی دعاؤں کا چٹیک..... صدیقی نے کہا۔

"تم واقعی اب سرچیف بن گئے ہو۔ وہ بچہ بھی جھوٹا سا چٹیک تو دے دیتا ہے اور تم نے صرف دعاؤں پر ہی نل دیا ہے۔ ویسے ایک مہربانی کرنا چٹیک کو اس بارے میں نہ بتانا ورنہ سلیمان نے اس کے جواب میں جو دعائیں مجھے دینی ہیں وہ میں جانتا ہوں..... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو..... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا۔

"کاش آپ بھی دو چار ڈگریاں لے لیتے تو سیری طرح صرف دعاؤں پر ہی گزارنا نہ کرنا پڑتا..... عمران نے کہا تو سلسلے میں بھاہوا صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ لازماً سرکاری آدمی ہو گا۔ آپ کیا کریں گے اس کا۔" صدیقی نے کہا۔

"اے رانا ہاؤس اغوا کر اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام ہم اپنے ہیڈ کوارٹر میں کر لیں..... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ تم اسے فورسٹرز کا کیس بنانا چاہتے ہو..... عمران نے چونک کر کہا۔

"اگر کوئی کیس ہوا تو۔ ویسے اگر واقعی کوئی کیس نکلا تو پھر یہ واقعی فورسٹرز کا کیس ہے۔ سیکرٹ سروس کا نہیں..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن..... عمران نے فقرہ لیکن پر ختم کر دیا تو صدیقی چونک پڑا۔

"لیکن کیا عمران صاحب..... صدیقی نے کہا۔

"چٹیک کا کیا ہو گا..... عمران نے ہستے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بے فکر رہیں۔ چٹیک آپ کو ضرور ملے گا..... صدیقی نے کہا۔

"ارے واہ۔ پھر تو پورا محکمہ اٹھا کر لے جانا۔ مجھے کیا اعتراض ہو

ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ میں سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم بول رہا ہوں۔"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلیجنس بول رہا ہوں خورشید صاحب۔ میں نے آپ سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ آپ اپنی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیں اور وہاں ملاقات کا وقت بھی۔"۔ عمران نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات جناب..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"چند سرکاری معلومات ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ایسا ہر سال ہوتا رہتا ہے۔ ہمیں ہر محکمے کے بارے میں رپورٹس تیار کر کے حکومت کو پہنچانی ہوتی ہیں۔ عام طور پر تو ہم بالا بالا ہی رپورٹس تیار کرا لیتے ہیں لیکن اس بار میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کر کے رپورٹ تیار کی جائے۔"..... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ آفس تشریف لے آئیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ اس طرح معلومات خفیہ نہ رہ سکیں گی۔ البتہ آپ ایسا کریں کہ آفس سے باہر قریب ہی کوئی جگہ بتا دیں۔ ہم صرف اُگلے منٹ لیں گے۔"..... عمران نے کہا۔

"ہمارا آفس ٹرنز روڈ پر ہے جناب۔ آفس کے قریب ایک ریسٹوران ہے۔ بلیو رین ریسٹوران۔ آپ وہاں تشریف لے آئیں۔

"یہ گاڑیاں محکمہ ماحولیات کے سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم بیگ کے تحت ہیں اور ان کا انچارج اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سلیم ہے۔"۔ دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور نوٹ آنے پر انگوٹری کے نمبر پر پس کر دیئے۔

"انگوٹری پلیز..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"محکمہ ماحولیات کے آفس سپرنٹنڈنٹ کا نمبر دیں۔"..... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

"یس....." عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور نوٹ آنے پر ایک بار پھر اس نے نمبر پر پس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں سنٹرل انٹیلیجنس سے بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔"..... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے قدر بو کھلانے

کاؤنٹر میں آپ کو مجھ تک پہنچا دے گا..... خورشید عالم نے کہا۔  
 ”اوکے۔ ہم آدھے گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں“..... عمران نے کہا  
 اور رسیور رکھ دیا۔

”اب اسے وہاں سے اغوا کرنا ہوگا۔ لیکن..... صدیقی نے کہا۔  
 ”میں جہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم اسے کار میں جبراً بٹھا کر لے  
 آئیں گے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر ہم شام تک اسے وقت  
 دے دیتے تو وہ لازماً سنٹرل انٹیلی جنس سے معلومات حاصل کر لیتا۔  
 اب وہ مطمئن ہوگا“..... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر  
 ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں صدیقی کی کار میں سوار ٹرنر روڈ کی  
 طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

آرنلڈ اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فاس کے مطالعے میں  
 مصروف تھا۔ اس کے ہجرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات  
 نمایاں تھے کیونکہ فاضل نگر میں ان کا بزنس ان کی توقع سے بھی  
 زیادہ کامیاب جا رہا تھا حالانکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے  
 انہیں دارالحکومت میں اپنا نارگٹ اچانک بریک کرنا پڑا تھا اور اس  
 کا خیال تھا کہ شاید فاضل نگر میں ان کا نارگٹ زیادہ کامیاب نہ ہو  
 لیکن فاضل نگر صنعتی شہر تھا اور اس وسیع و عریض شہر میں ہر قسم کی  
 صنعتوں کا جال پھیلا ہوا تھا اور گو جہاں مزدوروں اور چھوٹے طبقے کی  
 اکثریت تھی جو ان فیکٹریوں اور ملوں میں کام کرتے تھے لیکن اس  
 کے لئے اطمینان بخش بات یہ ہوئی تھی کہ جہاں مزدور اور درکرز  
 تنظیمیں بے حد طاقتور اور فعال تھیں اس لئے ہر قسم کی بیماریوں کا  
 علاج فیکٹری کے مالکان کی طرف سے کرایا جاتا تھا اس لئے جہاں جب

کامیاب جا رہا ہے۔..... لارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "میس چیف..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 "وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سلسلہ تو پھر سامنے نہیں آیا۔" لارڈ  
 نے پوچھا۔  
 "نہیں چیف..... آرٹلڈ نے جواب دیا۔

"میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق  
 پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا  
 ایک نوجوان علی عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے مرا حکم  
 سن لو کہ جب بھی تمہیں معمولی سا بھی شک پڑے کہ پاکیشیا  
 سیکرٹ سروس تمہارے آڑے آ رہی ہے تو تم نے فوراً کام روک دینا  
 ہے اور مجھے اطلاع دینی ہے۔..... لارڈ نے کہا۔  
 "کام روک دینا ہے۔ کیوں چیف..... آرٹلڈ نے انتہائی حیرت  
 بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ہمارے بارے میں معمولی سی بھٹک بھی پاکیشیا سیکرٹ  
 سروس کے کانوں میں پڑ گئی یا اس علی عمران تک اصل بات پہنچ گئی  
 تو ہمارا پورا سیٹ اپ نہ صرف پاکیشیا میں ختم کر دیا جائے گا بلکہ  
 پوری دنیا میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔..... لارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ جیسے آپ حکم دیں۔..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 "سنو۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے یہ کمپنی پوری دنیا میں رجسٹرڈ  
 کرائی ہوئی ہے اور اس خصوصی انداز میں ہم اربوں ڈالر سالانہ کما

ایٹاس ریز اور سی بی گیس کو ملا کر فضا میں پھیلا یا گیا تو سینکڑوں کی  
 تعداد میں سی بی کے مریض ہسپتالوں میں پہنچ گئے اور یہاں ایسے  
 مریضوں کا تناسب دارالحکومت سے زیادہ تھا۔ جو انجینئرز کا کورس  
 برائے علاج خریدتے تھے کیونکہ اس کی ٹیمٹ فیکٹری کے مالکان کی  
 طرف سے کی جاتی تھی ورنہ مزدور تنظیمیں ہڑتال کا نوٹس دے دیتی  
 تھیں اور مالکان اس لئے یہ سب کچھ برداشت کر جاتے تھے کہ ہڑتال  
 کی صورت میں انہیں لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہو سکتا تھا۔ جو فائل  
 آرٹلڈ کے سامنے پڑی تھی اس کا تعلق فاضل نگر سے ہی تھا اور نذیر  
 اینڈ سز جو ان کی کمپنی کے سول ڈسٹری بیوٹر تھے، کی طرف سے  
 انجینئرز کے کورسز کی فروخت کے جو اعداد و شمار سامنے آئے تھے وہ  
 آرٹلڈ کے لئے انتہائی حوصلہ افزا تھے۔ وہ پیشا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا  
 کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اٹھی تو آرٹلڈ نے ہاتھ  
 بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میس۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں۔..... آرٹلڈ نے کہا۔  
 "لارڈ سنو نا بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے ان کے چیف  
 باس لارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میس چیف..... آرٹلڈ نے چونک کر مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "کیا رپورٹ ہے فاضل نگر کے بارے میں۔..... لارڈ نے کہا تو  
 آرٹلڈ نے تفصیل بتا دی۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ٹارگٹ یہاں توقع سے زیادہ

آرنلڈ نے چونک کر سیور اٹھایا۔

"یس۔ آرنلڈ بول رہا ہوں۔" آرنلڈ نے کہا۔

"جیکسن بول رہا ہوں باس۔" دوسری طرف سے جیکسن کی قدرے متوحش سی آواز سنائی دی تو آرنلڈ چونک پڑا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ جہاز رے حجے پر پریشانی کیوں ہے۔" آرنلڈ نے پوچھا۔

"باس۔ ایک بار پھر وہی پچھلے والا جبر چل پڑا ہے۔" جیکسن نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔" کیسا جبر۔" آرنلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی سلیم کا فون آیا ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم کو اٹھا کر لے گئی ہے۔" جیکسن نے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم کو۔" جہاز مطلب ہے ٹھکے مالحویات کا سپرنٹنڈنٹ۔" آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ فاضل نگر میں بھی انہی کے ذریعے گیس اور ریز پھیلائی جا رہی ہیں اور خورشید عالم سے انہوں نے ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم کر لینا ہے اور پھر وہ ہمیں بھی گرفتار کر لیں گے۔" دوسری طرف سے جیکسن نے کہا۔

"اوہ۔ وری بیڈ۔ ابھی میری چیف لارڈ سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس بے حد خطرناک ہے۔ لیکن تم و سنٹرل انٹیلی جنس کی بات کر رہے ہو۔ اب یہ کہاں سے ٹپک

رہے ہیں اور یہ دولت بھی وائٹ ہے۔ کوئی حکومت ہمیں پہنچنے نہیں کر سکتی لیکن اگر یہ بات سامنے آگئی کہ ہم تمام دنیا میں مصنوعی طور پر بیماریوں کو پھیلا کر دولت کما رہے ہیں تو پھر یہ وائٹ منی نہیں رہے گی اور اقوام متحدہ کے نئے چارٹرڈ کے تحت اسے ناجائز دولت قرار دے دیا جائے گا اور دنیا بھر کے بینکوں میں موجود ہماری تمام دولت ضبط کر لی جائے گی۔ ہمیں دس سال ہو گئے ہیں یہ کام کرتے ہوئے۔ ہم پچھلے بھی پاکیشیا میں کام کرتے رہے ہیں لیکن پچھلے کبھی کوئی ایجنسی ہمارے آڑے نہیں آئی۔ لیکن اس بار ایسا ہو رہا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ معمولی سی دولت کے لئے ہم کوئی بڑا نقصان اٹھائیں۔ یہ کام بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔ بیماری تو ہم نے خود ہی آگے بڑھانی ہے۔ جب چاہیں گے بڑھا دیں گے۔" لارڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں واقعی غلط انداز میں جذباتی ہو رہا تھا۔" آرنلڈ نے جواب دیا۔

"بزنس میں جذباتی پن بے حد نقصان پہنچاتا ہے۔ اس میں ہر معاملے پر انتہائی ٹھنڈے دل سے غور کرنا پڑتا ہے اور بڑے فائدے کے لئے تھوڑا نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔" لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔" آرنلڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی جب دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو آرنلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور

ایسا نہ ہو کہ تم ان کے قابو میں آ جاؤ..... آرٹلڈ نے کہا۔

"میں باس....." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کافرستان پہنچ کر مجھ سے بات کرنا....." آرٹلڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ بہت برا ہوا۔ اس طرح تو سارا کام ہی بند ہو جائے گا۔ مجھے فوراً لارڈ کو اطلاع دینی چاہیے....." آرٹلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میں۔ لارڈ سنو نابول رہا ہوں....." رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ سنو نا کی آواز سنائی دی۔

"آرٹلڈ بول رہا ہوں چیف....." آرٹلڈ نے کہا۔

"تم۔ ابھی تو تم سے بات ہوئی ہے....." لارڈ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا تو آرٹلڈ نے جیکسن کی کال آنے اور اس سے ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ لوگ اس سپرنٹنڈنٹ سے سب کچھ معلوم کر لیں گے اور اگر ایک بار انہیں اصل بات کا علم ہو گیا تو یہاں کام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ کیا جیکسن نے تمہیں بتایا تھا کہ اس نے خود شید عالم اور سلیم کو ریڈ کارڈ دے دیا تھا یا نہیں....." لارڈ نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دے دیا تھا۔ مجھے معلوم ہے چیف....." آرٹلڈ نے جواب دیا۔

پڑی....." آرٹلڈ نے کہا۔

"باس۔ سلیم کی کال ملنے پر میں نے سنٹرل انٹیلی جنس میں اپنے ایک آدمی سے بات کی تو اس نے انتہائی عجیب بات بتائی ہے کہ یہاں محکمہ میں نہ ہی کوئی ڈپٹی ڈائریکٹر ہے اور نہ کہیں چھاپا مارا گیا ہے اور نہ کسی سرکاری اہلکار کو یہاں لایا گیا ہے اس لئے باس ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی سیکرٹ سروس کی ہی ہو اور انہوں نے نام انٹیلی جنس کا استعمال کیا ہو....." جیکسن نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر تو معاملات اور بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب چیف کے حکم پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تم فوری طور پر دارالحکومت سے چلے جاؤ۔ آفس میں صرف یہی بتانا کہ تم بزنس ٹور پر جا رہے ہو اور تم شکار دو ہٹل پہنچ جاؤ۔ وہاں تم نے ہوٹل کے منیجر لاکھو سے ملنا ہے اور اسے میرا حوالہ دے دینا۔ وہ تمہیں سمندر کے راستے کافرستان پہنچا دے گا۔ فوری نکل جاؤ....." آرٹلڈ نے کہا۔

"اور آپ باس....." جیکسن نے کہا۔

"میرے بارے میں سوائے تمہارے اور کوئی نہیں جانتا اس لئے وہ مجھ تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ تم بے فکر ہو....." آرٹلڈ نے کہا۔

"لیکن پھر تو فاضل نگر میں بھی کام بند کرانا ہو گا....." جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ فی الحال وہاں بھی کام بند کرادو اور جلد از جلد نکل جاؤ۔

جاسکتی ہے اور اس کی فلم بھی سکرین پر دیکھی جاسکتی ہے اور اس ریڈ کارڈ کو آپرٹ کر کے اس کو ہم کی طرح بلاسٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب کام انتہائی حفاظتی اقدامات کے تحت کیا جاتا ہے۔ میں نے ریڈ کارڈ مشین اوپن کی تو میں نے اس خوردشید عالم کو چٹیک کر لیا۔ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا کسی کمرے میں وجود تھا اور وہ آدمی اس کے سسٹے بیٹھے اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے لیکن خوردشید عالم ہر بات سے انکار کر رہا تھا کہ اچانک ان میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر خبر کی مدد سے اس کی ناک کے دونوں تھنھے کاٹ دیئے۔ اس پر میں کچھ گیا کہ اب وہ اس پر تشدد کر کے سب کچھ معلوم کر لیں گے اس لئے میں نے خوردشید عالم کا ریڈ کارڈ فائر کر دیا اور اس کے جسم کے پرچے اڑ گئے۔ اس طرح خوردشید عالم ہمارے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔ پھر میں نے دوسرا ریڈ کارڈ چٹیک کیا۔ یہ سلیم کے پاس تھا اور سلیم اپنی رہائش گاہ کے کمرے میں موجود تھا۔ میں نے اسے بھی کارڈ بلاسٹ کر کے ہلاک کر دیا۔ اب وہ لوگ لاکھ ٹکریں ماریں وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ لاارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو یہ ریڈ کارڈ اس قدر خطرناک ہوتے ہیں۔ میں تو انہیں صرف دوسروں کو لالچ دینے کا ذریعہ سمجھتا رہا تھا۔“ آرٹلڈ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سوائے میرے اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا۔ عام طور پر

”ٹھیک ہے۔ تم دس منٹ بعد دوبارہ مجھے کال کرو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ریڈ کارڈ کا کیا چکر ہے۔“ آرٹلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر دس منٹ بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیوں اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نسرے پریں کرنے شروع کر دیئے۔ ”یس۔ لاارڈ بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے لاارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں چیف۔“ آرٹلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ”مبارک ہو آرٹلڈ۔ ہم بال بال بچ گئے اور اب ہم مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ البتہ ابھی تم نے یہاں کام نہیں کرنا بلکہ خاموشی سے کافرستان چلے جاؤ۔“ لاارڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب چیف۔ ہم کیسے محفوظ ہو گئے ہیں اور یہاں سے کام بھی بند کر دیں۔ کیا مطلب۔“ ہوا کیا ہے۔“ آرٹلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے لاارڈ سنونا کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”اتنا بڑا بین الاقوامی ٹانگ ہم ایسے عام لوگوں کے رحم و کرم پر تو نہیں چھوڑ سکتے۔ ریڈ کارڈ جو ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ ایک خاص آلہ ہے جسے عام کارڈ کی شکل دی گئی ہے۔ اس میں سے خصوصی ریز کی ہرین نکلتی ہیں جنہیں ایک خلائی سیارے کے ذریعے آپرٹ کر کے ریڈ کارڈ ہولڈر کی گتھگو مخصوص رسیوں تک سیٹ پر سنی



یہ ریڈ کارڈ دس لاکھ ڈالر مالیت کا ہوتا ہے اور ہم جسے بھی ریڈ کارڈ ایٹھ کرتے ہیں اسے کہا جاتا ہے کہ وہ اسے بازو سے باندھے رکھے گا تو کارڈ پر روزانہ سو ڈالر بڑھ جائیں گے اور جب دس لاکھ ڈالر پورے ہو جائیں گے تو پھر دس لاکھ ڈالر اکٹھے اسے مل جائیں گے اور اگر اس نے اپنے جسم کے ساتھ لگا کر نہ رکھا تو ڈالر نہیں بڑھیں گے اور چونکہ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہر چوبیس گھنٹے بعد اس کے کارڈ پر پہلے سے موجود ڈالر میں سو ڈالر کا اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے جسے ریڈ کارڈ دیا جاتا ہے وہ اسے ہر صورت میں اپنے جسم کے ساتھ لگائے رکھتا ہے۔ اب تک ہمارا کام درست انداز میں چلتا رہا اس لئے کام کے اختتام پر انہیں واقعی معاوضہ دے دیا جاتا تھا لیکن آج پہلی بار اس کا اصل مقصد پورا ہوا ہے۔ ویسے اگر یہ ریڈ کارڈ ان دونوں کے پاس نہ ہوتے تو پھر لازماً یہ سب کچھ بتا دیتے..... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی بے حد دور اندیش ہیں چیف..... آرٹلڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اریوں کھربوں ڈالرز کے بزنس میں دور اندیش ہونا ہی پڑتا ہے آرٹلڈ..... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو لارڈ اب تو جہاں کا کام ختم ہو گا۔ اب کیا کیا جائے؟"۔ آرٹلڈ نے کہا۔

"فی الحال خاموش رہو۔ جو طریقہ اس بار استعمال کیا جا رہا ہے یہ

غلط ہے۔ اس سے ہم کسی بھی وقت پکڑے جاسکتے ہیں اس لئے میں اس سلسلے میں کوئی فول پروف طریقہ معلوم کرتا ہوں۔ ٹی ایس ٹی کے تحت بڑے بڑے سائنس دان اور ڈاکٹرز کام کرتے ہیں۔ وہ ضرور سی بی کو پھیلانے کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کر لیں گے کہ جسے چیک نہ کیا جاسکے گا..... لارڈ نے کہا۔

"یس چیف..... آرٹلڈ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ بزنس کے بڑھنے پر خوش ہو رہا تھا جبکہ اب سرے سے تمام بزنس ہی کلوز کرنا پڑ گیا تھا۔

کیا۔ یہ ایک مخصوص انجکشن تھا جو ہائی بلڈ پریشر کے مریض پر معثر اثر ڈالے بغیر کسی بھی بے ہوش آدمی کو ہوش میں لاسکتا تھا لیکن ظاہر ہے یہ انجکشن فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھا اس لئے عمران نے انجکشن کا نام کاغذ پر لکھ کر صدیقی کو دیا اور صدیقی جا کر مارکیٹ سے انجکشن لے آیا۔ انجکشن لگانے کے کچھ دیر بعد خورشید عالم خود بخود ہوش میں آگیا تو عمران نے اس سے پوچھ پچھ شروع کر دی۔ لیکن خورشید عالم نے ہر بات سے صاف انکار کر دیا تو عمران نے آخری چارہ کار کے طور پر اس کے نتھنے کاٹ کر اس سے سب کچھ معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس کے نتھنے کٹنے کے بعد اس کے زخموں سے خون نہیں رکتا کیونکہ وہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض تھا لیکن عمران نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر رگ ابھارنا چاہتا تھا۔ پھر وہ اس کے نتھنوں کی بیڈیج کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے خنجر کی مدد سے خورشید عالم کے نتھنے کاٹے اور پھر وہ مڑا ہی تھا کہ یلگت ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی خورشید عالم کے جسم کے نکلے اس طرح اڑنے لگے جیسے اس کے جسم کے اندر کوئی بم پھٹ گیا ہو۔ عمران اور صدیقی پر بھی گوشت اور خون کی بو چھاڑی ہو گئی تھی لیکن بہر حال وہ زخمی ہونے سے بچ گئے تھے۔

”یہ کیا ہوا عمران صاحب.....“ صدیقی نے اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ہی صاف کرتے ہوئے کہا۔ اس کا پورا چہرہ اور لباس سب خون اور گوشت کے لوتھروں سے بھر گیا تھا۔

عمران اور صدیقی محکمہ ماحولیات کے سرنٹنڈنٹ خورشید عالم کو بلیورین ریسٹورنٹ سے پشپل کے دور پر اٹھا کر کار تک لے آئے تھے اور پھر کار میں بٹھا کر عمران نے اس کی گھنٹی پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر اسی بے ہوشی کے عالم میں وہ اسے فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر لے آئے تھے۔ یہاں خورشید عالم کو ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا اور اسے ہوش میں لایا گیا لیکن باوجود اس کی ناک اور منہ بند کرنے کے وہ ہوش میں نہ آیا تھا بلکہ یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ دم گھٹنے سے ہلاک ہو جائے گا۔ اس پر عمران سمجھ گیا کہ خورشید عالم کو اتھانی ہائی بلڈ پریشر کی بیماری ہے اور اگر اس پر عام طریقہ دوبارہ استعمال کیا گیا تو اس کے جسم کا سارا خون دماغ کی طرف بڑھ جائے گا اور اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی اس لئے عمران نے دوسرے طریقے سے اسے ہوش میں لانے کا فیصلہ

گیا۔ وہ غسل کر کے لباس تبدیل کر چکا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ بھی لباس تبدیل کر لیں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”میرے سائز کا لباس یہاں موجود ہوگا۔“..... عمران نے کہا۔  
 ”جی ہاں سبہاں ہر سائز کے لباس رکھے ہوئے ہیں۔“..... صدیقی نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ پرزہ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس کا ذہن واقعی تقابلیاں کھا رہا تھا کیونکہ اگر اس کا شک درست تھا تو پھر یہ کوئی ایسی بین الاقوامی تنظیم تھی جو انتہائی جدید ترین لمبادات کو استعمال کر رہی تھی کیونکہ ریڈ کارڈ کے بارے میں بھی اس نے ابھی تک تحقیقاتی مضامین ہی پڑھے تھے البتہ بتایا گیا تھا کہ ایکریلیا کے انتہائی مفاد میں اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ خلائی سیٹلائٹ کی مدد سے کام کرتا تھا اور اس کے ذریعے نہ صرف سیٹلائٹ کے ذریعے گھٹکوسنی جاسکتی تھی بلکہ تصویر بھی سکرین پر دیکھی جاسکتی تھی اور اسے دنیا میں کہیں بھی بیٹھے ہوئے اور کبھی بھی ہم کی طرح فائر بھی کیا جاسکتا تھا۔ جو پرزہ عمران کے ہاتھ لگا تھا وہ اس کا مین پرزہ تھا جس کا تعلق سیٹلائٹ سے رہتا تھا۔ عمران نے غسل کر کے لباس تبدیل کیا اور پہلے والے لباس میں سے تمام سامان نکال کر جس میں وہ مشین پرزہ بھی شامل تھائے لباس کی جیبوں میں ڈالا اور واپس اس کمرے میں آگیا جہاں خورشید عالم کی لاش کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے جبہ صدیقی بھی

حیرت انگیز۔ اس قدر جدید نظام۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔“..... عمران نے رک رک کر کہا۔ اس کے لہجے میں حقیقی حیرت نمایاں تھی۔ واقعی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ اس سرکاری اہلکار کے جسم میں ایسا خودکار بم بھی ہو سکتا ہے۔  
 ”میں لباس تبدیل کر کے منہ دھو لوں۔“..... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا عمران کا لباس بھی اس کی پشت کی طرف سے خراب ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں خون آلود خنجر ابھی تک موجود تھا۔ خورشید عالم کا جسم ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھرا پڑا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے خنجر کی نوک کی مدد سے ان ٹکڑوں کو کریدنا شروع کر دیا۔ وہ شاید بم کے ٹکڑے تلاش کر رہا تھا اور پھر تھوڑی سی محنت کے بعد وہ ایک چھوٹے سے مشین پرزے کو جو نوٹ چکا تھا گوشت کے ڈھیر میں سے تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ اس مشین پرزے کو اٹھائے اس کمرے کے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واش بین کی ٹوٹی کھولی اور اس پرزے پر موجود خون اور گوشت کو اچھی طرح دھو ڈالا اور پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ریڈ کارڈ۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ اس قدر ایڈوانس سسٹم۔“..... عمران نے چند لمحے اس مشین پرزے کو غور سے دیکھنے کے بعد حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ پرزے سمیت ہاتھ روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی بھی آ

زیڈ لیبارٹری میں تیار کیا گیا تھا۔ وہ واپس آپریشن روم میں آگیا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔  
"کیا کوئی خاص مسئلہ ہے عمران صاحب؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایک منٹ۔ ابھی بتاتا ہوں۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر کلب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک جھنجھکی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ اور آواز اکیڑی میں تھا۔

"ماسٹر سے بات کرو۔ میں پاکیشیا سے پرنس آفس ڈھپ بول رہا ہوں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمائیے۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ماسٹر۔ اکیڑی میا کی سب سے معروف لیبارٹری ہے زیڈ لیبارٹری کہا جاتا ہے وہاں کی تیار کردہ ایک جدید ایجاد ہے ریڈ کارڈ کہا جاتا ہے

ہونٹ بھینچے وہاں کھڑا تھا۔  
"عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی گیم کھیلی جا رہی ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے تصور سے بھی زیادہ لمبا کھیل ہے یہ۔ بہر حال اب تم مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر دو اور واپس آکر اس لاش کے ٹکڑے واش کرادو۔" عمران نے کہا تو صدیقی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ صدیقی اسے ڈراپ کر کے واپس چلا گیا تو عمران نے فلیٹ میں جانے کی بجائے گیراج سے کار نکالی اور پھر وہ کار میں سوار ہو کر دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں کچھ سی پک رہی تھی۔ وہ اب اس پرزے کی مدد سے اس ریڈ کارڈ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتیاطاً اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"تم بیٹھو۔ میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں ایک ضروری کام کرنے۔" عمران نے کہا اور تیزی سے لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔  
جہاں اس نے اس پرزے پر کام شروع کر دیا۔ یہ واقعی ریڈ کارڈ کا ہی پرزہ تھا اور جس سیٹلائٹ سے اس کا تعلق تھا عمران اس سیٹلائٹ کا سراغ لگانا چاہتا تھا لیکن باوجود شدید کوشش کے وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ اس پرزے سے وہ ایک ایسی تحریر چیک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ پرزہ اکیڑی میا کی مشہور

"میں پہلے معلومات حاصل کر لوں پھر بتا سکوں گا کہ اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں"..... ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے حتیٰ معلومات چاہئیں۔ اخراجات اور معاوضے کی فکر مت کرنا"..... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے عمران صاحب۔ اس سے تو میں نے حامی بھری ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"کیا کوئی کمیس شروع ہو گیا ہے عمران صاحب"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے صدیقی کے فلیٹ پر آنے سے لے کر خورشید عالم کو اغوا کر کے فور سنارز کے ہیڈ کوارٹر لے جانے اور پھر وہاں ہونے والی ساری کارروائی کے ساتھ ساتھ اس پرزے اور ریڈ کارڈ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی بہت بڑی تنظیم اس کے پیچھے ہے۔ لیکن خورشید عالم کے ذریعے وہ کیا کر سکتے تھے"..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ خورشید عالم چونکہ محکمہ ماحولیات کا سپرنٹنڈنٹ ہے اس لئے اس کے ذریعے سی بی بی بیماری کو پھیلانے کے سلسلے میں کوئی خاص کارروائی ہو رہی تھی۔ لیکن وہ کچھ بتانے سے پہلے ہی ختم ہو گیا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو اس خورشید عالم پر کیسے اور کیونکر شک پڑا تھا"۔

جہاں پاکیشیا میں استعمال کی گئی ہے۔ اس کا ایک ایسا پرزہ میرے ہاتھ آیا ہے جس پر اس کا کمپیوٹر نیچ نمبر موجود ہے۔ کیا اس نمبر سے تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ ریڈ کارڈ کس کو فروخت کیا گیا تھا"۔

عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ زیڈ لیبارٹری صرف ایکریمین فوج کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی پیداوار کہیں فروخت نہیں کی جاتی".....

دوسری طرف سے ماسٹر نے بڑے حتیٰ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ ریڈ کارڈ کسی پرائیویٹ تنظیم کی طرف سے استعمال کیا گیا ہے اس لئے لازماً ایکریمین فوج کے کسی سنور سے اسے فروخت کیا گیا ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"تو آپ نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔ آپ تفصیل بتائیں"..... ماسٹر نے کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"آپ اپنا فون نمبر بتا دیں میں آپ کو کال کر دوں گا"..... ماسٹر نے کہا۔

"کب تک یہ کام ہو سکے گا"..... عمران نے پوچھا۔

"کم از کم دو روز لگ جائیں گے"..... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہیں دو روز بعد خود کال کر لوں گا۔ تم اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کی تفصیل بھی بتا دو اور اپنا معاوضہ بھی"۔ عمران نے کہا۔

بھی تبدیل کر دوں اور خود بھی میک اپ میں رہوں..... صدیقی نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا بھی ہے تو تم سپیشل کارڈ استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ تم فور سٹارز کے ذریعے حکمہ ماحولیات سے یہ معلوم کراؤ کہ خورشید عالم کے زیادہ گہرے تعلقات کس سے تھے کیونکہ خورشید عالم اکیلا اتنا بڑا کام نہ کر سکتا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں معلوم کراتا ہوں۔“ صدیقی نے کہا تو عمران نے اُسکے کہہ کر ریسپورڈ رکھ دیا۔

”میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم جو دنیا کو کہہ کر چند ممبران کو فاضل نگر بھجواؤ کہ وہ وہاں جا کر چیکنگ کریں کہ کیا خورشید عالم کی موت کا اثر وہاں سی بی کے مرض کے پھیلاؤ پر پڑا ہے یا نہیں۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زبرد بھی سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

بلیک زبرد نے کہا۔

”مجھے براہ راست تو کوئی شک نہ تھا لیکن عمومی طور پر اس پر شک پیدا ہوتا تھا کیونکہ یہ بات سامنے آئی تھی کہ جیسے ہی ہم نے سرسلطان کے ذریعے ماحولیات کی سروے کرنے والی گاڑیوں کی چیکنگ کی بات کی تو یہاں یقیناً سی بی کی بیماری کا زور ٹوٹ گیا اور اب فاضل نگر میں یہی کام شروع ہو گیا۔ اس پر میں نے سوچا کہ سپرنٹنڈنٹ کو ٹولا جائے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسپورڈ اٹھایا اور تمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔“ صدیقی بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ بخیریت پہنچ گئے ہواپنے فلیٹ پر..... عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ ابھی پہنچا ہوں۔ لیکن آپ کو کیا خدشہ تھا کہ آپ نے باقاعدہ فون کیا ہے..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے سوچا کہ میں پولیس سے پہنچ گئی ہو..... عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ خورشید عالم کی اس طرح گمشدگی ظاہر ہے مسئلہ بن جائے گی اور میری کار اس کام میں استعمال ہوتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اب میں کچھ روز کے لئے اس کار کی نمبر پلیٹ

دانوں اور ڈاکٹروں سے مشورہ کر کے سی بی کے پھیلاؤ کا کوئی فول پروف طریقہ تلاش کر کے اسے کال کرے گا۔ لیکن دو روز گزر جانے کے باوجود اب تک لارڈ کی طرف سے کال نہ آئی تھی اس لئے وہ بے چین ہو رہا تھا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ آرئلڈ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے کہا۔

”جیکسن بول رہا ہوں باس۔ کافرستان سے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ وہاں ٹھیک انداز میں پہنچ گئے ہو۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوا۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے کہا۔

”نہیں باس۔ البتہ آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے۔۔۔۔۔ جیکسن نے کہا تو آرئلڈ چونک پڑا۔

”کیسی خوش خبری۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے چونک کر کہا۔

”جہاں ایک ڈاکٹر شیش ہے باس۔ وہ آنکھوں کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بے حد لالچی بھی واقع ہوا ہے۔ جہاں کے مقامی اینجنٹ نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر شیش نے اس سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کمپنی کا کافرستان میں نمائندہ کون ہے تو اس ڈسٹری بیوٹر نے اسے بتایا کہ وہ براہ راست ایکریمیا سے ادویات منگواتا ہے تو اس ڈاکٹر شیش نے بتایا کہ اگر اس کمپنی کا کوئی ذمے دار آدمی اس سے ملے تو وہ اسے ایسا

آرئلڈ اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ لارڈ سے بات کئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے اور اس دوران اسے ڈسٹری بیوٹرز سے جو رپورٹس ملی تھیں اس کے مطابق فاضل نگر میں بھی سی بی انجکشنز کی فروخت لکھتے کم ہونا شروع ہو گئی تھی اور تیزی سے زرو پوائنٹ کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ رپورٹس پڑھ پڑھ کر آرئلڈ کا خون کھول اٹھتا تھا کیونکہ اس سیل میں اس کا کمیشن بھی شامل تھا اور سیل ختم ہونے کا مطلب تھا کہ اس کی بڑھتی ہوئی دولت مزید بڑھنے سے رک گئی ہے۔ ایک بار تو اس کا بی چاہا کہ وہ کسی غیر ملکی گروپ کو بلا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے تاکہ یہ کاٹنا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا کہ اسے اس کام کا کوئی تجربہ نہ تھا اور وہ کسی نے جکڑ میں نہ پھنسننا چاہتا تھا۔ اسے اب لارڈ کی طرف سے کال کا انتظار تھا کیونکہ لارڈ نے کہا تھا کہ وہ ساتس





فارمولے کا تجربہ کرتا ہوں اور پھر تمہیں فون کرتا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرٹلڈ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد پھرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اگر واقعی یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوتا ہے تو پھر نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا میں سی بی کے ذریعے لامحدود دولت کمائی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے اس لامحدود دولت میں اس کا کمیشن بھی لامحدود ہو گا۔ پھر تقریباً چار گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی انھی تو آرٹلڈ نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔

"یس۔ آرٹلڈ بول رہا ہوں"۔ آرٹلڈ نے کہا۔  
"لارڈ بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے لارڈ کی مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی تو آرٹلڈ سمجھ گیا کہ سارے کم کمیشن کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

"یس لارڈ۔ کیا رزلٹ رہا تجربے کا"۔ آرٹلڈ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"وکری۔ جیکسن نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ یہ سو فیصد محفوظ، انتہائی ارزاں اور انتہائی کامیاب فارمولا ہے۔ اس ڈاکٹر شیش کو واقعی تمہاری انعام ملنا چاہیے"۔ لارڈ نے کہا۔

"جیف۔ وہ دس کروڑ ڈالرز اور بیس فیصد کمیشن طلب کر رہا ہے"۔ آرٹلڈ نے کہا۔

"دس کروڑ ڈالرز تو اسے دیئے جاسکتے ہیں لیکن کمیشن نہیں دیا جا

شروع کر دیئے۔

"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"آرٹلڈ بول رہا ہوں جیف"۔ آرٹلڈ نے کہا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے"۔ دوسری طرف سے لارڈ نے چونک کر کہا۔

"جیف۔ جیکسن نے کافرستان سے ابھی کال کر کے مجھے انتہائی اہم بات بتائی ہے"۔ آرٹلڈ نے کہا۔

"کیسی بات"۔ لارڈ نے چونک کر پوچھا تو آرٹلڈ نے ڈاکٹر شیش کا بتایا ہوا نسخہ بتا دیا۔

"کیا اس کا تجربہ ہو چکا ہے"۔ لارڈ نے پوچھا۔

"جیکسن کے بقول تجربہ کامیاب رہا ہے"۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔

"اگر یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوا ہے پھر تو واقعی انتہائی اہم بات ہے۔ اس طرح تو ہم پوری دنیا میں بغیر کسی کو شک میں ڈالے انتہائی کامیاب بزنس کر سکتے ہیں"۔ لارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس لارڈ"۔ آرٹلڈ کے لہجے میں مسرت تھی۔

"میں نے یہاں ساٹیس دانوں اور ڈاکٹروں سے بات کی ہے لیکن کوئی ایسا فارمولا سامنے نہیں آ سکا۔ ٹھیک ہے میں ابھی اس

جہارے اکاؤنٹ میں اور پانچ کروڑ ڈالر زمرے اکاؤنٹ میں جمع ہو جائیں گے۔ البتہ تم فوری طور پر اس ڈاکٹر شیش کو ٹھکانے لگوا دو اور اس کے بعد واپس پاکیشیا آ جاؤ تاکہ یہاں بیک وقت دس بارہ شہروں میں سار کسم گیس فائر کر کے بحر پور انداز میں بزنس کیا جا سکے۔..... آرٹلڈ نے کہا۔

”دیری گڈ پلاننگ باس۔ میں آج ہی اس ڈاکٹر شیش کا خاتمہ کرا کر کل واپس پہنچ جاؤں گا۔..... جیکسن نے استہانی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے مفت میں پانچ کروڑ ڈالر زمل رہے تھے۔

”اوکے۔ واپس آ جاؤ۔ میں جہارا انتظار کر رہا ہوں۔..... آرٹلڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اب اسے ہر طرف دولت ہی دولت نظر آنے لگی تھی۔

سکتا۔ تم اس سلسلے میں خود بات کرو اس سے۔..... لارڈ نے کہا۔  
”وہ میں کر لوں گا باس۔ لیکن دس کروڑ ڈالر تو ہمیں بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔..... آرٹلڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے خصوصی فنڈ سے دس کروڑ ڈالر ز جیکسن کو کافرستان، مجبوا اور پاکیشیا میں بیک وقت دس بارہ شہروں میں فوری طور پر سار کسم گیس فائر کرو تاکہ کچھ پھر بھر پور انداز میں آگے بڑھ سکے اور گزشتہ نقصان بھی پورا ہو سکے۔ اب ہم اپنا نارگٹ ڈیل کر سکتے ہیں۔..... لارڈ نے کہا۔

”ییس لارڈ۔ ایسا ہی ہو گا۔..... آرٹلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”جیکسن بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں جیکسن۔..... آرٹلڈ نے کہا۔

”ییس باس۔..... جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میری لارڈ سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنے طور پر سار کسم گیس کا تجربہ کرایا ہے اور تجربہ سو فیصد کامیاب ثابت ہوا ہے اور انہوں نے ڈاکٹر شیش کو دس کروڑ ڈالر ادا کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ دس کروڑ ڈالر ڈاکٹر شیش کے نام سے جاری ضرور ہوں گے لیکن اس میں سے پانچ کروڑ ڈالر:

واپسی ہوئی ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ - یہ تو انتہائی اہم بات ہے کہ سستا علاج میرا جائے..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں - گو اس علاج کے تجربات کامیاب ہو چکے ہیں لیکن ابھی اسے تجارتی پیمانے پر بنانے میں سچے مادہ کا عرصہ درکار ہے۔ بہر حال چھ ماہ بعد سستا اور موثر علاج میرا تو آجی جائے گا۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"ڈاکٹر ہو شنگ سے آپ کی بات چیت کیسی رہی؟..... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بیماری کے بارے میں ان سے بڑی تفصیلی بات چیت ہوئی ہے اور بے حد قیمتی معلومات ملی ہیں۔ میں نے ان سے خاص طور پر اسے مصنوعی طور پر پھیلانے کے بارے میں بات کی تو پہلے تو انہوں نے اس بات پر انتہائی حریت ظاہر کی کہ کیا بیماریاں مصنوعی انداز میں بھی پھیلانی جاسکتی ہیں۔ لیکن جب میں نے انہیں یہاں ہونے والی ساری کارروائی بتائی تو ان کی حریت کی انتہا نہ رہی۔ بہر حال انہوں نے بتایا ہے کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ ان کے مطابق یہ بیماری اسے ہی لگتی ہے جس کی آنکھوں میں جھپٹے سے سی ٹی ایم بیماری کے اثرات موجود ہوں۔ یہ سی ٹی ایم تو طبی زبان کا کوئی خاص کوڈ ہے۔ ہمارے ہاں مقامی طور پر اسے سیاہ موٹیا کہا جاتا ہے جہاں ہمارے ملک میں دو قسم کے موٹیا ہوتے ہیں۔ ایک سفید

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیٹھو....." رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ دو روز کہاں غائب رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے کئی بار فلیٹ پر فون کیا لیکن سلیمان نے یہی بتایا کہ آپ بغیر بتائے کہیں گئے ہوئے ہیں....." بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ شوگر ان میں سی بی بیماری پر بڑی ایڈوانس ریسرچ کی گئی ہے اور اس ریسرچ کے مطابق سی بی بیماری کا انتہائی سستا اور مفید علاج دریافت کر لیا گیا ہے۔ اس ریسرچ کا خالق ڈاکٹر ہو شنگ تھلہ چنانچہ میں ان سے ملنے شوگر ان گیا تھا تاکہ اس بیماری کے بارے میں اس سے تفصیلی بات ہو سکے اور آج

کو ہلاک کر دیتی ہے اور بنیائی ختم ہو جاتی ہے۔ پہلے اس کا کوئی علاج نہ تھا لیکن پھر ایک ریخیا کے ایک ڈاکٹر نے اس کا علاج دریافت کیا اور اس ڈاکٹر سے یہ نسخہ ایک ریخیا کی ایک دوا ساز کمپنی نے خرید کر اپنے نام پر رجسٹرڈ کر دیا اور اب پوری دنیا میں یہ کمپنی وہ علاج انجکشن کی صورت میں فروخت کر رہی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اسی کمپنی کے انجکشن فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ علاج چونکہ ساتھ انجکشنز کے کورس پر مشتمل ہوتا ہے اور انجکشن بے حد ہنگامے کی وجہ سے یہ علاج بھی بے حد ہنگامہ ہے جبکہ ڈاکٹر ہوشنگ نے جو نسخہ تیار کیا ہے اس میں صرف دو انجکشنز لگائے جاتے ہیں اور یہ انجکشنز انتہائی سستے تیار ہوتے ہیں..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن چھ ماہ تو بہر حال یہ ہنگامہ علاج ہی لوگوں کو کرانا پڑے گا.....“ بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں۔ یہ مجبوری ہے۔ تم بتاؤ۔ جو لیانے فاضل نگر کے بارے میں کیا رپورٹ دی ہے.....“ عمران نے کہا۔  
 ”فاضل نگر میں بھی بیماری کا زور اچانک ٹوٹ گیا ہے۔ اب وہاں بھی اکا دکا مریض سسٹے آرہے ہیں.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس خوردشید عالم کے ذریعے یہ بیماری مصنوعی طور پر پھیلانی جا رہی تھی۔ پہلے جب یہاں حکمہ حیویات کی گازیوں کی چیکنگ کی اطلاع انہیں ملی تو انہوں نے یہ

موتیا اور دوسرا سیاہ موتیا۔ سفید موتیا زیادہ عام ہے۔ اس کے اثرات ادھیر عمر میں شروع ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد موتیا بک جاتا ہے تو پھر آپریشن کر کے اسے آنکھ سے نکال دیا جاتا ہے اور بنیائی بحال ہو جاتی ہے۔ لیکن سیاہ موتیا سفید موتیا کی طرح نہیں ہوتا۔ اس میں آنکھوں کا پریشر کسی خاص وجہ سے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور انسان کی بنیائی متاثر ہونے لگ جاتی ہے۔ طبی طور پر کہا جاتا ہے کہ دماغ سے آنے والا پانی آنکھوں میں اترتا ہے اور آنکھوں کی سیاہ پتلی جسے قرینہ کہا جاتا ہے اسے ڈیج کر دیتا ہے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے بنیائی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بروقت اس کا آپریشن کر لیا جائے تو پھر یہ بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ہوشنگ نے بتایا کہ سی بی اس سیاہ موتیا کی طرز کی بیماری ہے۔ اس میں آنکھوں کی سیاہ پتلی ڈیج نہیں ہوتی بلکہ آنکھوں کی پتلی اور دماغ کے درمیان جو رابطہ ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر انجکشنز سے اس بلا لنگ کو ختم کر دیا جاتا ہے تو بنیائی بحال ہو جاتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر ہوشنگ نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ بیماری صرف اسے ہو سکتی ہے جس میں سیاہ موتیا کی بیماری کے کچھ نہ کچھ اثرات موجود ہوں۔ اسے مصنوعی طور پر اس طرح پھیلا یا جا سکتا ہے کہ اگر ایک مخصوص گیس کو ہوا میں پھیلا دیا جائے تو وہ سانس کے ذریعے جسم کے اندر جاتی ہے اور پھر خون میں شامل ہو کر جس آدمی میں سیاہ موتیا کے اثرات موجود ہوں گے اس پر یہ مخصوص انداز میں اثر انداز ہو کر دماغ اور آنکھوں کے رابطے

"کیا کہہ رہے ہو۔ ظاہر ہے ان کے انجکشن فروخت ہوں گے تو انہیں بھاری منافع ملے گا۔" عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے بلیک زیرو کی طرف سے ایسے بچکانہ سوال پر حیرت ہوئی ہو۔

"میں نے یہاں ادویات کے ایک بڑے ڈسٹری بیوٹر سے فون پر معلومات حاصل کی ہیں۔ ادویات کے کمپنی رینس فکس ہوتے ہیں لیکن بڑے بڑے ڈسٹری بیوٹرز کمپنی سے بھاری مقدار میں ادویات خریدتے ہیں تو ان پر اپنی مرضی سے ہرچون قیمت چھپوا لیتے ہیں اور پھر اس قیمت پر مال فروخت ہوتا ہے اور کمپنی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو اس بڑے ڈسٹری بیوٹر یا ادارے کو ہوتا ہے اس لئے میں پوچھ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ چکر ہے۔ دیری گڈ۔ کچھ تم نے یہ معلومات حاصل کر کے آدھا مسئلہ حل کر دیا ہے۔" عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرائے اور آنکھوں میں موجود جھک مزید تیز ہو گئی کیونکہ عمران کی طرف سے تحسین اس کے لئے واقعی انتہائی مسرت بخش تھی۔ ادھر عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔

"انکو ایزی پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹرنر روڈ پر ٹنڈر اینڈ سنز ڈسٹری بیوٹرز کا نمبر دیں۔"

کاہمہاں سے بند کر دیا اور فاضل نگر چلے گئے۔ "عمران نے کہا۔ ایک اور اطلاع بھی ملی ہے عمران صاحب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ کیا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"محکمہ ماحولیات کی ان گاڑیوں کا انچارج ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سلیم تھا۔ وہ اپنے گھر میں موجود تھا کہ کمرے میں دھماکہ ہوا اور پھر جب اس کے گھر والے اندر گئے تو اس کا جسم بھی ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے جسم میں بھی بم پھنسا تھا۔ بالکل اس سپرنٹنڈنٹ خورشید عالم کی طرح اور عمران صاحب۔ تنویر نے یہاں ایک جیننگنگ کرنے والی گاڑی کے ڈرائیور کو گھر کر جب اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ سلیم گاڑیوں کو یہاں ایک احاطے میں لے جاتا تھا۔ وہاں موجود دو آدمی کسی گیس کے سلنڈر گاڑی میں نوڈر دیتے اور پھر سلیم کی نگرانی میں یہ گاڑیاں مختلف علاقوں میں یہ گیس پھیلاتی تھیں اور انہیں اس کا بھاری معاوضہ دیا جاتا تھا۔ اس پر تنویر نے صفدر کے ساتھ مل کر اس احاطے پر چھاپ مارا لیکن وہ احاطہ خالی پڑا ہوا ملا۔" بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ بیماری واقعی یہاں مصنوعی طور پر پھیلائی جا رہی تھی۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس ملٹی نیشنل کمپنی کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ہو گا۔" بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا آپ پاکیشیا کے لئے سول ڈسٹری بیوٹریں ہیں“..... عمران نے کہا۔

یہاں ہے"..... میجر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سی بی انجینئر کا پانچون ریت دس ہزار روپے ہے جبکہ کافرستان میں اسی کمپنی کے انجینئر کی قیمت ایک ہزار روپے ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"..... عمران نے کہا۔

"جنتاب۔ یہ کام لارڈ سنونو ڈسٹری بیوٹر کا ہے۔ وہ ہر ملک کے لئے علیحدہ علیحدہ رئیس مقرر کرتی ہے اور ہر کمپنی اپنی ڈیمانڈ کے مطابق ملک کے لئے جو آلات منگواتی ہے اس پر وہی قیمت پرٹ کر دی جاتی ہے اور ایسا حکومت کی مرضی سے ہوتا ہے اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں جنتاب"..... میجر نے کہا تو عمران کچھ گیا کہ میجر جان بوجھ کر گول مول جواب دے رہا ہے۔

"آپ اس بزنس سے متعلق ہیں اس لئے آپ کو پوری طرح علم ہو گا اور آپ جان بوجھ کر نال راہے ہیں۔ تو پھر ایسا نہ کیا جائے کہ آپ کو سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کو ایئر بلوایا جائے اور وہاں آپ پر تحرذ و ڈگری استعمال کی جائے"..... عمران نے سخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ سر۔ اب میں کیا عرض کروں سر۔ یہ سرکاری معاملات ہیں اور آپ بھی سرکاری آدمی ہیں سر"..... میجر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کھل کر بات کریں۔ آپ کا نام درمیان میں نہیں آئے گا"..... عمران نے کہا۔

"جنتاب۔ ان کی کمپنی کا ایک نمائندہ مستقل طور پر یہاں موجود ہے۔ اس کا نام جیکسن ہے۔ کئی پلازہ میں اس کا آفس ہے۔ ہم ان کے آفس میں ڈیمانڈ نوٹ کرا دیتے ہیں اور ہمیں ڈیلوری مل جاتی ہے رقم ہر کمپنی کے اکاؤنٹ میں براہ راست جمع کرا دیتے ہیں"..... میجر نے جواب دیا تو عمران کو یاد آگیا کہ پہلے بھی اس نے اس جیکسن کے آفس فون کیا تھا لیکن وہاں سے بتایا گیا تھا کہ جیکسن بزنس ٹور پر گیا ہوا ہے۔

"کیا یہ جیکسن صرف آپ کی کمپنی کو ڈیل کرتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں جنتاب۔ پاکستان، کافرستان اور تین چار مزید چھوٹے چھوٹے ملکوں کو بھی جیکسن بی ڈیل کرتا ہے۔ البتہ اس کا آفس یہاں پاکستان میں ہے"..... میجر نے جواب دیا۔

"کیوں۔ جبکہ کافرستان پاکستان سے بڑا ملک ہے۔ پاکستان کی نسبت وہاں کاروبار زیادہ ہو گا اس لئے اس کا آفس بھی وہاں ہونا چاہئے"..... عمران نے کہا۔

"ہیس سر۔ لیکن کافرستان میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کا صرف خصوصی مال غریبہ جاتا ہے ورنہ کافرستان ادویات خود تیار کرتا ہے اس لئے وہاں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کا نیٹ ورک بہت محدود ہے جبکہ پاکستان تمام ادویات ان ملٹی نیشنل کمپنیوں سے خریدتا ہے اس لئے یہاں ان کا نیٹ ورک بے حد وسیع ہے اس لئے ان کا آفس بھی

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں سر۔ ہولڈ کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ماسٹر۔ یہ خیال ہے کہ دو روز گزر رہی گئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے معلومات تو ایک گھنٹے میں ہی حاصل کر لی تھیں لیکن آپ کا کوئی فون نمبر مجھے معلوم نہیں تھا اس لئے میں آپ کو کال نہ کر سکا۔۔۔۔۔ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا معلوم ہوا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ ریڈ کارڈ ایکریمین فون کے سپیشل سٹور سے غائب کئے گئے ہیں۔ ان کی تعداد ایک سو ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ ریڈ کارڈ سپیشل سٹور کے انچارج جنرل تیتھو کو پہنچا دیئے گئے ہیں اس لئے اس کے خلاف رسمی کارروائی کے بعد مزید کارروائی ختم کر دی گئی اور میں نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ جنرل تیتھو نے یہ ریڈ کارڈ اور ان کے ریسور ایکریمین کی ایک مشہور ڈرگ ڈسٹری بیوٹرز کمپنی لارڈ سنونا ڈرگ ڈسٹری بیوٹرز کے مالک اور چیئرمین لارڈ سنونا کو اجتائی بھاری قیمت پر فروخت کئے ہیں۔ آپ نے جو نمبر بتایا تھا یہ بھی اس چوری شدہ ریڈ کارڈ میں شامل تھا۔۔۔۔۔ ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب سبیل ڈرگ کی قیمتوں کی منظوری محکمہ صحت کے اعلیٰ ترین حکام دیتے ہیں اور انہیں بہت بھاری رشوتیں دے کر یہ قیمتیں مقرر کرنی جاتی ہیں۔ بہر حال یہ سارا کام بہت اونچی سطح پر ہوتا ہے جناب اس سے ہم مجبور ہیں۔۔۔۔۔ مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جیسٹس کے آفس کا فون نمبر کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

"ان کے آفس کا نام کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جیسٹس ڈرگ ایجنسی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اب یہ بات اچھی طرح سن لیں کہ اگر اس گفتگو کو ذکر

آپ نے جیکسن یا کسی اور سے کیا تو آپ کی باقی عمر جیل میں ہی گزرے گی۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اصل کھیل یہ لارڈ سنونا گروپ کھیل رہا ہے ورنہ نذرینڈ سز کو تو اس کا اتنا بڑا فائدہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ

فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر کلب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکریمین لہجے میں مردانہ

آواز سنائی دی۔



"دوسری گنڈ ماسٹر۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے کہ یہ معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ واقعی تمہارا ہی کام ہے"..... عمران نے کہا۔  
 "آپ کا شکریہ۔ بہر حال اس پر میری توقع سے زیادہ اخراجات آئے ہیں۔ بین آپ میری عادت جلتے ہیں کہ میں جو کام ہاتھ میں لے لیتا ہوں اسے ہر حال میں پورا کرتا ہوں"..... ماسٹر نے مسرت بھرے صبح میں کہا۔

"یہ وارڈ رہتا کہاں ہے"..... عمران نے پوچھا۔  
 "وٹھن کے نواح میں ایک ٹاؤن ہے جس کو ہیون ٹاؤن کہا جاتا ہے۔ یہ پورا ٹاؤن اور اس سے ملحقہ پہاڑیاں لارڈ سنونا کی ملکیت ہیں۔ وہاں لارڈ سنونا کا بہت بڑا محل ہے لارڈ بیس"..... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہاں پاکیشیا میں لارڈ سنونا کا بزنس کون ذیل کرتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں"..... ماسٹر نے جواب دیا۔  
 "کتنا وقت لگے گا"..... عمران نے پوچھا۔

"اس کمپنی میں میرا خاص آدمی موجود ہے اس لئے ایک گھنٹے کے اندر کام ہو جائے گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تم اب اپنے اخراجات اور معاوضہ سب اکٹھا ہوتا کہ میں رقم تمہارے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا سکوں۔ بینک اکاؤنٹ کی تفصیل میرے پاس موجود ہے"..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے رقم بتادی گئی۔  
 "اوکے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا۔ میں ایک گھنٹے بعد پھر کال کروں گا"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
 "ولنگٹن بینک اکاؤنٹ سے اس کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرا دو"..... عمران نے کہا تو بیک زبیر نے شبث میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ ماسٹر سے رابطہ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے ماسٹر"..... عمران نے کہا۔  
 "عمران صاحب۔ رقم میرے اکاؤنٹ میں پہنچ گئی ہے۔ مجھے چند منٹ پہلے اطلاع ملی ہے۔ بے حد شکریہ"..... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ارے۔ وہ تو پہنچ ہی جانی تھی۔ میں نے رپورٹ پوچھی تھی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ پاکیشیا میں لارڈ سنونا کا کاروبار پاکیشیا دارالحکومت کی ایک فرم نذر اینڈ سنز ڈرگ ڈسٹری بیوٹرز سے ہے جن کا آفس ٹرنز روڈ پر ہے۔ البتہ لارڈ سنونا کی فرم کے خصوصی نمائندے جیسن کا بھی وہاں آفس ہے۔ نذر اینڈ سنز سے تمام کاروبار اسی جیسن کے ذریعے ہوتا ہے"..... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی پیشانی پر شکنیں سی بھیلی چلی گئیں۔

گئے اور کہیے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھیج لئے۔

"اب یہاں سپرنٹنڈنٹ خوردشید عالم اور سلیم کی موت کے بعد اتنی جلدی نیا گروپ تیار نہیں ہو سکتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں ایکریمیا جا کر اس سلسلے میں لارڈ سنون سے ملاقات کروں اور اسے دھکی دے کر کم از کم پاکیشیا میں اس ڈرگ مافیا کو روکا جا سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اس کا کوئی پائیدار حل ہونا چاہئے عمران صاحب۔..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ملایا اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پر اس کرنے شروع کر دیئے۔

"جیکسن ڈرگ مافیا۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیکسن سے بات کرائیں۔ میں محکمہ صحت کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

"موری سر۔ مسٹر جیکسن تو گزشتہ ہفتے سے کافرستان ہرنس ٹور پر گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی کا کچھ پتہ نہیں ہے۔..... دوسری طرف سے میکانیکی انداز میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"لاڑکی کا بچہ بتا رہا ہے کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ لہذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سارے کھیل کا جیکسن کو علم ہی نہ ہو اور یہ کسی اور

"آپ اب کس بات پر پریشان ہو گئے ہیں۔..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ساری تفصیل معلوم ہونے کے بعد میں سوچ رہا ہوں کہ اس کا کیا بندوبست کیا جائے اور کس طرح آئندہ کے لئے معاملات کو عوام کے حق میں کیا جائے۔..... عمران نے کہا۔

"اجس میں دو مسئلے ہیں عمران صاحب۔ ایک تو یہ کہ ادویات کی قیمتیں یہ حد زیادہ ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس لارڈ سنون کو کس طرح روکا جائے کہ وہ یہاں مصنوعی طور پر بیماریاں پھیلانے کی سازش نہ کرے۔..... بلیک زیرو نے سنجیدہ سنجیدہ سنجیدہ میں کہا۔

"لارڈ سنون یہاں خود تو نہ آتا ہو گا سبہاں اس کا کوئی گروپ یہ کام کرتا ہو گا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ کام صرف پاکیشیا میں ہی ہوتا ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف لارڈ سنون گروپ ہی یہ کام کرتا ہو۔ دوسرے گروپ بھی یہ کام کرتے ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں یہ کام پوری دنیا میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ لوگ ڈرگ مافیا کا روپ دھار چکے ہیں جو پوری دنیا کے عوام کو اس انداز میں لوٹ رہے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لئے دوا تو چھ ماہ بعد ہم شوگران سے حاصل کر لیں گے لیکن اور بھی بے شمار بیماریاں ہیں۔ ہم کس کس کو چیک کریں گے اور کس کس کو جا کر روکیں

آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“  
عمران نے کہا۔

”کوئی خاص بات کہ تم خلاف معمول سنجیدہ ہو“..... دوسری  
طرف سے سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

”آپ سے ایک طویل میٹنگ کرنی ہے اس لئے آپ فارغ وقت  
بتاویں“..... عمران نے مزید سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔“  
سرسلطان کے لہجے میں لچکتا اجتہادی پریشانی کے تاثرات ابھرتے۔

”ارے۔ ارے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ کانروس بریک  
ڈاؤن ہو جائے۔ پاکیشیا میں ایک مخصوص ڈرگ مافیا پورے ملک

کے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہے اور اس کام میں  
وزارت صحت اور محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام بھی برابر کے شریک ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہاں پاکیشیا میں علاج روز بروز مسکتے سے ہنگام تر ہوتا  
چلا جا رہا اور لوگوں میں اب اتنی معاشی سکت بھی نہیں رہی کہ وہ

اپنا علاج کرا سکیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے تفصیلی بات چیت  
کرنا چاہتا ہوں تاکہ عوام کو اس سلسلے میں ہونے والی لوٹ مار سے

بچایا جاسکے۔ لیکن میری سمجھ میں کوئی مناسب حل نہیں آ رہا۔ آپ  
جہان دیدہ گرم سرد چشیدہ بلکہ گرگ باران دیدہ۔ اوہ سوری۔ یہ غلط

لفظ ٹپک پڑا ہے“..... عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے اچانک

ڈریجے سے کھٹلا جا رہا ہو..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں محکمہ صحت  
سے بات کی جائے اور ایسے قوانین بنائے جائیں کہ کسی بھی دوا کی  
قیمت ایک خاص حد سے زیادہ رکھی ہی نہ جائے“..... بلیک زیرو  
نے کہا۔

”کافرستان زیادہ تر ادویات خود تیار کرتا ہے جبکہ پاکیشیا میں ایسا  
نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی قانون بنایا گیا تو لامحالہ یہ کمپنیاں یہاں

ادویات فروخت کرنے سے ہی انکار کر دیں گی“..... عمران نے کہا۔  
”آخر دوسرے ملکوں میں بھی ایسی دکانی کو روکا جاتا ہو گا۔

کوئی نہ کوئی حل تو ہو گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔  
”ہاں۔ جہاری بات درست ہے۔ مجھے سرسلطان سے بات کرنا

ہو گی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کارسیور  
اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”بی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ“..... دوسری طرف سے آواز  
سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“  
عمران نے لپٹے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ عمران صاحب آپ۔ میں بات کرتا ہوں“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی

مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ سے واقعی سنجیدہ گفتگو نہیں ہو سکتی"..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کرنی ہی پڑے گی اس لئے رسیورسل کر رہا ہوں۔ آہستہ آہستہ دورانیہ بڑھ جائے گا۔" عمران نے مسکاسا منہ بٹاتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا وجہ؟"..... بلیک زرو نے چونک کر کہا۔

"کیونکہ اب جو لیا سنجیدہ گفتگو پسند کرنے لگی ہے"..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

پڑی سے اتنا شروع ہو گیا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ تم واقعی زیادہ دیر تک سنجیدہ گفتگو نہیں کر سکتے۔ بہر حال دو گھنٹے بعد کو ٹھی آ جاؤ۔ وہاں تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ اگر تم کہو تو میں سیکرٹری وزارت صحت کو بھی بلوا لوں۔" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ کرپشن اعلیٰ سطح پر ہو رہی ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو اس وزارت کے کسی ایسے آدمی کو بلوا سکتے ہیں جو اس لعنت سے بچا ہوا ہو تاکہ وہ درست طور پر ہماری رہنمائی کر سکے"..... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ وزارت صحت میں سیکشن آفیسر راجہ افضل ہیں۔ وہ واقعی انتہائی ایماندار آدمی ہیں۔ میں انہیں کال کر لوں گا۔" سر سلطان نے کہا۔

"اوکے۔ اور اپنے باورچی کو بھی کہہ دیں کہ خصوصی ڈنر کا انتظام کر دے۔"..... عمران نے کہا۔

"ڈنر۔ کیا مطلب۔ شام کی جائے گا وقت ہو گا۔ ڈنر کہاں سے ٹپک پڑا؟"..... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"یہ طویل گفتگو ڈنر اور پھر دوسری صبح ناشتے تک بھی پھیل سکتی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری۔ اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے

لچک تھا اس لئے وہ ان ہوٹلوں میں ہونے والی کسی ایسی ایکیٹیوٹی میں شریک نہ ہوتا تھا جو کسی بھی لحاظ سے بے راہ روی میں شمار ہو۔ لیکن بہر حال اسے ایسے ہوٹلوں میں ہونے والے فنکشنز ایڈز کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس ہوٹل کا نام شبستان تھا اور جب سے اس ہوٹل کا افتتاح ہوا تھا تنویر تو اس کا دیوانہ ہو چکا تھا اس لئے شام ہوتے ہی وہ کارلے کر ہوٹل شبستان پہنچ جاتا اور پھر رات گئے اس کی واپسی ہوتی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اسی کی کار ہوٹل شبستان کے کپاؤنڈ گیٹ سے مرکز اندر داخل ہوتی اور سیدھی ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارکنگ میں گو کاروں کی تعداد کافی کم تھی لیکن تنویر جانتا تھا کہ جیسے جیسے شام گہری ہوتی چلی جائے گی جہاں کاروں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور پھر رات کو تو جہاں کار تو ایک طرف سائیکل کھڑی کرنے کی بھی جگہ نہیں بچے گی۔ اس نے کار نشان زدہ مخصوص جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ پوائے سے کار ڈیا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ پارکنگ ایریے سے نکل کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ مین گیٹ سے تھوڑا ہی دور تھا کہ اچانک ایک سائڈ پر کھڑے ہوئے ایک اوجھڑ عمر آدمی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کے لئے کہا تو تنویر بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

”معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کو روکا۔ لیکن میں نے دیکھا

تنویر کار میں سوار دارالحکومت کی سب سے بڑی شاہراہ پر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ کار میں اکیلا تھا اور اس کا رخ دارالحکومت کے مضافاتی علاقے میں نئے تعمیر کردہ ایک فائیو ستار ہوٹل کی طرف تھا۔ اس ہوٹل کا افتتاح ابھی حال ہی میں ہوا تھا۔ ہوٹل کی عمارت کا طرز تعمیر نہ صرف انتہائی جدید تھا بلکہ اس کے ہال کی سجاوٹ بھی ایسی تھی کہ جو ایک بار جہاں آتا وہ دوبارہ لازماً آنے کی کوشش کرتا تھا اور تنویر تو چونکہ ایسے ہوٹلوں کا بے حد شوقین تھا اس لئے وہ گزشتہ چار روز سے مسلسل اس ہوٹل میں جا کر کئی کئی گھنٹے گزارتا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور تنویر کو نہ ہی تحقیقاتی مقالے پڑھنے کا شوق تھا اور نہ ہی ٹی وی دیکھنے کا اس لئے اس کی شامیں اور راتیں ہوٹلوں میں ہی گزرتی تھیں۔ یہ اور بات تھی کہ تنویر اپنے کردار میں بے

ہوا آگے بڑھ گیا۔ گو وہ اکیلا میز پر بیٹھنے کا عادی تھا اور اس نے دو ہفتوں کے لئے یہ ٹیبل مستقل طور پر ریزرو کر رکھی تھی لیکن منیر احمد نے صرف معزز آدمی دکھائی دے رہا تھا بلکہ اس کے لہجے میں جو پریشانی تھی اس نے اسے مجبور کر دیا تھا کہ وہ اسے اپنی ٹیبل پر بیٹھنے کی اجازت دے دے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بائل میں داخل ہوا اور اپنی ریزرو کردہ ٹیبل پر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ دیر نہ گزرتی کہ کئی روز سے مسلسل سرو کر رہا تھا اس نے اسے تنویر سے پوچھے بغیر ہی اس کی میز پر بلیک کافی سرو کر دی۔

”آج یہاں کوئی فنکشن ہے“..... تنویر نے دیر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جی جناب۔ ملک کے ثقافتی رقص کے آئینہ پیش کئے جانے لگے“..... دیر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کس وقت شروع ہو گا فنکشن“..... تنویر نے پوچھا۔

”رات دس بجے کے بعد جناب“..... دیر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے“..... تنویر نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے ثقافتی رقص وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ ثقافتی رقص مرد پیش کریں گے۔ پاکیشیا کے ہر صوبے کا علیحدہ علیحدہ رقص تھا اور تنویر ایسے رقص اتنی بار دیکھ چکا تھا کہ اب اسے اس میں کوئی دلچسپی محسوس نہ ہوتی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ وہ دس بجے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے گا۔ ابھی وہ کافی

ہے کہ آپ کئی روز سے مسلسل ہوٹل میں آ رہے ہیں اس لئے یقیناً آپ کی یہاں ٹیبل ریزرو ہو گئی..... اس ادھیڑ عمر آدمی نے قریب آ کر قدرے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن آپ کا کیا مسئلہ ہے“..... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق اٹھ کر بٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام منیر احمد ہے اور میں ٹھکے داخلہ سے بطور ڈپٹی سیکرٹری دو سال قبل ریٹائرڈ ہوا ہوں۔ میرے ایک عزیز نانا رک سے آ رہے ہیں اور میں نے غلطی سے انہیں یہاں بلوایا ہے۔ لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہاں کوئی خصوصی فنکشن ہے اور کوئی ٹیبل خالی نہیں ہے اس لئے میں پریشان کھڑا تھا کہ میں نے آپ کو دیکھا۔ میں خود بھی یہاں کئی روز سے آ رہا ہوں اور میں نے آپ کو بھی پال میں اکیلے ٹیبل پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آج یہاں کوئی فنکشن ہے اس لئے میں نے ٹیبل ریزرو کرانے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اب مجھے اپنے عزیز سے سخت شرمندگی ہو گئی اس لئے اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے اور میرے عزیز کو اپنی ٹیبل پر بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔ یقین کریں ہم آپ کو قطعاً ڈسٹرب نہیں کریں گے۔“

منیر احمد نے بڑے لمبا جت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ بڑی خوشی سے تشریف لا سکتے ہیں۔ میری ٹیبل نمبر دو سو پندرہ ہے“..... تنویر نے جواب دیا تو منیر احمد نے بڑے خلوص بھرے انداز میں اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر تنویر سر بلاتا

"نہیں سوری۔ بلیک کافی کے بعد میں جوس نہیں پی سکتا۔ آپ تکلف مت کریں"..... تنویر نے کہا تو منیر احمد خاموش ہو گیا اور ویٹر سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"مسٹر تنویر۔ آپ کیا کرتے ہیں"..... آر تھر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں امپورٹ ایکسپورٹ کے بزنس سے متعلق ہوں"۔ تنویر نے جواب دیا۔ اب اس کے سچے میں ہلکی سی اکٹاٹ تھی۔

"اوہ اچھا۔ تو آپ بزنس میں ہیں۔ کس ٹائپ کا بزنس کرتے ہیں آپ"..... آر تھر نے مسرت بھرے سچے میں کہا۔

"میں بیجوں کے مشین کھلونے امپورٹ کرتا ہوں اور جہاں سے جری بولیاں ایکسپورٹ کرتا ہوں"..... تنویر نے جواب دیا تو آر تھر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ ہر بلز ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ میں بھی اسی سلسلے میں جہاں آیا تھا۔ ہماری کمپنی دنیا بھر کی ادویات بنانے والی بڑی بڑی کمپنیوں کو ہر بلز سپلائی کرتی ہے"..... آر تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کس ٹائپ کی ہر بلز"..... تنویر نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اپنی بات میں پھنس گیا تھا۔

"میرے پاس ان کی لسٹ موجود ہے۔ ہماری رہائش ہوٹل گرائنڈ میں ہے۔ آپ اگر چاہیں تو لسٹ دیکھ لیں۔ اگر آپ ان میں

پی ہی رہا تھا کہ وہ ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے منیر احمد کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت ایکریٹین لڑکی اور ایک ایکریٹین مرد تھا۔ منیر احمد انہیں ساتھ لے کر تنویر کی طرف ہی بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ایکریٹین جوڑا بڑی تحسین بھری نظروں سے بان کی سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا۔ جب وہ میز کے قریب پہنچے تو تنویر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے مہمان ہیں مسٹر آر تھر اور یہ ان کی مسز ہیں میری آر تھر"..... منیر احمد نے تنویر سے مخاطب ہو کر اپنے مہمانوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ وہ تو تنویر کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔

"میرا نام تنویر ہے"..... تنویر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر رسمی فقرے بولے گئے اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ویٹر ان کے قریب آکر جھک گیا۔ اس کے ہاتھ میں کاپی پنسل موجود تھی۔

"چار جام و سکی کے لے آؤ"..... تنویر کے بولنے سے پہلے منیر احمد نے کہا۔

"ایک منٹ۔ وری سوری۔ میں شراب نہیں پیتا اور میں نے ابھی بلیک کافی پی ہے۔ آپ اپنے لئے منگوا لیں"..... تنویر نے یکھٹ ساٹ سچے میں کہا۔

"تو آپ جوس لے لیں"..... منیر احمد نے کہا۔

اٹھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پچھلے دنوں جو اچانک اندھے پن کی بیماری کا شکار چلا تھا اس کے علاج کی ڈسٹری بیوشن نذر اینڈ سز کے پاس ہی تھی اور وہ صفدر کے ساتھ جا کر ان کے میجر سے ملا تھا اور انہوں نے وہاں سے اس علاج کے کورس کی فروخت کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔

"نہیں۔ میرا تو کوئی تعلق ڈرگ سے نہیں رہا۔ بہر حال میں ان کا پتہ لگا لوں گا۔" منیر احمد نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"کیا آپ انہیں جلتے ہیں مسٹر تنویر۔" آرتھر نے چونک کر کہا۔

"جلنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ میری ایک بار ان کے میجر سے ملاقات ہوئی تھی۔" تنویر نے کہا۔

"اوہ سوری۔ دراصل میں وضاحت نہیں کر سکا۔ ان کے مالک نذر علی سے ایک ضروری کام ہے اور میں ان سے کاروبار سے ہٹ کر ملنا چاہتا ہوں۔" آرتھر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میری تو ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔" تنویر نے جواب دیا۔

"آرتھر کیا یہ ضروری ہے کہ ہم نذر علی سے ہی ملیں۔ بزنس تو ان کا منجھری کرتا ہوگا۔" مسر آرتھر نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔  
"نہیں میری۔ منیجر اتنا بڑا سودا نہیں کر سکتا۔ ہمیں مالک سے ہی ملنا ہوگا۔" آرتھر نے اپنی بیوی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

سے کوئی تیسرے نہیں۔ ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ معاہدہ کرنے کے سے حیا رہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ مسٹر تنویر کہ ہم بڑی ڈیلز کرتے ہیں۔ کم از کم دس ٹن روزانہ کے حساب سے۔" آرتھر نے کہا۔

"مجھے تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا بزنس ٹھیک جا رہا ہے۔ البتہ میرے چند دوست بھی ہر بلز کا بزنس کرتے ہیں۔ میں ان سے آپ کو ملوا دوں گا۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے وشر نے شراب کے جام ان تینوں کے سامنے رکھ دیئے اور پھر منیر احمد نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ تینوں شراب سب کرنے اور آپس میں باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے اور تنویر ان کی باتوں سے ہی سمجھ گیا کہ منیر احمد ان سے یہاں ان کی کمپنی کے لئے سپلائی کا ٹھیکہ لینے کا خواہشمند ہے اور شاید اسی سلسلے میں اس نے ان کی یہاں دعوت کی تھی اور ٹیبل نہ ملنے پر وہ اس لئے بھی پریشان تھا کہ ظاہر ہے یہ اس کی بے عرقی ہو گی اور شاید اسے ٹھیکہ بھی نہ مل سکے۔ تنویر کو چونکہ اس بزنس سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے وہ خاموش اور لاتعلقی سا بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مسٹر آرتھر کی بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"منیر احمد صاحب یہاں دارالحکومت میں ایک ڈرگ ڈسٹری بیوٹر نذر اینڈ سز ہے۔ کیا آپ انہیں جلتے ہیں۔" مسر آرتھر نے منیر احمد سے اچانک پوچھا تو تنویر نذر اینڈ سز کے نام پر چونک



مریض ہی سلمے آرہے ہیں..... تنویر نے کہا کیونکہ واقعی اسے یہی معلوم تھا کہ اس بیماری کا پھیلاؤ ختم ہو گیا ہے۔

"اب آپ سے کیا چھانا مسٹر تنویر۔ آپ تو خود برنس مین ہیں۔ موجودہ دور میں برنس ایک باقاعدہ صنعت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اب ایسی بیماری پسماندہ اور ترقی پذیر ملکوں میں جہاں حکومت کی گرفت ڈھیلی ہو باقاعدہ مصنوعی طور پر پھیلانی جاتی ہے اور لارڈ سنونا کمپنی تو اس کام میں پوری دنیا میں معروف ہے اور یہی وجہ ہے کہ سیل میں یہ کمپنی سب سے آگے جا رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ یہاں لارڈ سنونا کمپنی نے اس بیماری کو پھیلا دیا۔ مگر معلوم ہوا کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس اس کے تڑے آگئی اور لارڈ سنونا کمپنی کا کام رک گیا جس کے نتیجے میں بہت سی بی پر کنٹرول کر لیا گیا۔ لیکن اب لارڈ سنونا کمپنی کو ایسا فارمولا مل گیا ہے جس کی مدد سے وہ خود سلمے آئے بغیر انتہائی تیزی سے یہ بیماری پھیلا سکتی ہے۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہو رہا ہے اور اظہارِ فنی ہے کہ یہاں دس بارہ بڑے شہروں میں سینکڑوں کی تعداد میں روزمرہ سلمے آرہے ہیں اور اسی وجہ سے ہماری کمپنی نے اس برنس میں ہاتھ ڈالنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ لارڈ سنونا کمپنی نے اس بیماری کے علاج کے لئے پاکیشیا میں جو انجکشنز بھجوائے ہیں ان کی قیمتیں پوری دنیا میں سب سے زیادہ رکھی گئی ہیں اور یہ سارا برنس نذر اینڈ سز کے ذریعے ہو رہا ہے اس لئے ہم نذر علی صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔ ہماری

"کیا نذر اینڈ سز ہرمل بھی ایکسپورٹ کرتے ہیں..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ نہیں مسٹر تنویر۔ یہ ہرمل کا نہیں بلکہ تیار شدہ ڈرگ کا سودا ہے۔ نذر اینڈ سز کا ایک ڈرگ ڈسٹری بیوٹرز لارڈ سنونا سے کنٹریکٹ ہے جبکہ ہمارا تعلق ایک اور ڈرگ انٹرنیشنل ڈسٹری بیوٹرز فارک اینڈ ٹارک سے ہے۔ لارڈ سنونا کمپنی نے ایک ڈرگ تیار کرنے والی کمپنی جی بی انجکشنز کا معاہدہ کیا ہوا ہے جبکہ ہماری کمپنی نے سی بی انجکشنز کے لئے ایک اور ڈرگ تیار کرنے والی کمپنی سے معاہدہ کیا ہوا۔ ہاں اور ہم چاہتے ہیں کہ نذر اینڈ سز ہماری کمپنی سے معاہدہ کر لے۔ ہم اس کے بدلے میں انہیں خصوصی مراعات دے سکتے ہیں اس لئے میں اس سے برنس پوائنٹ سے ہٹ کر کسی اچھے ماحول میں بات کرنا چاہتا ہوں..... آخر قمر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو تنویر سی بی کا نام سن کر ایک بار پھر چونک پڑا۔

"یہ سی بی کیا ہے مسٹر آخر قمر..... تنویر نے جان بوجھ کر پوچھا۔

"یہ ایک انتہائی خطرناک بیماری ہے۔ اس بیماری کا مریض اچانک بینائی کھو دیتا ہے اور ہمیں رپورٹ ملتی ہے کہ جہاں پاکیشیا میں یہ بیماری انتہائی تیزی سے پھیلی جا رہی ہے اس لئے ہم نے سوچا کہ جہاں اس کی مارکیٹنگ کی جائے..... آخر قمر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن میں نے تو اخبارات میں پڑھا تھا کہ یہ بیماری اچانک پھیلی تھی لیکن پھر اسے کنٹرول کر لیا گیا اور اب تو اکا دکا

یہ دیکھ کر بے حد پریشانی ہوئی تھی کہ بے شمار لوگ اس بیماری سے اندھے ہو گئے تھے اور ان میں سے زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اس بیماری کا انتہائی ہنسکا علاج کسی طرح بھی انفرڈ ہی نہ کر سکتے تھے۔ اس نے سوچا کہ وہ جا کر نذیر ایمنڈ سزے سے بات کرے لیکن پھر اس نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ اس وقت تمام بزنس ادارے بند ہو چکے ہوں گے اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اپنے فلیٹ پر جا کر جو یا کو اس بارے میں رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے خود ہی جو یا کے فلیٹ پر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ سچا دار حکومت پہنچ کر وہ جلد ہی اس بلڈنگ میں پہنچ گیا جس میں جو یا کا فلیٹ تھا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر آ گیا جہاں جو یا کا فلیٹ تھا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ تنویر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے؟" ڈور فون سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

"میں تنویر ہوں جو یا" تنویر نے کہا۔

"تم۔ اچھا" دوسری طرف سے قدرے تھکے ہوئے جیسے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلا ہوا موجود تھی۔

"آؤ" جو یا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے ایک طرف ہٹا کر کہا۔ اس کے بچہ پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ تنویر اندر داخل ہوا تو جو یا نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں سنگ روم میں آ

کھینے سے بحث نہ کر سکتے تھے۔ نذر علی صاحب اگر تعاون کریں تو ہم بھی اس بچے کو بڑے دریا سے کافی کچھ حاصل کر سکتے ہیں..... آرتھر نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح یہاں کے لوگوں کو پہلے کے مقابلے میں آج کی قیمت پر علاج میرا آجائے گا" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ج"..... آرتھر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سینسٹر آرتھر۔ کیا ایسا بھی کوئی طریقہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے سامنے آنے بغیر اس بیماری کو بڑے جیمانے پر پھیلایا جا سکے؟" تنویر نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں۔ بہر حال ہو گا۔ لارڈ سنونا کمپنی ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے۔ وہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کو بھاری معاوضے دے کر ایسے طریقے تلاش کر رہی لیتی ہے۔" آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ان سے اجازت لے کر وہاں سے نکلا اور کار لے کر دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ذہن میں یہ سن کر ہی پریشانی کی ہر س اٹھ رہی تھیں کہ یہ بیماری ایک بار پھر پاکیشیا میں پھیلانی جا رہی ہے۔ پہلے بھی جب اس نے ایکسٹو کے حکم پر ہسپتالوں میں جا کر اس بیماری کے اعداد و شمار اکٹھے کئے تھے تو اسے

گئے۔

"اس وقت آنے کا مقصد..... جو یانے کرسی پر بیٹھتے ہوئے  
اجہائی خشک لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ کیا اس وقت جہارے فلیٹ پر آنا ممنوع  
ہے۔ تنویر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو تنویر۔ تم میرے ساتھ ہی ہو اور مجھے معلوم ہے کہ جہارا  
کر دار بے لک ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس بلڈنگ  
کے تمام فلیٹ رہائشی ہیں اور میں یہاں اکیلی رہتی ہوں اس لئے شام  
کے بعد رات کو یہاں کسی مرد کا آنا میرے نزدیک غلط بات ہے۔"  
جو یانے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میرے ذہن میں تو یہ خیال ہی نہیں آیا  
تھا۔ ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں..... تنویر نے ایک جھٹکے سے  
اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب آگئے ہو تو بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو۔" جو یانے  
نے کہا۔

"نہیں۔ دوسری مس جو یانے میں فون پر بات کر لوں گا۔" تنویر  
نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی  
طرف بڑھ گیا۔ اس کا موڈ آف ہو چکا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ک  
میں بیٹھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو اسے احساس تھ  
کہ جو یانے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے لیکن اسے بہر حال اس بات

میں اپنی توہین محسوس ہوئی تھی۔

"میں خواہ مخواہ عوام کے غم میں دہلا ہوا رہا ہوں۔ ہوتے ہیں  
اندھے لوگ تو ہوتے رہیں۔" تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن  
اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنویر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور  
رسیور اٹھالیا۔

"میں۔ تنویر بول رہا ہوں..... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے  
میں کہا۔

"جو یانے بول رہی ہوں۔ تم کیا کہنے آئے تھے..... دوسری طرف  
سے جو یانے کہا۔

"کچھ نہیں....." تنویر نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور اس کے  
ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ تنویر کو اب جو یانے پر بے حد غصہ آ رہا تھا پھر وہ  
اٹھا اور ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس میں سے جوس کا  
ایک بڑا ڈبہ نکالا اور اسے لاکر میز پر رکھا اور پھر اس نے ریوٹ  
کنٹرول اٹھا کر ٹی وی آن کیا۔ ٹی وی پر کوئی فلم لگی ہوئی تھی۔ اس  
نے وہ فلم دیکھنے کے ساتھ ساتھ جوس سپ کرنا شروع کر دیا لیکن  
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ریوٹ  
کنٹرول سے ٹی وی کی آواز کم کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
"میں۔ تنویر بول رہا ہوں..... تنویر نے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں تنویر۔ تم ویس فلیٹ پر رہو۔ میں اور جو یانے  
جہارے پاس آ رہے ہیں..... دوسری طرف سے صفدر کی آواز

"یہ کیا مطلب..... تنویر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔  
"مس جولیا جہارے غصے سے خوفزدہ تھی۔ اسے خدشہ تھا کہ  
کہیں تم اسے فلیٹ میں داخل ہونے سے منع نہ کر دو"..... صفدر  
نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے..... تنویر نے اس بار قدرے مسرت  
بھرے لہجے میں کہا۔ شاید صفدر کی اس بات نے کہ جولیا اس سے  
خوفزدہ تھی اس کی مروانہ انا کو تسکین پہنچائی تھی اس لئے اس کے  
ذہن پر چھایا ہوا غصہ یقیناً غائب ہو گیا تھا اور پھر وہ تینوں سنگ  
روم میں پہنچ گئے۔ تنویر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے ریفریجریٹر کی  
طرف بڑھ گیا۔ اس نے ڈزجوس کے ڈبے نکالے اور ایک ایک ڈبہ  
ان کے سامنے رکھ دیا۔

"تم نہیں لو گے..... صفدر نے کہا۔

"میں نے ابھی پیا ہے..... تنویر نے جواب دیا۔

"اب جہارا موڈ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب بتاؤ کہ تم کیا کہنے آئے  
تھے میرے فلیٹ پر..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے  
بوٹل شبستان چائے سے لے کر وہاں آ کر تھرا، اس کی بیوی اور منیر  
محمد کی آمد اور ان کے ساتھ..... ہونے والی تمام گھنگو دوہرا دی۔

"جہارا مطلب ہے کہ یہ بیمار..... واقعی طور پر پھیلائی جا  
چکا ہے..... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ لیکن ہمارا خیال تھا کہ

سنائی دی۔

"کیوں..... تنویر نے چونک کر کہا۔

"مجھے مس جولیا نے فون کر کے سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم نے  
شاید مس جولیا کی بات کو اپنی ذاتی توہین سمجھا ہے جبکہ مس جولیا کی  
بات درست تھی۔ ہمیں خود اس کا خیال رکھنا چاہئے تھا..... صفدر  
نے کہا۔

"تو کیا اب جولیا کا رات کے وقت کسی مرد کے فلیٹ میں آنا  
اخلاقی لحاظ سے درست ہو جائے گا..... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے  
میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی شدید غصے میں ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے  
ہیں پھر تفصیل سے بات ہو گی..... دوسری طرف سے صفدر نے کہا  
اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر نے منہ بناتے ہوئے ریسیور رکھ  
دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو تنویر اٹھ کر بیرونی  
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر اور جولیا آئے  
ہوں گے اس لئے اس نے بغیر کچھ پوچھے کڑی کھول دی لیکن باہر  
صرف صفدر کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ جولیا بھی آ رہی ہے۔ پھر.....  
تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آجائیں مس جولیا..... صفدر نے سائیڈ کی طرف گردن کر  
کے کہا تو جولیا مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔

"قاہر ہے چیف کے لئے یہ کوئی مشن نہیں ہے"..... جو یانے جواب دیا۔

"لیکن چیف نے اس میں بھرپور انٹرسٹ لیا تھا"..... تنویر نے کہا۔

"تم نے سنا نہیں کہ عمران اس میں انٹرسٹ لے رہا تھا۔"..... صفدر نے کہا۔

"لیکن کیا چیف عمران کا ماتحت ہے کہ اگر اس نے انٹرسٹ لیا تو چیف نے بھی انٹرسٹ لے لیا"..... تنویر نے جڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ چیف کو اعلیٰ حکام کی طرف سے درخواست کی گئی ہو۔ عمران کے بارے میں تم جانتے تو ہو کہ سر سلطان جیسے اعلیٰ عہدیدار کو بھی وہ انگلیوں پر پختا رہتا ہے"..... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنویر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"تنویر بول رہا ہوں"..... تنویر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ مس جو نیانا فز وائر تمہارے فلیٹ پر موجود ہے اور تجھے حکم ملا تھا کہ میں کوچہ رقیب میں سر کے بل چل کر جاؤں"..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آنا چاہو تو آجاؤ ورنہ تمہاری مرضی"..... تنویر نے خشک لہجے

اس پر کنٹرول کر یا گیا ہے لیکن وہ آرتھر بتا رہا تھا کہ یہ بیماری اب پورے پاکستان میں انتہائی تیزی سے پھیلی چلی جا رہی ہے اور اس حد تک کہ دوسری کمپنی اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے میدان میں کودنے کے لئے تیار ہو گئی ہے"..... تنویر نے کہا۔

"میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ یہ انتہائی اہم بات ہے"۔ جو یانے نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جو یانے بول رہی ہوں چیف۔ تنویر کے فلیٹ سے"..... جو یانے نے کہا۔

"کال کیوں کی ہے"..... چیف نے سرد لہجے میں کہا تو جو یانے ساری تفصیل بتا دی۔

"عمران نے اپنے طور پر اس کیس کو ذیل کیا تھا۔ یہ کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ میں عمران کو فون کر کے تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ اگر وہ اب بھی اس میں انٹرسٹ لینا چاہے گا تو تم سے بات کر لے گا"..... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جو یانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چیف نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا"..... صفدر نے کہا۔

"مس جولیانے جذبائیت پر کنٹرول کر لیا ہے"..... صفدر نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے۔ مجھے اب احساس ہو گیا ہے کہ میں احمقانہ حد تک جذباتی ہو جاتی تھی۔ اب ایسا نہیں ہے۔" جولیانے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ میرے خیال میں تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔" تنویر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ کیوں ناممکن ہے۔" جولیانے چونک کر کہا۔

"اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے اور جو کچھ ہوا ہے اچھا ہوا ہے..... صفدر نے کہا تو تنویر ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو تنویر اٹھنے لگا۔

"تم بیٹھو۔ میں دروازہ کھولتا ہوں"..... صفدر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"مس جولیا۔ کیا واقعی آپ نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا ہے۔" تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور اب مزید یہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ہجرے پر انھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ تو سر کے بل چل کر آئے ہوں گے لیکن آپ کے بال تو

میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔  
"یہ شخص بغیر بکواس کے بات ہی نہیں کر سکتا....." تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران کا فون ہوگا....." صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اس بار تنویر نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہ کیا تھا اس لئے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکے تھے۔

"ہاں....." تنویر نے جواب دیا۔  
"کیا کہہ رہا تھا....." صفدر نے کہا۔

"کہہ رہا تھا کہ رقیب کے کوچے میں سر کے بل چل کر آ سکتا ہوں....." تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ شخص ہمیشہ ٹیوہا ہی رہے گا....." جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر لچکتا انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہ تھی کہ جولیا عمران کے بارے میں ایسے ریمارکس پاس کر سکتی ہے۔

"مس جولیا۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ کچھ عرصے سے تمہارا رویہ اور انداز عمران کے بارے میں خاصا بدل گیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے....." تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے باز نہیں آنا اور معاملات بے حد بگڑ بھی سکتے ہیں۔

"مجھے چیف نے تفصیل بتا دی ہے۔ لیکن تنویر اس آرٹھر کو وہیں چھوڑ کر واپس آگیا۔ اب اسے کہاں تلاش کیا جائے؟..... عمران نے کہا۔

"تم یہ بتاؤ عمران کہ پہلے تو اس کس میں چیف نے گہری دلچسپی لی تھی لیکن اب اس نے کہا ہے کہ جیسے بھی اس کس میں جہارا انٹرسٹ تھا اس لئے وہ جہیں کہہ رہا ہے کہ اگر تم انٹرسٹ لو تو ٹھیک ہے ورنہ وہ خود اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟..... جولیانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے چیف کا ایک عزیز اچانک اس بیماری کا شکار ہو گیا تھا اور بے چارہ غریب آدمی تھا اس لئے چیف کو اپنی ذاتی حیثیت سے اس کا علاج کرنا پڑا اور ہمیں معلوم ہے کہ چیف سے بڑا کونسا ابھی اور کوئی پیدا نہیں ہوا اس لئے اسے خطرہ تھا کہ ہمیں یہ بیماری اس کے تمام عزیزوں میں نہ پھیل جائے اس لئے اس نے انٹرسٹ لیا جبکہ اب اس نے تمام عزیزوں کو صاف کہہ دیا ہے کہ اب وہ اپنا بندوبست خود کریں۔ اس لئے اب اسے اس معاملے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف کے عزیز وغیرہ کہاں رہتے ہیں؟..... جولیانے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے دانش منزل میں ہی رہتے ہوں گے۔ میں نے تو چیف

درست حالت میں ہیں..... دروازہ کھولنے کے بعد سلام جواب کے بعد صفدر نے کہا۔

"وہ۔۔۔ وہ میں نے تو سر پر پہننے والی جوتیاں بہت تلاش کیں لیکن ایسی جوتی جی نہ ملی اور ننگے سر چل کر آنے کے بعد ظاہر ہے مجھے گنجائش ہونا پڑتا اور سنا ہے کہ کنگوں کو پسند نہیں کیا جاتا اس لئے مجبوری تھی۔ عمران نے بڑے کسمسے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ بہن بھائی میں ایسی ہی محبت ہونی چاہئے۔ سنا ہے پچھلے زمانے میں بہن بھائیوں میں بڑی محبت ہوتی تھی۔ لیکن اب تو زمانہ ہی بدل گیا ہے۔ لیکن چلو پچھلے زمانے کا ایک نمونہ تو موجود ہے..... عمران نے سنگٹ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یکوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے..... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میں تو جہاری تعریف کر رہا ہوں اور تم بہن بھائی کے رشتے کو ہی یکوس کہہ رہے ہو۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ کیوں صفدر..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جولیانہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"عمران صاحب۔ سی بی کے بارے میں تنویر کے پاس انتہائی اہم اطلاع ہے..... صفدر نے جلدی سے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ

"یوں کہا کرو کہ تم سے تو بات کرنا ہی تنور ہے۔" عمران نے حماقت کی جگہ تنویر کا لفظ لگاتے ہوئے کہا۔

"بس وہی بکواس۔ اگر تم میرے فلیٹ میں موجود نہ ہوتے تو میں تمہیں گولی مار دیتا۔" تنویر نے یکجہت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی سی بی بیماری دوبارہ تیزی سے پھیل رہی ہے؟" صفدر نے جلدی سے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی میرے لئے بھی نئی اطلاع ہے۔ میں نے سر سلطان سے بات کی تھی۔ سر سلطان نے وزارت صحت کے ایک ایماندار سیکشن آفیسر کو بلا کر اس سے اس بارے میں تجاویز طلب کیں تو اس سیکشن آفیسر نے بتایا کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں انتہائی خوفناک بیماری کا خوف پھیل کر اور ڈاکٹروں کو تحفے وغیرہ دے کر سیمینار کراتی ہیں۔ الیکٹرک اور پرنٹ میڈیا پر اس بیماری کو انتہائی خوفناک انداز میں اچھالا جاتا ہے۔ بظاہر یہ سب کچھ عوام کو اس بیماری سے آگاہی اور تحفظ کے لئے کیا جاتا ہے لیکن دراصل اس کا مقصد اس بیماری کا اس قدر خوف عوام پر طاری کرنا ہوتا ہے کہ لوگ اس بیماری سے تحفظ کے لئے انتہائی ہنگامہ مٹا کر آئیں۔ اس طرح اس ملٹی نیشنل کمپنی کا بزنس بے حد بڑھ جاتا ہے۔ نین یہ بات اس کے لئے بھی نئی تھی کہ کوئی گیس وغیرہ ہوا میں پھیل کر مصنوعی طور پر بیماری کو

سے کہا ہے کہ مجھے دانش منزل کی صفائی کا ٹھیکہ دے دے تاکہ ہمیشہ کے لئے چیف کی اس کے عزیزوں سے جان چھوٹ جائے گی لیکن چیف مانتا ہی نہیں۔ دراصل اسے خطرہ ہو گا کہ کہیں وہ خود بھی اس صفائی کی زد میں آکر کارپوریشن کے کسی گرو میں پڑا تیر رہا ہو۔" عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب؟" جویا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے واقعی عمران کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔

"ارے۔ حیرت ہے۔ تم ڈپٹی چیف ہو کر یہ بات نہیں سمجھ سکتے۔ جوہوں کی صفائی بے حد ضروری ہوتی ہے ورنہ طاعون بھی پھیل سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"سٹاپ۔" جویا نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جبکہ تنویر نے ہونٹ بھیجنے رکھے تھے۔ شاید وہ میزبان ہونے کی وجہ سے کچھ کہنے سے باز رہا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ اس میں غصہ کھانے والی کیا بات ہے۔ بلوں میں چسپ کر رہنا اسی مخلوق کا ہی وطیرہ ہوتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم سے بات کرنا ہی حماقت ہے۔" جویا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔



”عمران صاحب - یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں - کیا کوئی مجرم گروپ ہو گا یا کوئی غیر ملکی تنظیم ہو گی.....“ صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کوئی مقامی گروپ ہو گا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس کا کلیو کیسے ملے گا.....“ عمران نے کہا۔

”اس نذر اینڈ سز کے نذر علی کو پتہ نہ ہو گا کہ اس سے سب کچھ اگلوایا جاسکتا ہے“..... تنویر نے تیز سچ میں کہا۔

”چیف نے نذر اینڈ سز کی تفصیلی چیکنگ کرائی ہے - وہ اس معاملے میں لوٹ ثابت نہیں ہوئے - وہ صرف ادویات امپورٹ کرتے ہیں اور پھر پورے پاکستان میں فروخت کر دیتے ہیں - ان کی فون کالیں بھی چیک کرائی گئی ہیں لیکن سوائے بزنس کے کوئی مشکوک کال نہ کی گئی اور نہ رسپو کی گئی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب اس لارڈ کمپنی کا مناسدہ ہی ہے یہاں اس قسم کے چکر میں لوٹ ہو گا“..... صفدر نے کہا۔

”اس کا نام جیکسن ہے - سچیف نے اس کی بھی تخرانی کرائی ہے لیکن کوئی مشکوک بات سلسلے نہیں آئی.....“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس نے چونک کر اس انداز میں سر ہلایا جیسے کوئی بات اچانک اس کے ذہن میں آئی ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسپور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

پھیلایا جاسکتا ہے اور یہ بات بھی اسی سیکشن آفیسر سے معلوم ہوئی کہ سیکرٹری وزارت صحت، ڈپٹی سیکرٹری، اسسٹنٹ سیکرٹری اور سیکشن آفیسر - ایک سب لوگ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں سے بھاری رقومات بطور تحفہ وصول کرتے ہیں اور پھر انہیں من مانی قیمتیں مقرر کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور فائلوں کا پیٹ بھرنے کے سنے میں خام مال، ٹیکس اور ڈیوٹیز کی بات لکھ دیتے ہیں جس پر سرسٹان نے وزارت قانون کے سیکرٹری کو طلب کیا اور پھر ان سے مشورہ کر کے مسودہ قانون تیار کرانے کا حکم دے دیا۔ جس سے ان قباحتوں کو قانونی طور پر روکا جاسکے۔ یہ قانون تیار ہو کر پارلیمنٹ میں پیش ہو گا اور پھر ضروری ترمیم کے بعد یہ ملک بھر میں نافذ ہو جائے گا۔ اس کے بعد ایسے معاملات کا اعادہ نہ ہو سکے گا اس لئے میں بھی مطمئن تھا اور جب میں نے جہارے چیف کو رپورٹ دی تو وہ بھی مطمئن ہو گیا۔ لیکن اب تنویر نے جو اطلاع دی ہے وہ واقعی اتھارٹی توثیق ناک ہے۔ اگر یہ بیماری پورے ملک میں پھیلی جائے تو پھر یہ اتھارٹی خوفناک جرم ہے۔ اس کے مرتکب افراد کو نہ صرف گرفتار ہونا چاہیے بلکہ انہیں عبرتناک سزا ملنی چاہئے۔ چند لوگ دولت کی لالچ میں سیکڑوں لاکھوں لوگوں کو اندھے بن کا شکار کر رہے ہیں.....“ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور آخر میں اس کا لہجہ اس قدر سرد ہو گیا تھا کہ وہاں موجود سب افراد کے جسموں میں سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

پروگرام بنانا پڑے گا ورنہ بے چارہ سکول عقل کا ماتم کدہ بن کر رہ جائے گا۔..... ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایک بار یہ خوفناک واقعہ رونہ ہو چکا ہے۔..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کون سا خوفناک واقعہ..... ارباب نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا بھجوتا ہوا تھا کہ وہ واقعی عمران کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔

”یہی سکول سے نکلنے والا اور مجنوں ہے چاہے عشق سکول سے نکل کر سیدھا صحرا میں لیلیٰ لیلیٰ پکارنے پہنچ گیا اور آج تک یہ پکار صحرا سے آرہی ہے۔..... عمران نے کہا تو اس بار ارباب بے اختیار قہقہہ لگا کر رہ گیا کیونکہ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

”چلیں آپ صحرا کی بجائے سوئزر لینڈ پہنچ جائیں گے۔ بات تو ایک ہی ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لاؤڈر پر ارباب کی بات چونکہ سارے ساتھی سن رہے تھے اس نے جو بیا اور تنویر دونوں چونک پڑے۔

”ارے۔ ارے۔ اس موسم میں سوئزر لینڈ جا کر میں نے اندھا ہونا ہے۔ سنا ہے وہاں برف پر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو سی بی کی بیماری نے مجھے دیوچ لینا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ سی بی کا علاج اس قدر مہنگا ہے کہ اچھے بھلے چوکری بھول جاتے ہیں اور میں

”ارباب یوں رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی تو صفدر، تنویر اور جو بیا تینوں چونک پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ارباب اپنی بیوی لیلیٰ کے ساتھ مل کر یہاں مخبری کا کیت ورک چلاتا ہے اور پہلے بھی کئی بار عمران مختلف معاملات میں ان کی مدد حاصل کر چکا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ یہ سائنس بھی نبھانے کیا کیا گل کھلائے گی۔ جیسے ریب بجا کرتے تھے اب بولنے والے رباب بھی آگئے ہیں فون پر۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے بولنے والا بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ گستاخ آپ کے چیف کو کہنا پڑے گا کہ آپ کو دوبارہ کسی اچھے سے سکول میں داخل کرادیں تاکہ آپ کو رباب اور ارباب میں فرق معلوم ہو سکے۔..... دوسری طرف سے ارباب نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا واقعی۔ رباب اور ارباب میں فرق ہوتا ہے۔ کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ الف رباب کے ساتھ اس لئے لگا دیا جاتا ہے تاکہ الف کی مدد سے رباب کو بجایا جاسکے۔ ظاہر ہے الف سے انگلیاں زخمی کئے بغیر رباب کو بجایا جاسکتا ہے۔..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب آپ کو سکول داخل کرانے کی بجائے سکول سے نکلنے کا

"اوہ - محکمہ ماحولیات کی گاڑیاں اس بجائے جرم میں ملوث تھیں اور اس کا سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بھی - ویری بیڈ - عمران صاحب - میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس انداز کے جرائم بھی ہوتے ہیں"..... ارباب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس سے فون کیا ہے ارباب کہ ایک بار تم نے مجھے کہا تھا کہ ملکی سلامتی کے معاملات میں تمہیں بھی شریک کر لیا کروں - اب پوزیشن یہ ہے کہ اطلاعات مہربانی ہیں کہ یہ بیماری ختم ہونے کی بجائے اچانک پورے پاکستان میں تیزی سے پھیل رہی ہے جبکہ اب محکمہ ماحولیات کی گاڑیاں بھی یہ کام نہیں کر رہیں اور سنٹرل انتیلیجنس بھی تب سے جو کتا ہے نینک ایسا کوئی کلیو وہ ٹریس نہیں کر سکے - اس کا مطلب ہے کہ مجرموں نے اپنا طریقہ کار بدل دیا ہے - اب وہ کسی ایسے طریقہ کار پر عمل پیرا ہیں جو سامنے نہیں آ رہا - کیا تم اس سلسلے میں کام کر سکو گے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب - سچی بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں کوئی بنیادی کلیو نہیں آ رہا - آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی مقامی گروپ یہ کام کر رہا ہو گا یا کوئی سائنس دان اس میں ملوث ہو گا - کیا ہو رہا ہو گا"..... ارباب نے کہا۔

"میں نے اس بیماری کے ایک بہت بڑے ماہر شوگرانی ڈاکٹر ہو شنگ سے ملاقات کر کے تفصیلی ڈسکس کی ہے - ان کے مطابق اگر مصنوعی طور پر اسے پھیلا یا جائے تو اس کے لئے لازماً کوئی گیس

بے چارہ شخص وکٹش تو سفید چھری خریدنے کے بھی قابل نہیں ہوں"..... عمران نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"اوہ - آپ مہربانی بیماری کے بارے میں بات کر رہے ہیں جس کا تعلق دونوں پاکستانیوں میں بہت چرچا ہے - ہر طرف اس بیماری سے خوف کی باتیں ہو رہی ہیں اور لوگوں کو اس سے بچاؤ کے طریقے بتانے جا رہے ہیں"..... ارباب نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جی - اور سب سے بڑی سسٹم ٹرینی تو یہ ہے کہ یہ بیماری باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ پاکستان میں پھیلائی جا رہی ہے"..... عمران نے کہا۔

"کیا - کیا کہہ رہے ہیں آپ - یہ بیماری منصوبہ بندی کے تحت پھیلائی جا رہی ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ تمام سیمینارز، الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے جو چاہا جا رہا ہے وہ بیماری کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ہو رہا ہے"..... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جہاز اینٹ ورک صرف چھوٹی چھوٹی پھلیوں کے لئے ہے جو عام سے جرائم کرتی ہیں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب - آپ جس انداز میں بات کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سنجیدہ ہیں"..... ارباب نے کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر ساری تفصیل بتادی۔

”عمران صاحب! آپ نے ارباب کو جس کام کے لئے کہا ہے وہ تو ہوتا رہے گا لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں خود بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ گو یہ کام سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا لیکن ہم از خود تو کاروائی کر سکتے ہیں“..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہارا مطلب ہے کہ نجوی سے رابطہ کیا جائے"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"جہاری بات درست ہے۔ واقعی نجوی سے ہی رابطہ کرنا ہوگا۔ لیکن یہ نجوی امراض چشم کا ایک ماہر ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ اس کا نام ڈاکٹر رضوان ہے۔ نوجوان ہے اور ابھی حال ہی میں ایک عیب سے امراض چشم کی اعلیٰ ترین ڈگری لے کر آیا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"کیا بتائے گا"..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کم از کم یہ تو بتائے گا کہ کس قسم کی گیس اس جرم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ پھر اس گیس کے بارے میں تحقیقات کر کے ہم اصل کیوں کی طرف بڑھ سکیں گے"..... صفدر نے کہا۔

"وری گڈ صفدر۔ تم نے واقعی سپر ایجنٹ ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ وری گڈ۔ آؤ چلیں..... جو یانے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"میں بھی جہارے ساتھ چلوں..... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
- نہیں۔ پہلے کوئی کیلو مل جائے پھر ہمیں آگے لے آئیں گے ورنہ تم نے تو اس بے چارے کی گردن دبا دینی ہے"..... صفدر نے کہا تو جو یانے کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

آرنلڈ اپنے مخصوص آفس مناکرے میں موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرنلڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیں۔ آرنلڈ بول رہا ہوں"..... آرنلڈ نے کہا۔

"جیکسن بول رہا ہوں باس"..... دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ کوئی خاص بات"..... آرنلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جس ڈیلر سے ہم سارکسم گیس کے سلنڈر خریدتے ہیں اس کے پاس چند ایسے لوگ پہنچے ہیں جن کے قد و قامت اور پوچھ گچھ کا انداز سرکاری ایجنٹوں جیسا تھا۔ انہوں نے اس ڈیلر سے پوچھا کہ گزشتہ چھ ماہ کے دوران سارکسم گیس کی ڈیمانڈ میں اچانک کوئی اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور کون سی نئی پارٹیاں اس گیس کی خریدار بنی ہیں۔ انہوں نے تمام

سار کسم گیس کی اچانک سیل میں اضافہ کسی کو چوکنا نہ کر دے اس لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ اب یہ اور بات ہے کہ نیپتھالین باز کی تیاری میں اتنی مقدار میں سار کسم گیس استعمال نہیں ہوتی جتنی خریدی جاتی ہے لیکن بہر حال وہ پوری طرح مطمئن ہو کر گئے ہیں اور اب وہ دوبارہ اس پوائنٹ پر کام نہیں کریں گے۔" جیکسن نے کہا۔

"لیکن انہیں یہ خیال کیوں آیا ہو گا کہ سار کسم گیس کو چیک کیا جائے جبکہ یہ عام گیس ہے اور بے شمار کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے کہا۔

"میں نے بھی اس پوائنٹ پر سوچا ہے باس۔ سین میری کچھ مین کوئی بات نہیں آئی۔۔۔۔۔ جیکسن نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو۔۔۔۔۔ چانک آرئلڈ نے چونک کر پوچھا۔

"پبلک فون بوتھ سے باس۔ کیوں۔۔۔۔۔ جیکسن نے چونک کر کہا۔

"مجھے چانک خیال آیا تھا کہ کہیں تمہاری کاز کو چیک نہ کیا جا رہا ہو۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے کہا۔

"میں نے شروع سے ہی اس کا خیال رکھا ہے باس اور میں آپ کو ہمیشہ پبلک فون ہاتھ سے ہی کال کرتا ہوں اور مشن کالز کے لئے میں نے خصوصی ریز سیٹلائٹ فون رکھا ہوا ہے۔ عام کاموں کے

تفصیلی ریکارڈ طلب کیا۔ اس پر ڈیڈ نے جب ان کی شاشت طلب کی تو انہوں نے سپیشل پولیس کے کارڈ دکھا دیئے جس پر اس ڈیڈ نے انہیں بتایا کہ ایک ماہ پہلے سار کسم گیس کی سیل نارمل تھی لیکن ایک ماہ بعد ایک نئی پارٹی نے رابطہ کیا۔ اس نئی پارٹی کا نام سٹھانی کیمیکلز ہے اور وہ روزانہ بیس سلنڈر سار کسم گیس خرید رہی ہے۔ اس نے سٹھانی کیمیکلز کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر یہ گروپ سٹھانی کیمیکلز کے مالک سٹھانی کے پاس پہنچا تو اس نے انہیں بتایا کہ انہوں نے یہ گیس اس لئے اتنی زیادہ مقدار میں خریدنے کا معاہدہ کیا ہے کہ یہ گیس انڈسٹریل اسٹیٹ کی ایک کیمیکل فرم نے ان سے خریدنے کا معاہدہ کیا ہے اور تمام سلنڈر وہاں بھجوائے جاتے ہیں۔ اس کا پتہ پی کاک کیمیکل انڈسٹری بتایا گیا۔ سہانچہ یہ گروپ وہاں پہنچا تو انہیں وہاں ریکارڈ کے مطابق بتایا گیا کہ انہوں نے نیپتھالین باز بنانے کا نیا پلانٹ لگایا ہے اور ان باز کی تیاری کے لئے سار کسم گیس کافی مقدار میں استعمال ہوتی ہے۔ اس گروپ نے اس پلانٹ کا دورہ کیا۔ نیپتھالین باز کی تیاری اور پروڈکشن کو چیک کیا اور پھر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔۔۔۔۔ جیکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے جو سیٹ اپ بنایا تھا وہ کام آگیا ورنہ اگر وہ درست نیچے پر پہنچ جاتے تو سب گوربڑ ہو جاتا۔۔۔۔۔ آرئلڈ نے کہا۔

"یہ باس۔ مجھے پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

"اگر تمہارے ذہن میں خدشات ہیں تو ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو"..... آرٹلڈ نے کہا۔

"شکریہ باس"..... جیکسن نے کہا۔

"لیکن یہ تو معلوم کراؤ کہ یہ لوگ کون ہیں اور کس بنیاد پر سارے کم کم گیس کی فروخت پر یہ مشکوک ہو گئے"..... آرٹلڈ نے کہا۔

"یس باس۔ میں معلوم کر لوں گا"..... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر ایک ہفتے کے لئے گیس فائرنگ بند کر دو"۔ آرٹلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سپیشل پولیس کو آخر کیسے شک پڑا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اصل معاملات تک پہنچ جائیں"..... آرٹلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"..... دوسری طرف سے لارڈ سنونا کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"آرٹلڈ بول رہا ہوں لارڈ صاحب۔ پاکیشیا سے"..... آرٹلڈ نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"..... دوسری طرف سے لارڈ نے پوچھا۔

"کام بہترین انداز میں ہو رہا ہے چیف۔ لیکن ابھی ابھی جیکسن

لئے فون استعمال ہوتا ہے جسے بے شک چیک کر لیا جائے تو کوئی کال مشکوک نہ ہوگی"..... جیکسن نے جواب دیا۔

"ویری گڈ جیکسن۔ تمہارے اندر واقعی سیکرٹ ایجنٹوں جیسی خصوصیات ہیں"..... آرٹلڈ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ کو اس اہم معاملے کی رپورٹ بھی دے سکوں اور ساتھ ہی پوچھ لوں کہ کیوں نہ ایک ہفتے کے لئے سارے کم کم گیس کا استعمال بند کر دیا جائے"۔ جیکسن نے کہا۔

"بند کر دیا جائے۔ کیوں"..... آرٹلڈ نے چونک کر کہا۔

"باس۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری ایجنٹ اس قدر آسانی سے مطمئن نہیں ہوا کرتے۔ وہ لازماً اس کی تہہ تک پہنچیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس فیکٹری کی نگرانی کریں اور ہمارے اس گروپ کو پکڑ لیں جو وہاں سے مینسلڈر لے کر انہیں فائر کرتے ہیں۔ اس طرح سارا معاملہ سلسلے آجائے گا"..... جیکسن نے کہا۔

"لیکن پھر تو کام کی رفتار کم ہو جائے گی جبکہ ابھی ٹارگٹ بھی مکمل نہیں ہوا"..... آرٹلڈ نے کہا۔

"آپ چیف ہیں۔ میں نے تو جو کچھ سوچا آپ کو بتا دیا۔ آپ اب جیسے حکم دیں۔ لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ ہمیں ایک ہفتے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ دوسرے شہروں میں تو کام ہو رہا ہے۔ جیکسن نے کہا۔

سے رابطہ کر رہا ہے۔ وہ سستے داموں یہ انجکشن فروخت کرنا چاہتے ہیں..... لارڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے لارڈ کہ وہ ہماری محنت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں..... آرٹلڈ نے کہا۔

"ہاں۔ اب ایک ہفتہ جب سیس ڈائن ہوگی تو وہ لوگ خود ہی بھاگ جائیں گے..... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔ یہ واقعی بہتر رہے گا..... آرٹلڈ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی ایک طویل سانس لیٹے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

نے کال کر کے ایک خدشے سے آگاہ کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ تک بھی یہ خدشہ پہنچا دیا جائے..... آرٹلڈ نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ..... لارڈ نے تیز لہجے میں کہا تو آرٹلڈ نے جیسے سے ہونے والی تمام بات دوہرا دی۔

"ہو نہ۔ جیکسن درست کہہ رہا ہے۔ اس کا خدشہ درست ہے۔ سار کسٹمیس ایسی کیس نہیں ہے کہ جس کی فروخت میں اچانک اضافہ ہونے سے کوئی ہچکچی چونک پڑے۔ لازماً انہیں کوئی خاص کیو مل ہو گا..... لارڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ اس لئے تو جیکسن کے کہنے پر میں نے اسے ایک ہفتے کے لئے کام بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ لیکن اس سے ہمارا نارگٹ مزید ایک دو ماہ دور جا پڑے گا..... آرٹلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر سپیشل پولیس نے جیکسن اور تمہیں پکڑ لیا تو پھر..... لارڈ نے کہا۔

"ہم تک وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں چیف۔ ہم تو اس سارے منظر میں کبھی سامنے ہی نہیں آئے..... جیکسن بھی صاف ستھرا کام کرتا ہے اور میں بھی..... آرٹلڈ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ معاملہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے ایک ہفتہ لازماً کام بند کر دو اور ہاں۔ مجھے ایک اور اطلاع بھی ملی ہے کہ کوئی اور ڈسٹری بیوٹر گروپ بھی پاکیشیا میں ہمارے ڈسٹری بیوٹر



تھے انڈسٹریل اسٹیٹ کی ایک کیسٹرائزنگ انڈسٹری میں پہنچنے اور انہوں نے وہاں سارکسم گیس کے سسٹم میں ریکارڈ چیک کیا اور پھر واپس چلے گئے۔..... ارباب نے کہا۔

"سارکسم گیس کی چیکنگ۔ کیوں۔ عمران نے کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں کہا۔

"وجہ کا علم تو مجھے بھی نہیں ہیں اصل بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس فیکٹری کے پریزیڈنٹ آفسیر آغا سلیم کی اس فیکٹری کے عقبی طرف رہائش گاہ ہے اور جہاں جانے کا ایک راستہ عقبی طرف سے بھی ہے۔ وہاں روزانہ صبح کو ایک وین آتی ہے اور دس سٹنڈر سارکسم گیس کے اس وین پر لے جائے جاتے ہیں لیکن جب سے سپیشل پولیس نے چیکنگ کی ہے یہ سہلائی بند ہو گئی ہے۔" ارباب نے جواب دیا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ مجھے جس آدمی نے یہ اطلاع دی ہے اسی نے بتایا ہے کہ آغا سلیم کے پاس اچانک بہت دوست آگئی ہے اور جب سے یہ سہلائی بند ہوئی ہے آغا سلیم بے حد پریشان رہنے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ سارکسم گیس اس سی بی کے پھیلاؤ میں استعمال ہوتی ہو اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔..... ارباب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ اصل بات

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ارباب بول رہا ہوں عمران صاحب۔..... دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے خود ارباب کو سی بی کے سسٹم میں کسی کلیو کی تلاش کا کہا تھا اور اب دو روز بعد اس کا فون آیا تھا۔

"جہاں لہجہ بتا رہا ہے کہ کوئی خاص کلیو مل گیا ہے تمہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ سپیشل پولیس کے دو افراد جن میں ایک عورت اور ایک مرد شامل

اسٹیٹ کی کسی کیپیکل فیلڈی سے سارکسم گئیں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور سپیشل پولیس کا نام صرف سیکرٹ سروس کے ممبران ہی استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے پوچھا تھا..... عمران نے کہا۔

لیکن وہ سارکسم گئیں کے بارے میں کیوں چینگ کر رہے ہیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

کوئی نہ کوئی گھوٹا ہوگا انہیں اس سے تو میں نے پہلے تمہیں فون کیا ہے۔ بہر حال اب میں براہ راست ان سے معلوم کرتا ہوں..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

جولیا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مس جولیا نافذ وائرڈ پی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سلام پیش کرتا ہے گر قبول اٹھد زبہ عود شرف..... عمران نے پوری روانی سے بولتے ہوئے کہا۔

کیوں فون کیا ہے..... دوسری طرف سے خشک اور سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

یا اللہ۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اس قدر خشک اور سپاٹ لہجے میں پوچھا جا رہا ہے کہ کیوں فون کیا ہے ورنہ وہ بھی وقت تھا جب میرا

بچہ گیا تھا۔

اس ویجن کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم ہے..... عمران نے کہا۔

نہیں۔ یکن معلوم کی جاسکتی ہے..... ارباب نے کہا۔

تو اس ویجن اور اس میں آنے والے افراد کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ میں سارکسم گئیں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں..... عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے..... ارباب نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بدھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ایکسو..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

علی عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو..... عمران نے کہا۔

اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیسے فون کیا ہے..... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

صفر۔ جولیا یا تنویر میں سے کسی نے سی بی کے بارے میں کوئی رپورٹ دی ہے..... عمران نے پوچھا۔

نہیں۔ کیوں..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

میں نے انہیں کہا تھا کہ وہ اپنے طور پر اس کا گھوٹا حاصل کریں اور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سپیشل پولیس نے انڈسٹرل

تو دوسری طرف سے صفدر بنس پڑا۔

"اب مس جو کیا کا جذبہ باقی پن واقعی ختم ہو گیا ہے۔ بہر حال یہ بتائیں کہ آپ نے انہیں فون کس لئے کیا تھا؟" صفدر نے کہا۔  
 "میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ سپیشل پولیس کو انڈسٹریل اسٹیٹ کی کیمیکل فیکٹری جا کر سارے کمرہ گیس کی خریداری اور استعمال کی انکوائری کرنے کی کیا ضرورت لگتی تھی؟" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کو کیسے اطلاع ملی۔" صفدر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارباب نے فون کر کے اطلاع دی ہے۔" عمران نے کہا۔  
 "ہاں۔ ہم وہاں گئے تھے۔ یہ ایک لمبا سسہ تھا لیکن چونکہ کوئی گلوبلسمنٹ نہیں آئی اس لئے ہم خاموش ہو گئے۔" صفدر نے کہا۔  
 "تفصیل بتاؤ۔ میں موٹے دماغ کا آدمی ہوں۔" عمران نے کہا۔

"ایک ماہر امراض چشم سے ہماری بات ہوئی اور تفصیلی ڈسکشن کے بعد اس نے بتایا کہ اگر سارے کمرہ گیس کو ہوا میں پھیلایا جائے تو سیاہ موتیے کی بیماری کے مریضوں پر سی بی کا ایک لازماً ہو گا اور یہ گیس انڈسٹریل کاموں میں استعمال ہوتی ہے تو ہم نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہمارا خیال تھا کہ اگر اس گیس کی فروخت میں عام روٹین سے ہٹ کر اچانک

نام سننے ہی لہجے میں مٹھاس پیدا ہو جاتی تھی اور لہجہ خوابناک ہو جاتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"سوری۔ میرے پاس فضولیات سننے کا وقت نہیں ہے۔" جوہیا نے اسی طرح خشک اور سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ تو جو ضرورت سے زیادہ ہی بچ کس دیئے گئے ہیں۔ اس طرح تو کامرہ نسب چلے گا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر فون اٹنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریش کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جہادی یادداشت نے مکمل تباہی برپا کر دی ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ۔ کیا ہوا۔ کیسی تباہی اور اس تباہی کا میری یادداشت سے کیا تعلق؟" صفدر نے چونک کر کہا۔

"اگر تم بروقت خطبہ نکاح یاد کر لیتے تو آج جوہیا کا لہجہ اس قدر خشک اور سپاٹ نہ ہوتا۔" عمران نے کہا۔

"بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا کیونکہ آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ شادی کے بعد بیوی کا لہجہ تمہاں داری جیسا ہو جاتا ہے۔" صفدر نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ پھر تو جہاں را شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

عمران نے پوچھا۔

”اب مجھے زبانی تو یاد نہیں ہیں۔ کیوں.....“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”نپتھالین باز کی تیاری میں سار کسم گیس استعمال ضرور ہوتی ہے لیکن بے حد معمولی مقدار میں اور ارباب نے اطلاع دی ہے کہ اس فیکٹری کا پریجر آفسیر آغا سلیم کی ہائش گا جو کہ اس فیکٹری کے عقب میں ہے کہ عقبی دروازے پر روزانہ ایک ویگن آتی ہے اور دس سلنڈر سار کسم گیس کے اس ویگن میں سے جائے جاتے ہیں۔ البتہ جب سے تم نے چیننگ کی ہے تب سے یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے اور سپیشل پولیس کی چیننگ پر ہی ارباب چونکے تھا اور پھر اس کے آدمی نے یہ اطلاع اس تک پہنچائی اور ارباب نے یہ بھی بتایا کہ آغا سلیم کے پاس اچانک بہت دولت آگئی ہے اور جب سے یہ سہائی بند ہوئی ہے آغا سلیم بے حد پریشان رہتے لگے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم درست راستے پر جا رہے تھے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اگر تم اسی وقت مجھ سے رابطہ کر لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ بہر حال اب اس آغا سلیم سے ہی آگے بات چل سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو کیا ہم اس سے پوچھ گچھ کریں.....“ صفدر نے کہا۔

اضافہ ہوا ہے تو پھر جو سستا ہے کہ اس گیس کو کسی بی بیماری پھیلانے کے استعمال میں لایا جا رہا ہو۔ چنانچہ جویا اور میں نے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا۔ چونکہ ہم نے سپیشل پولیس کی نمائندگی کرنی تھی ورنہ کوئی بھی کاروباری ادارہ ہمیں درست معلومات سبب نہ کرتا اس لئے جویا نے مقامی میک اپ کر لیا تھا۔ پھر انکوائری کرتے ہوئے ہم سار کسم گیس کے ایک بڑے ڈیلر تک پہنچ گئے۔ وہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ ایک فرم سٹھانی کیمیکلز نے اچانک سار کسم گیس کی ڈیمانڈ میں اسی روٹین سے ہٹ کر اضافہ کیا ہے تو پھر سٹھانی کیمیکلز کے آفس پہنچ گئے۔ وہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ انڈسٹریل انسٹیٹ میں پی کا ک کیمیکلز انڈسٹری نے سار کسم گیس کی خریداری میں اضافہ کیا ہے کیونکہ وہ انہوں نے نپتھالین باز کی تیاری کا نیا پلانٹ لگایا ہے اور نپتھالین باز یعنی فریٹائل کی گولیاں بنانے میں سار کسم گیس کافی مقدار میں استعمال ہوتی ہے۔ ہم نے انڈسٹریل انسٹیٹ میں اس انڈسٹری میں جا کر چیننگ کی اور ان کا نپتھالین باز کا یونٹ دیکھا۔ سار کسم گیس کے استعمال کے کاغذات وغیرہ چیک کئے اور ہم مطمئن ہو گئے کہ واقعی اس یونٹ میں استعمال کی حد تک ہی سار کسم گیس استعمال کی جا رہی ہے اس لئے یہ سلسلہ ختم ہو گیا.....“ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کتنے سلنڈر کتنی پروڈکشن میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔“

گیا۔

"نجانے یہ حشرات الارض کی طرح اتنے کلب کہاں سے سلسلے آ جاتے ہیں۔ جب بھی تم سے پوچھو تم کسی نے کلب کا نام بتا دیتے ہو۔ اور....." عمران نے منہ جتاہے ہوئے کہا۔

"باس۔ دارالحکومت میں بے شمار کلب وجود میں آتے رہتے ہیں اور ختم بھی ہوتے رہتے ہیں اور انڈر ورلڈ اسی کا تو نام ہے۔ اور..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہر حال۔ ایک کام تم نے فوراً کرنا ہے۔ انڈسٹریل اسٹیٹ میں ایک فیکٹری ہے جس کا نام پی کاک کیمیکلز انڈسٹری ہے۔ اس کے پرجیہ آفیسر کا نام آغا سلیم ہے اور یہ آغا سلیم اس فیکٹری کے عقب میں بنی ہوئی رہائش گاہ میں رہتا ہے جس کا ایک عقبی دروازہ بھی ہے۔ تم نے اس آغا سلیم کو بے ہوش کر کے ان باؤس پہنچانا ہے۔ اور..... عمران نے کہا۔

"یہں باس۔ اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کتنی دیر میں یہ کام ہو جائے گا۔ اور..... عمران نے پوچھا۔

"اگر یہ آغا سلیم اپنی رہائش گاہ پر موجود ہوا تو ایک گھنٹے کے اندر رانا باؤس پہنچ جائے گا ورنہ اسے تلاش کرنا پڑے گا اور پھر ہی اسے اغوا کیا جاسکتا ہے۔ اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پہلے فون کر کے معلوم کر لو اور سنو۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام کرنا ہے تم نے۔ میں منتظر ہوں۔ اور انڈیا..... عمران نے

"نہیں۔ اس طرح اطلاع اصل آدمیوں تک پہنچ جائے گی اور وہ غائب ہو جائیں گے۔ یہ کام ٹائیگر کرے گا..... عمران نے کہا۔

"جیسے آپ ہیں..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیسے ہی کوئی خاص بات سلسلے آتی میں تمہیں بتا دوں گا۔ البتہ تم اپنے۔ تمہیں سمیت آنکھوں کے ہسپتالوں میں راولنڈ لگاؤ اور معصوم کرو کہ جب سے تم نے سپیشل پولیس بن کر کام کیا ہے کیا اس کے بعد سی بی کے مریضوں کی تعداد میں کوئی کمی ہوئی ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اس طرح واقعی اصل بات سلسلے آ جائے گی کہ کیا سارے گیس اس کام میں استعمال ہو رہی ہے یا نہیں..... صفدر نے کہا تو عمران نے اُدھے کہہ کر ریسپورڈ رکھ دیا اور ابھ کر ہماری سے اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کاننگ۔ اور..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر انڈنگ یو۔ اور..... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اور..... عمران نے کہا۔

"فائیو مٹار کلب میں باس۔ اور..... دوسری طرف سے کہا

”باس۔ آپ کے حکم کی تیل کر دی گئی ہے۔ اور..... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے جوزف نے اطلاع دے دی ہے۔ تم بہر حال تفصیل بتا دو اور..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں نے انکو انری سے فون نہر محصور کر کے فون کیا تو آغا سلیم نے فون اٹھا کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں ایک بڑے سودے کے لئے اس سے ملنا چاہتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ ملاقات کسی اکیلی جگہ پر ہو۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ رہائش گاہ پر اکیلا ہے اور اس نے خود ہی عقبی دروازے کی بھی نشاندہی کر دی۔ چنانچہ میں وہاں گیا تو وہ واقعی اکیلا تھا۔ میں نے کیس سے اسے بے ہوش یا اور پھر کار میں ڈال کر رانا ہاؤس پہنچا دیا۔ اور..... ٹائیگر نے واپس دیتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کا آدمی لگتا ہے وہ تمہیں۔ اور..... عمران نے بچھا۔

”باس۔ وہ لالچی اور حرصیں آدمی ہے۔ سودے کی بات سنتے ہی درآ ہی ملنے کے لئے رضا مند ہو گیا تھا۔ اس نے تفصیل بھی پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی کیونکہ میں نے اسے کہا تھا کہ اس سودے سے اسے ذاتی طور پر بھی بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور..... ٹائیگر نے واپس دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور ایٹنڈ آل..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف

کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے میز پر رکھنے کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس فون کر کے جوزف کو کہہ دیا کہ جب ٹائیگر کسی آدمی کو لے کر آئے تو وہ فلیٹ پر فون کر کے اسے اطلاع دے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”نئی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جوزف بول رہا ہوں باس۔ رانا ہاؤس سے۔ ٹائیگر ابھی ایک آدمی کو بچھا کر گیا ہے اور میں نے اسے بلیک روم میں پہنچا دیا ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بلیک روم کہنے کی بجائے جوزف روم کہہ دیا کرو۔ ایک ہی بات ہے۔ بہر حال میں آرہا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ میز پر بڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے آواز آنا شروع ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہو گی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کو اپنے قریب کیا اور پھر اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اور..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ کیا جنگل میں بھی ٹرانسمیٹر پہنچ گئے ہیں۔ اسے کہتے ہیں ترقی۔ اور..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ - یہ کیا مطلب - مم - میں کہاں ہوں اور تم کون ہو“ - اس فحوی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں نے تو کبھی کسی کو سارکسم گیس کے سلفزور نہیں دیئے۔ گیس کے سلفزور تو فیکٹری میں کام آتے ہیں"..... آغا سلیم نے رک رک کر کہا۔

"جوزف"..... عمران نے آغا سلیم کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں باس"..... جوزف نے جواب دیا۔

"آغا سلیم کی ایک آنکھ نکال دو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں باس"..... جوزف نے کہا اور جارحانہ انداز میں آغا سلیم کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"..... یحیٰ آغا سلیم نے ہڈیانی انداز میں جھجھکتے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ۔ اب اس نے غلط بیانی کی یا اگر مگر کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں اشارہ کر دوں گا۔ پھر اس کی آنکھ نکال دینا"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ میں بتاتا ہوں۔ پلیز سمجھو۔ جوزف دو۔ میں نے کبھی جرم نہیں کیا۔ صرف لالچ میں آکر یہ کام کیا ہے"..... آغا سلیم نے قدرے چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ ورنہ"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جہاں پاکیشیا میں ایک کلب ہے جس کا نام ماسٹر کلب ہے۔

جہاں آغا سلیم ہے اور تمہاری کاک کی میکینل انڈسٹری میں پریزیڈنٹ آفسیر ہو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ یہ سب کیا ہے"..... آغا سلیم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سارکسم گیس کے دس سلفزور، وزانہ ایک ویگن کے ذریعے کے بھجواتے تھے"..... عمران نے پوچھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"..... آغا سلیم نے اچھلنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ساتھ کھڑے ہوئے ان دیوؤں کو دیکھ رہے ہو آغا سلیم۔ اگر میں نے ان میں سے ایک کو بھی اشارہ کر دیا تو جہاں سے تمہاری تمام ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ جہاں سے تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی اور پھر تمہیں اس حالت میں کسی فٹ پاتھ پر ڈال دیا جائے گا اور تم اپنے جسم پر منزل لانے والی مکھی کو بھی نہ ہٹا سکو گے"..... عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہوتا چلا گیا۔

"مگر۔ مگر کیوں۔ میں نے کیا کیا ہے۔ مم۔ میں تو بے گناہ ہوں"..... آغا سلیم نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں شدید خوف نمایاں تھا۔

"تم سے جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کا درست طور پر جواب دے دو اور اگر اب تم نے کیوں کا لفظ استعمال کیا تو پھر اپنی حالت کے تحت خود ذمہ دار ہو گے"..... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔



کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے بعد اکٹھا مال اٹھالے گا اس لئے میں نے مال اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور بس یہ ہے اصل بات..... آغا سلیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔ ٹرانسمیٹر لے آؤ۔“ عمران نے کہا تو جوانا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”کہاں ہے یہ ماسٹر کلب۔“ عمران نے پوچھا تو آغا سلیم نے پتہ بتا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آیا تو بس کے ساتھ میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لے کر اس پر ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس کائنات۔ اور۔“ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ اور۔“ دوسری طرف سے ناٹیر نے پرنس کا کوڈ سننے ہی اپنا نام بتائے بغیر جواب دیا۔

”ماسٹر کلب کے جونی کو جانتے ہو۔ اور۔“ عمران نے کہا۔

”یس باس۔ بہت اچھی طرح۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آغا سلیم کا کہنا ہے کہ اس سے سار کمرہ گیس کے دس سلنڈر جونی کے آدمی لے جاتے تھے اور اسی نے آغا سلیم کو یہ کام دیا تھا۔ کیا تم اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ یہ سلنڈر کہاں بھیجے جاتے ہیں اور

میں اس کلب میں اکثر جوا کھیلنے جاتا رہتا ہوں۔ اس کلب کا مالک جونی ہے۔ میری اس سے دوستی ہو گئی۔ پھر اس نے ایک روز کہا کہ اس کی ایک پارٹی کو سار کمرہ گیس کے دس سلنڈر روزانہ اس انداز میں چاہئیں کہ کسی کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ میں یہ سن کر بڑا حیران ہوا کیونکہ سار کمرہ گیس تو عام فروخت ہوتی ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کی پارٹی کسی صورت بھی سامنے نہیں آنا چاہتی۔ البتہ مجھے اس کا دوگنا معاوضہ ملے گا لیکن اس شرط پر کہ میں فیکٹری کے کاغذات میں ان دس سلنڈروں کی کھپت بھی اس طرح ظاہر کر دیا کروں کہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔ یہ میرے لئے معمولی بات تھی۔ چنانچہ میں نے سٹھانی کیمیکلز والوں کو جہاں سے یہ گیس فیکٹری کو سپلائی جاتی ہے بات کی اور دس سلنڈر مزید طلب کر لئے۔ پھر یہ سلنڈر میں آنے والوں کو لوڈ کر دیا کرتا تھا۔ اس طرح مجھے بھاری رقم معاوضے کے طور پر مل جاتی تھی اور میں خوشحال ہو گیا لیکن پھر ایک روز ایک عورت اور ایک مرد فیکٹری میں آئے۔ ان کا تعلق سپیشل پولیس سے تھا۔ انہوں نے سار کمرہ گیس کا ریکارڈ چیک کیا لیکن میں نے ریکارڈ میں تبدیلی کر دی تھی اور تمام سلنڈروں کی کھپت اسی فیکٹری میں دکھائی تھی اس لئے وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے جونی کو اس کی اطلاع دے دی تو جونی نے کہا کہ وہ ابھی مال نہیں اٹھائے گا۔ جب تک سپیشل پولیس پوری طرح مطمئن نہیں ہو جاتی۔ البتہ اس نے

حیثیت سے پی کاک فیکٹری میں جینٹنگ کی ہے سی بی کے مریضوں کی  
تعداد میں کمی ہوئی ہے یا نہیں۔ صدر لازار پورٹ تمہیں دے گا۔  
میں یہاں رانا ہاؤس میں ہوں۔ اگر ابھی رپورٹ مل جائے تو مجھے  
اطلاع کر دینا۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ دوسری طرف سے سمایا تو عمران نے رسیور  
رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف نے اندر آکر اطلاع دی کہ  
مائیکر جونی کو لے آیا ہے اور اسے بھی جیک روم میں پہنچا دیا گیا  
ہے۔

”مائیکر کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”باہر موجود ہے۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”اسے بلاؤ۔“ عمران نے کہا تو جوزف نے جوتا ہوا باہر چلا گیا۔  
چند لمحوں بعد مائیکر اندر داخل ہوا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔  
”یہ تھو۔“ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو مائیکر  
کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یہ جونی کس قسم کے معاملات میں موٹ رہتا ہے؟“ عمران  
نے پوچھا۔

”ہر قسم کے کاموں میں۔ خاصاً تیر اور بو شیا آدمی ہے۔“ مائیکر  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے کہاں سے اٹھا کر لائے ہو؟“ عمران نے کہا۔

”میں نے آپ کی کال کے بعد اس کے بارے میں معلوم کیا تو

اسے یہ کام کس نے دیا تھا۔ اور۔“ عمران نے کہا۔

”اس طرح وہ نہیں بتائے گا۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے بھی آپ  
کے پاس پہنچا دوں۔“ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔“ پہنچا دو۔ لیکن جلدی۔ اور اینڈ آل۔“ عمران  
نے کہا تو راسمیزائف کر کے اس نے اسے واپس جونا کے ہاتھ میں  
دے دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اسے ابھی اسی حالت میں رہنے دو۔“ عمران نے آغا سلیم کے  
بارے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور تیر تیر قدم اٹھاتا وہ بلیک روم  
سے نکل کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر چٹائی پر  
رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔  
”اسکسٹنٹ۔“ دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”جی عمران بول رہا ہوں جاہر۔“ عمران نے کہا اور اس کے  
ساتھ ہی اس نے ارباب کے فون سے لے کر صفدر سے ہونے والی  
گفتگو اور پھر آغا سلیم کے رانا ہاؤس پہنچنے تک کی تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ جرم کیا جا رہا ہے گیس کی مدد  
سے۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن بہر حال یہ بات سلسلے میں ہے تو  
اب اسے انجام تک تو پہنچانا ہو گا۔ میں نے صفدر سے کہا ہے کہ وہ  
ساتھیوں کے ساتھ مل کر آنکھوں کے ہسپتالوں سے ریکارڈ اکٹھا  
کرے کہ گزشتہ دنوں سے جب سے انہوں نے سپیشل پولیس کی

کہا۔

”عمران صاحب۔ ابھی جو یانے اطلاع دی ہے کہ پوری میمنہ آنکھوں کے ہسپتالوں کا راونڈ لگایا ہے۔ وہاں گزشتہ چار دنوں سے صرف اکا دکاسی کے مریض سسٹے آئے ہیں جبکہ چار روز پہلے تقریباً ڈیڑھ دو سو مریض روزانہ ہسپتالوں میں لائے جاتے تھے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل جے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم درست لائن پر کام کر رہے ہیں۔ سی بی کو پھیلانے کے لئے سارے کم گیس جی استعمال کی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بالکل عمران صاحب۔ لیکن عمران صاحب یہ گیس تو عام ملتی ہے۔ کسی بھی وقت یہ کارروائی دوبارہ شروع کی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس سلسلے میں خصوصی قانون سازی کرنا پڑے گا جس طرح پہلے تیزاب پھینکنے کی مجرمانہ کارروائیاں چانک ملک میں بڑھ گئی تھیں۔ جس کو روکنے کے لئے تیزاب کی خرید و فروخت پر سخت پابندیاں نافذ کی گئیں تب جا کر یہ سلسلہ رک سکا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ان اصل لوگوں کو بھی اس کی سزا ملنی چاہئے جو صرف دولت کے لالچ میں ایسے کام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنی دوست لڑکی مارشا کے فلیٹ پر ہے۔ میں وہاں گیا اور پھر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے اسے آسانی سے وہاں سے اٹھا لایا۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اس کے سامنے نہیں آئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ییس یاس۔ لیکن آپ جونی سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کیا اس آفا سیم نے اس کا نام لیا ہے۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”باب۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اسے سی بی پھیلانے کے لئے سارے کم گیس کے استعمال کے بارے میں بتا دیا۔

”اوہ۔ پھر یہ کام کسی غیر ملکی کے سبے پر جونی نے کیا ہو گیا۔ جونی ایسے کاموں میں عام طور پر ہاتھ نہیں ڈالتا جو مقامی سطح کے ہوں کیونکہ مقامی لوگ معاوضہ بے حد کم دیتے ہیں۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”نصیحت ہے۔ معلوم ہو جائے گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا عمران بھی دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ چٹائی پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”رانا ہاؤس۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا بات ہے بلیک زیرو۔ کوئی خاص رپورٹ۔۔۔۔۔ عمران نے

کی بیماری کے اثرات موجود ہوتے اچانک اپنی بینائی کھو دیتے اور اس بیماری کے علاج میں جو انجکشن استعمال ہوتے ہیں ان میں سے ایک انجکشن دس ہزار روپے کا ہے اور ساٹھ انجکشنز کا کورس ہے اس طرح علاج کے لئے سچے لاکھ روپے چاہئیں اور ہسپتال کے اخراجات چار لاکھ روپے مزید ہیں۔ مصعب یہ ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لئے دس لاکھ روپے چاہئیں۔ جو ظاہر ہے غریب تو کیا اچھے بھلے متوسط طبقے کے افراد بھی افرار نہیں کر سکتے۔ اس طرح بے شمار لوگ مستقل طور پر اپنی بینائی کھو بیٹھتے ہیں اور کام کاج نہ کر سکنے کی بنیاد پر ان کا خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔ جس میں احساس ہے کہ تباہی دس ہزار کمانے سے روزانہ کتنے خاندان تباہ ہو جاتے تھے۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوزہ مار رہا ہو۔

”وہ۔ وہ۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ مم۔ مم۔ میں نے تو صرف عام سی گلیں سبلائی کی تھی۔“ آغا سمیر کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے منہ سے الفاظ نہ نکل رہے تھے۔

”تمہیں خود اندازہ ہونا چاہئے تھا کہ جو مس بازار میں عام ملحق ہے وہ اس پر اسرار انداز میں تمہارے ذریعے کیوں حاصل کی جا رہی ہے۔ لیکن تمہیں تو صرف دولت نظر آ رہی تھی اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ میں بے گناہ ہوں۔ مجھے مت مارو۔“ آغا سلیم نے یلکٹ خوف کی شدت سے چیخے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یقیناً اس مجرم تو وہی ہیں۔ بہر حال پہلے اصل معاملات تو سامنے آئیں۔“ آغا سمیر نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ بلیک روم میں پہنچا تو وہاں آغا سمیر کے ساتھ دوسری کرسی پر ایک ورزشی جسم کا ادھیر عمر آدمی بے ہوشی کے عالم میں راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا جبکہ آغا سلیم کا چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑا ہوا تھا۔

”یہی ہے جو بی بی نے کہیں کام دیا تھا۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے آغا سلیم سے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہے مگر۔“ آغا سمیر نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔  
”تم شادی شدہ ہو۔“ عمران نے کہا تو آغا سلیم چونک پڑا۔  
”نہیں۔ مگر کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ آغا سلیم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اس حوالے سے کتنی رقم کماتے ہو۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دس ہزار روپے روزانہ۔“ آغا سمیر نے جواب دیا۔  
”تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری روزانہ دس ہزار کی کمائی سے کیا نتیجہ نکلتا رہا ہے۔“ عمران کے لہجے میں نفرت کا عنصر نمایاں تھا۔  
”نتیجہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ آغا سلیم نے کہا۔  
”ان سارے قسم گیس کے سلنڈروں کو ہوا میں فائر کیا جاتا تھا اور اس گیس کے پھیلانے سے وہ لوگ جن کی آنکھوں میں سیاہ مٹی

آفسیر تھا اور یہ تمہارے کلب میں بھی آتا رہتا تھا اور تم نے اس کے ذریعے روزانہ دس سمنڈر سار کسم میں کے حصول کا سو دیا کیا۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟ عمران نے سوچے میں کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ میرا کسی میں یہ انڈسٹری سے کیا تعلق میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔“ جونی نے بہ بین عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے ورنہ اس طرح میرے سامنے جھوٹ نہ بولتے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی جب تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی تو بچ خود بخود تمہارے منہ سے باہر آ جائے گا۔ لیکن پھر یہ ہڈیاں دوبارہ نہیں جڑ سکیں گی۔“ عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ میں واقعی اسے نہیں جانتا۔“ جونی نے اپنے آپ کو سنبھلتے ہوئے کہا۔

”آخری بار تمہیں موقع دے رہا ہوں۔ تم مجھے یہ بتا دو کہ تم نے گیس کی خریداری کس کے کہنے پر کی ہے اور میں کہاں لے جاتی جاتی تھی۔ پوری تفصیل بتا دو۔“ عمران نے کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ میرا کوئی تعلق گیس سے نہیں رہا۔“ جونی ظاہر ہے انڈر ورلڈ کا آدمی تھا اس لئے وہ اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

”جوانا۔“ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جوانا۔“ عمران نے کہا تو دوسرے لمحے جوتوہٹ کی آوازیں کے ساتھ بی کوینا آغا سلیم کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور اس کی چیخ اس کے حق میں ہی مٹھ کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے چپب سے وہی پہلے والی شیشی نکال کر جس سے اس نے آغا سلیم کو ہوش دلایا تھا اس کا ڈھکن ہٹا کر شیشی کا دہانہ جونی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جونی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔“ جونی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ انڈر ورلڈ سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پایا تھا۔

”تم مجھے جانتے ہو جونی۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں جناب۔ آپ کو کون نہیں جانتا۔ مگر یہ کیا ہے۔“ جونی نے کہا۔

”تمہارے ساتھ جس آدمی کی لاش پڑی ہے اس کا نام آغا سلیم ہے اور یہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی پی کاک کیہولز انڈسٹری میں پریزی

خاص دوائی کی تیاری کے لئے سار کسم گیس کے دس سلنڈر روزانہ چاہئیں۔ وہ اسے خود براہ راست نہیں خرید سکتا کیونکہ اس دوائی کی تیاری ممنوع ہے۔ اس نے خاصی بھاری رقم مجھے دی تھی اس لئے میں نے آغا سلیم سے کہا اور دس سلنڈر روزانہ وہ میرے آدمیوں کو دے دیتا تھا۔ پھر چند روز پہلے جیکسن نے روک دیا کہ ابھی ایک ہفتے تک سپلائی نہیں جائے گی، چنانچہ میں نے آغا سلیم کو روک دیا۔..... جونی نے کہا۔

"یہ جیکسن وہی ہے جو لارڈ سنونا کمپنی کا مناسدہ ہے اور جس کا آفس لگی پلازہ میں ہے۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ وہی ہے۔..... جونی نے کہا۔

"وہ اس وقت کہاں موجود ہو گا تاکہ میں جہاڑی اس سے بات کرا دوں اور تم مجھے کنفرم کرا دو کہ تم نے جو سچہ کہا ہے وہ سچ ہے۔..... عمران نے کہا۔

"وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہو گا۔..... جونی نے جواب دیا۔

"اس کا پتہ۔ فون نمبر اور حلیہ بتا دو۔..... عمران نے کہا تو جونی نے پتہ اور فون نمبر کے ساتھ ساتھ حلیہ بھی بتا دیا۔ عمران نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر دیکر شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"جونا۔ اس جونی کو آف کر دو۔..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا

"ییس ماسٹر۔..... جونا نے جواب دیا۔

"جونی کی ایک آنکھ نکال دو۔..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"ییس ماسٹر۔ جونا نے کہا اور تیزی سے جونی کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ۔..... جونی نے چیخے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے انتہائی کربناک جھجھکی اور اس نے دائیں بائیں اس طرح سر پٹکنا شروع کر دیا جیسے اس کی گردن میں سپرنگ لگ گئے ہوں۔ جونا نے بخلی کی سی تیزی سے اپنی کھڑی انگلی اس کی آنکھ میں مار دی تھی۔ پھر اس نے خون آلود انگلی جونی کے لباس سے بی صاف کر لی۔

"اب بولو ورنہ دوسری آنکھ بھی نکل جائے گی اور تم ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے۔..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا کر رہے ہو۔ تم خام ہو۔ جونی نے چیخے ہوئے کہا۔

"جونا۔ اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو۔..... عمران نے سر

دلچے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔..... یلکھت جونی نے

ہڈیانی انداز میں چیخے ہوئے کہا۔

"سچ بول دو گے تو سچ جاؤ گے ورنہ تمہارا حشر عبرتناک ہو گا۔

نمران نے انتہائی سر دلچے میں کہا۔

"میں سچ بتاؤں گا۔ یہ کام مجھے ایک ملٹی نیشنل ڈرگ کمپنی کے

مناسدہ جیکسن نے دیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ انہیں کسی

ہوا۔ اسی لمحے مشین پمپ کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی جونی کے حلق سے کرناک بیچ نکلی لیکن عمران مزے بغیر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں آکر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔  
 "ایسنو..... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

غنی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ رانا ہاؤس سے۔ اس ساری بھیانک سازش کے پیچھے جیکسن کا ہاتھ ہے اور جیکسن اپنی رہائش گاہ سے غائب ہے۔ اس کے آفس فون کیا جائے تو وہاں سے ہر بار یہی جواب ملتا ہے کہ وہ بزنس نور پر ملک سے باہر ہے۔ میں تمہیں اس کی رہائش گاہ کا پتہ اور اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں۔ سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آؤ اور اسے ٹریس کر کے دافنس منزل لانے کا کہہ دو تاکہ اس سے اصل سازش کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جا سکیں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رہائش گاہ کا پتہ اور جیکسن کا حلیہ جو جونی نے بتایا تھا تفصیل سے دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جویا کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔  
 "میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ جیسے ہی جیکسن دافنس منزل پہنچے مجھے فون کر دینا..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ سیکرٹ سروس جیکسن کو جلد ہی تلاش کر لے گی۔

آرٹلڈ اپنے آفس میں موجود تھا کہ اچانک دروازہ کھلا تو آرٹلڈ نے چونک کر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے بھرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"جیکسن تم اور اس طرح اچانک۔ کیا ہوا ہے..... آرٹلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ آفس میں داخل ہونے والا جیکسن تھا۔

"غضب ہو گیا باس۔ پہلے اس آغا سلیم کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا گیا اور اب جونی کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر دونوں کی لاشیں ایک ویران علاقے میں اٹکھی پولیس کو ملی ہیں..... جیکسن نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا کہ آرٹلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔  
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون آغا سلیم اور کون جونی..... آرٹلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

پر محفوظ ہو گئے۔ آج میں نے سوچا کہ دوبارہ کام شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ میں جونی کے پاس گیا تو پتہ چلا کہ جونی اپنی کسی دوست مرنی کے فلیٹ میں تھا اور اس مرنی کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے کلب فون کر کے بتایا کہ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور جونی فلیٹ سے غائب تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جونی کو اغوا کیا گیا ہے۔ اس پر میں نے آغا سلیم کو فون کیا تو پتہ چلا کہ آغا سلیم اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا کہ اچانک غائب ہو گیا۔ البتہ ایک کار عقبی طرف کھڑی دیکھی گئی تھی۔ اس پر میں بے حد پریشان ہوا۔ پھر مجھے کلب سے اطلاع ملی کہ آغا سلیم اور جونی دونوں کی لاشیں پولیس کو ایک ویران علاقے سے ملی ہیں۔ دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ اطلاع ملنے ہی میں اپنی رہائش گاہ سے سیدھا یہاں آ گیا ہوں تاکہ آپ سے مل کر اب آگے کا نئے عمل طے کیا جاسکے۔ جیکسن نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ سپیشل پولیس مطمئن نہیں ہوئی تھی بلکہ انہوں نے اصل بات کا سراغ لگایا۔ کیا آغا سیم اور جوئی دونوں تمہیں جانتے تھے..... آرٹلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

آغا سلیم تو میری اصلیت سے واقف نہ تھا میں اس سے نام کے نام سے ملا تھا۔ البتہ جونی نہ صرف میرے بارے میں جانتا تھا بلکہ میری رہائش گاہ سے بھی واقف تھا کیونکہ مجھے خصوصی شراب وہی سپلائی کرتا تھا اور اس کا آدمی شراب براہ راست میری رہائش گاہ پر

”اوہ ہاں۔ میں نے آپ کو تفصیلی رپورٹ دی تھی سار کسم گیس پھیلانے والے گروپ کی.....“ جیکسن نے کہا۔

”اجھا۔ اجھا۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ لیکن کس نے انہیں اغوا کیا ہے اور کیوں؟ ... انڈاز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اس کے ذہن میں ابھی پوری طرح بات اجاگر نہ ہوئی تھی۔

باس۔ سار کسم کیس کو مختلف علاقوں میں پھیلانے کے لئے ایک مقامی آدمی کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن سار کسم کیس کے دس سلائیڈر روزانہ حاصل کرنے اور پولیس تک معاملات کو پہنچنے سے بچانے کے لئے میں نے ماسٹر کلب کے جونی کو بھاری رقم دی تھی اور جونی نے انڈسٹریل اسٹیٹ میں واقع پی کاک کیمیکلز انڈسٹری کے پرجیز آفسیر آغا سلیم کو اس کام کے لئے ہائر کر لیا اور پھر گیس پھیلانے والا گروپ روزانہ اس آغا سلیم کی رہائش گاہ سے دس سلائیڈر لے کر مختلف علاقوں میں پھیلاتا تھا کہ اچانک سپیشل پولیس نے سار کسم گیس کے بارے میں انکوائری شروع کر دی اور پھر وہ آغا سلیم تک پہنچ گئے..... جسکے نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے یاد آگیا ہے۔ تم نے رپورٹ دی تھی۔ پھر۔۔۔ آرٹلڈ  
نے کہا۔“

”گو پیشل پولیس مطمئن ہو کر واپس چلی گئی تھی لیکن ہم نے ایک منفعے کے لئے سارے گیس پھیلائے کا کام روک دیا تھا۔ اس طرح گوبھاری سبیل بکھٹ ڈاؤن ہو گئی تھی لیکن ہم بہر حال ذاتی طور



”تو اب کیا ہونا چاہئے لارڈ“ آرنلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جیکسن کہاں ہے لارڈ نے پوچھا۔  
”میرے پاس موجود ہے“ آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”تم دونوں فوری طور پر کیشیا جیو کر کاؤستان چلے جاؤ۔ جس طرح پہلے جیکسن گیا تھا۔ ابھی بچے جاؤ۔ فوری۔ میں خیال رکھنا ہو سکتا ہے کہ سپیشل پولیس جیکسن کو تلاش کر رہی ہو۔“ لارڈ نے کہا۔

”لارڈ۔ پھر کیوں نہ جیکسن کو بھجوا دیا جائے۔ مجھے تو یہاں کوئی جانتا ہی نہیں اور میں تو اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں جاتا کیونکہ میرا کام تو صرف رابطے کا ہے۔“ آرنلڈ نے کہا۔  
”تم وہاں رک کر کیا کرو گے اور اگر جیکسن ان کے ہاتھ لگ گیا تو وہ تم تک بھی پہنچ جائیں گے اور جہاز سے ذریعے مجھ تک بھی۔“ لارڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر جیسے آپ کہیں۔“ آرنلڈ نے کہا تو دوسری طرف سے زنجیر کچھ کہے رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ کیا ہوا۔ لارڈ صاحب نے اچانک رابطہ کیوں ختم کر دیا۔“ جیکسن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس طرح انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے۔“ آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریسور کریڈل پر رکھ کر اس نے میز کی دراز

بہنچاتا تھا۔ جیکسن نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے جونی سے چھاری رہائش گاہ اور جہاز راہیہ سب کچھ معلوم کر لیا ہے اور وہ کسی بھی وقت تم پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں اور تم ان کے ہاتھ آگئے تو پھر سب کچھ سامنے آ جائے گا یہ سب بہت برا ہوا۔“ آرنلڈ نے کہا۔

”پھر آپ جیسے حکم دیں ہاں۔“ جیکسن نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”میں لارڈ صاحب سے بات کرتا ہوں۔“ آرنلڈ نے جلد لے خاموش رہنے کے بعد کہا اور فون کا ریسور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ لارڈ سنوٹا بول رہا ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

”آرنلڈ بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے۔ ایک اہم مسئلہ پیش آ گیا ہے۔“ آرنلڈ نے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو آرنلڈ نے جیکسن کی رپورٹ دوہرا دی۔

”اوہ۔ وری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پاکیشیا میں اپنا نیٹ ورک اب ختم کرنا ہو گا ورنہ کسی بھی لمحے تم لوگ ان کے قابو میں آ سکتے ہو اور اگر تم ان کے ہاتھ آ گئے تو پھر کمپنی پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گی۔“ لارڈ نے کہا۔

گیا۔

”جیکسن کو لارڈ صاحب نے مستقل طور پر اکیڑ بٹیا واپس بولایا ہے اور وہاں جا چکا ہے۔ اب جیکسن کی جگہ لارنس کو یہاں بھیجا جا رہا ہے اور وہ دو تین روز تک پینچ جے گا۔ تم اتنے دن چھٹی کر سکتی ہو۔ اگر چاہو تو آفس بند کر کے میرے پاس آ جاؤ۔ تمہیں میری آفر تو معلوم ہے۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ چھٹے کی صبح آپ اس بار بھی ایک رات کے دس ہزار ڈالر دیں گے۔ کیا واقعی۔“ دوسری طرف سے مارشیا نے چونک کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم چیزیں ایسی ہو۔ تم پر کروڑوں ڈالر بھی بھجوا رکھے جاسکتے ہیں۔ یہ تو میں جیکسن کی وجہ سے مجبور تھا اور تو میں تمہیں مستقل طور پر ہی اپنے پاس رکھتا۔“ آرٹلڈ نے بڑے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

”پھر تو میں فوراً آ رہی ہوں۔ بے حد شکر یہ۔“ مارشیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو آرٹلڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے آرٹلڈ کو سلام کیا اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوئی جیکسن کی لاش کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر واپس مڑ گیا۔

”جیکسن کی سیکرٹری مارشیا آ رہی ہے۔ اسے میرے آفس میں بھجوا دینا روڈی۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

کھول لی۔

”کس بات کی اجازت۔۔۔۔۔ جیکسن نے چونک کر کہا۔

”جیکسن جگہ کرنے کی۔۔۔۔۔ آرٹلڈ نے بڑے دوستانہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ میز کی کھلی دراز سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستل موجود تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جیکسن کچھ کہتا آرٹلڈ نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیکسن جھجھکتا ہوا کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور چند لمحے چپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو آرٹلڈ نے ایک طویل سانس بولیا اور پھر پستل واپس دراز میں رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”یس۔ روڈی بول رہا ہوں۔“ ایک مروانہ آواز سنائی دی۔  
”روڈی۔ جیکسن کو لارڈ صاحب نے موت کی سزا دے دی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے پورا نیٹ ورک اوپن ہو رہا تھا۔ تم اس کی لاش میرے آفس سے اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھیجی میں ڈال دو۔“ آرٹلڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرڈیل دیا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”یس۔ جیکسن اینڈ کمپنی۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں مارشیا۔“ آرٹلڈ نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا

نے میرا انتظار کرنا تھا..... مارشیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 "اوکے..... آرئلڈ نے احمیتان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے  
 ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر میز کی دراز کھول دی اور ایک بار پھر پھل  
 نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ مارشیا کچھ کہتی آرئلڈ نے نرگھڑ دبا دیا اور  
 اس کے ساتھ ہی مارشیا کے حق سے اجتناب کرنا کچھ جمع نکلی اور وہ  
 بھی جیکسن کی طرح کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گری اور چند لمحے جھپ  
 کر ساکت ہو گئی۔

"مجموری تھی مارشیا۔ جیکسن نہ ملتا تو سبیش پولیس تمہیں گھسی  
 لیتی اور تم بھی میرے بارے میں جانتی تھی۔ اب میں مکمل طور پر  
 محفوظ ہو چکا ہوں..... آرئلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھل واپس  
 میز کی دراز میں ڈال کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد  
 دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ روڈی بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے روڈی کی  
 آواز سنائی دی جو جیکسن کی لاش لے گیا تھا۔  
 "کیا ہوا جیکسن کی لاش کا..... آرئلڈ نے پوچھا۔  
 "آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ اس کی لاش برقی بھٹی  
 میں جل کر راکھ ہو چکی ہے باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "اوکے۔ اب آکر مارشیا کی لاش لے جاؤ اور اسے بھی برقی بھٹی  
 میں ڈال دو..... آرئلڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ باس۔ کیا مارشیا کو بھی لارڈ صاحب نے سزا دی

"یس باس..... روڈی نے کہا اور لاش اٹھا کر باہر نکل گیا۔  
 "مجموری تھی جیکسن۔ جہارے سامنے آنے کی وجہ سے میں اور  
 لارڈ سب کچھ اوپن ہو جاتا جبکہ ابھی میں نے جہاں ٹارگٹ کو کرنا  
 ہے..... آرئلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد  
 دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں بیگ لٹکائے اندر داخل  
 ہوئی۔ یہ مارشیا تھی۔

آؤ بیٹھو مارشیا..... آرئلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 کیا واقعی۔ آپ دوبارہ مجھے دس ہزار ڈالر دیں گے۔ کیا  
 واقعی۔ مارشیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔  
 "باب ضرور۔ لیکن مجھے بتاؤ کہ آفس بند کر کے آئی ہو یا  
 نہیں۔ آرئلڈ نے کہا۔

"بالکل حساب۔ آفس بند کر کے میں نے اس پر پلیٹنگ دی ہے  
 کہ آفس ایک ہفتے کے لئے بند رہے گا..... مارشیا نے جواب دیا۔  
 "تم نے جہاں آنے سے پہلے کسی کو اس کے بارے میں اطلاع تو  
 نہیں دی..... آرئلڈ نے کہا تو مارشیا نے اختیار چوٹک پڑی۔

"اطلاع۔ کیسی اطلاع..... مارشیا نے حیرت بھرے لہجے میں  
 کہا۔  
 "یہی کہ تم میرے پاس جا رہی ہو..... آرئلڈ نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کسے اطلاع دینی تھی۔ اکیلی رہتی ہوں۔ کس

”اس کا تو وائرس پھیلا نا ہو گا۔۔۔ آرنڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم محفوظ ہو۔ ابھی یہاں کتنا ٹارگٹ باقی رہتا ہے..... لارڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ انتہائی آسانی سے پیدا بھی کیا جاسکتا ہے اور پھیلایا بھی جاسکتا ہے۔ اس کی فکر مت کرو۔ تم سی بی کا مارگٹ پورا کرو تاکہ پھر کراٹو بخار کو پھیلایا جاسکے“..... لارڈ نے کہا۔  
 ”اوکے لارڈ“..... آرنلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ظاہر ہے اگر اس نئی بیماری کی ڈرگ میں بچت زیادہ ہوگی تو اس کا کمیشن بھی بڑھ جائے گا اور یہ اس کے لئے واقعی خوشخبری تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہیٹھو“..... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔  
 ”کوئی رپورٹ ملی ہے اس جیکسن کے بارے میں؟“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب۔ سیکرٹ سرورس اسے دو روز سے پورے دارالحکومت میں تلاش کرتی پھر رہی ہے لیکن وہ تو گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو گیا ہے۔ اس کا آفس بند ہے اور اس پر پلیٹ لگی ہوئی ہے کہ آفس ایک ہفتے کے لئے بند رہے گا۔ اس کی سیکرٹری جس کا نام مارشیا بتایا گیا ہے وہ بھی غائب ہو گئی ہے۔ اس کی رہائش گاہ بھی بند ہے جبکہ جیکسن کی رہائش گاہ بھی خالی پڑی ہوئی

"یس چیف..... جو یا کا بچہ بیکت مودبانہ ہو گیا تھا۔  
 "جیسکی کی سیکرٹری مارشیا کی رہائش گاہ کہاں ہے"..... عمران  
 نے پوچھا تو دوسری طرف سے جو یا نے رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔  
 "کیا تم نے خود جا کر اس بارے میں معلومات حاصل کی ہیں"۔  
 عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ صفدر اور تنویر اس مڑکی مارشیا کو تلاش کر رہے  
 ہیں جبکہ باقی میم جیسکی کو تلاش کر رہی ہے۔" جو یا نے جواب  
 دیتے ہوئے کہا۔

"جہارے اندر ان سب سے زیادہ صلاحیتیں ہیں جو یا۔ مجھے  
 یقین ہے کہ اگر تم خود کو شش کرتی تو اب تک کوئی نہ کوئی کلیو  
 مل چکا ہوتا"..... عمران نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ اب میں خود بھی کو شش کرتی ہوں"..... جو یا  
 نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے ایکسٹوٹو طرف سے اس کی  
 اس طرح کھلے عام تعریف نے اسے مسرور تو کرنا ہی تھا۔

"میں عمران کو جہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ تم نے عمران کے  
 ساتھ مل کر مارشیا کو تلاش کرنا ہے"..... عمران نے کہا تو سامنے  
 بیٹھا ہوا بلیک زرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"چیف۔ عمران کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلی اسے  
 تلاش کر لوں گی"..... جو یا نے کہا۔

"مجھے مارشیا اور جیسکی دونوں فوراً چاہئیں اور تم اور پوری

ہے۔ یوں لگتا ہے کہ دونوں اچانک غائب ہو گئے ہوں"..... بلیک  
 زرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کہیں ملک سے باہر نہ چلے گئے ہوں"..... عمران نے کہا۔  
 "لگتا تو ایسے ہی ہے"..... بلیک زرو نے جواب دیا۔

"سیکریٹ سروس کو کوئی نہ کوئی کلیو تو بہر حال ڈھونڈنا ہی  
 چاہیے تھا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا  
 کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے لیکن پھر  
 اچانک اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بھلے یہ بتاؤ کہ جو یا نے کب آخری بار جیسکی رپورٹ دی تھی"۔  
 عمران نے بلیک زرو سے پوچھا۔  
 "ابھی ایک گھنٹہ پہلے۔ کیوں"..... بلیک زرو نے چونک کر  
 کہا۔

"کیا جو یا خود بھی اس تلاش میں شامل ہے یا صرف رپورٹس لے  
 رہی ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ سب سے رپورٹس لے رہی ہے"..... بلیک زرو  
 نے جواب دیا تو عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور  
 اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"جو یا بول رہی ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی جو یا کی آواز  
 سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اندر بیٹھ کر پہلے تجھے برف کر دیکھتا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ آؤ۔“ جو یا نے چونک کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر جا کر ایک طرف بٹ کر کھڑی ہو گئی۔ عمران خاموشی سے اندر داخل ہوا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہوا خود ہی سنگ روم میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو یا دروازہ بند کر کے واپس آئی تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”کیا پتہ پتہ کرو گے؟“ جو یا نے کہا۔  
 ”کچھ نہیں۔ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ مارشیا کے بارے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں۔“ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔  
 ”کیا بات ہے۔“ جہاں رو یہ اس طرح کیوں ہے۔“ جو یا نے یکتا لہجے میں کہا۔

”سوری مس جو یا نا فز وائر۔ میں نے وہ کام کرنا ہے جو چیف نے میرے ذمے لگایا ہے اور میرے پاس فضویات کے لئے وقت نہیں ہوتا۔“ عمران کا ہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر تعجب کی جگہیں گہری ہو گئیں اور انہوں نے ایسی احمیت تھی جیسے وہ جو یا سے کبھی واقف ہی نہ رہا ہو۔

”تو میں اب فضویات میں شامل ہو گئی ہوں۔ انھو اور دفع ہو جاؤ۔“ لکھو یہاں سے۔ ابھی اور اسی وقت اور آئندہ تجھے نظر مت نا۔“ جو یا نے یکتا پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور اس کے

سیکٹ سرورس ابھی تک معمولی سا کلیو بھی حاصل نہیں کر سکے۔ یہ جذباتی معاملہ نہیں ہے۔ نکھی۔ بلکہ ہمارے سامنے ملکی مفادات ہیں۔ عمران نے مخصوص لہجے میں غرات ہونے کہا۔  
 ”نکھی ہے سر۔ میں انتظار کرتی ہوں۔“ جو یا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور کھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔  
 ”جو یا اب آپ سے الزام ہو چکی ہے عمران صاحب۔“ بلیک زرو نے بھی اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”دیکھو کب تک رہتی ہے الزام؟“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس بلڈنگ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں جو یا کا فلیٹ تھا۔ بلڈنگ کی پارکنگ میں کار روک کر عمران نیچے اترا اور پھر کار لاک کر کے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جو یا کے فلیٹ کے بند دروازے پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بزن پر پس کر دیا۔  
 ”کون ہے؟“ ڈور فون سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ہوں۔“ مس جو یا نا فز وائر۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔“ جو یا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند کر دیا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جو یا باہر آگئی۔ وہ شاید پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔

”ارے۔ وہ تو میں نے تمہیں مزید خوبصورت بنانے کے لئے دل پر ہتھ رکھ کر ڈائیا لگ بولے تھے۔ بہر حال اس مارشیا کے بارے میں تمہیں جو معلومات ہوں وہ بتا دو۔ حیف انہیں تلاش کرنے کے لئے بے چین رہ رہا ہے اور اگر اسے غصہ آگیا تو پھر میں تم سے بھی زیادہ خوبصورت لگنے لگ جاؤں گا۔“ عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم واقعی دنیا کے سب سے سخت پتھر ہو۔“ اجنبی سخت۔“ جو یا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ وہ تو میرا پیر و مرشد کرنل فریدی ہے۔ ہارڈ سٹون۔ لیکن اس ہارڈ سٹون میں بھی سوراخ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ملیکانے یہ کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔ قطعی ایک جیسے۔“ جو یا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مظلوم واقعی ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ صرف مظلوم۔ بہر حال وہ مارشیا کے بارے میں تم بتا رہی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”کیا بات ہے۔ تم اس میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لینے لگ گئے ہو۔ کیوں۔“ جو یا نے یکتا چونک کر کہا تو عمران مسکرا دیا جو یا کے اس رد عمل نے بتا دیا تھا کہ ایک ہی جھٹکا اس کے لئے کافی ثابت ہوا ہے۔

”میں نہیں۔“ جہارا چیف اس میں دلچسپی لینے لگا ہے۔ پہلے بھی

ساتھ ہی وہ اٹھ کر باہر روم کی طرف دوڑ گئی تو عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھرائی۔

”بس۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی اٹھ کر ریفریگریٹر کھول کر اس میں سے جوس کا ایک ٹن نکالا اور واپس آکر اسے کھول کر سب کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جو یا واپس آئی تو اس کی سوچی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ باہر روم میں روتی رہی ہے۔

”تم۔ تم ابھی تک بیٹھے ہوئے ہو۔“ جو یا نے کہا۔

”ارے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ میں کہاں جاؤں۔ جہارے علاوہ میں تو اور کسی کو جانتا ہی نہیں۔“ عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم گرگت ہو۔ آدمی نہیں ہو۔ تم یقیناً انسان نہیں ہو۔“ جو یا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ایک جوس کا ٹن پی لو۔ اس سے جہارا ہائی بلڈپریشر نارمل ہو جائے گا۔ ایک بات ہے۔ اب تم پہلے سے زیادہ خوبصورت لگنے لگی ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو یا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے اٹھ کر ریفریگریٹر سے جوس کا ٹن نکال لیا۔

”تم نے اس انداز میں مجھے ٹریٹ کیوں کیا تھا جیسے تم واقعی مجھے چلتے تک نہیں۔“ جو یا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔



ظاہر ہی نہیں کرتے اس طرح محبوب بھی شاعر کی پوجا کے باوجود  
بت کی طرح رد عمل ظاہر ہی نہیں کرتا..... عمران نے باقاعدہ  
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ شاعر بھی جہاری طرح کسی اور دنیا کے رہنے والے ہوتے  
ہیں..... جو یا نے فلیٹ کا دروازہ لاک کرتے ہوئے کہا تو عمران  
بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ جہاری بات درست ہے۔ شاعر دراصل خفیہ عاشق  
ہوتے ہیں۔ بے چارے کھلے عام پتھر کھانے سے ڈرتے ہیں اس لئے  
گھما پھرا کر شاعری میں بات کرتے ہیں..... عمران نے مسکراتے  
ہوئے جواب دیا۔

”عمران۔ مجھے اس کیس کی سمجھ نہیں آئی۔ آخر یہ کس قسم کا  
کیس ہے.....“ اچانک جو یا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
”جب تک شادی نہ ہو گئیں کیسے سمجھ میں آ سکتا ہے۔“ عمران  
نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ مشن کیس اور شادی میں کیا تعلق۔“ جو یا  
شاید عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

”ارے۔ تم مشن کیس کی بات کر رہی ہو۔ میں سمجھا لیڈی  
ڈاکٹر والے کیس کی بات کر رہی ہو.....“ عمران نے کہا تو جو یا کا  
چہرہ ہلکتا بگڑا گیا۔

”تم اب انتہائی گھٹیا باتیں کرنے لگے ہو۔“ نانسنس۔ کیا اب

اس نے مجھے فون پر کب تھا کہ اگر میں نے مارشیا کو تلاش نہ کیا تو وہ  
مجھ پر انتہائی سخت سزا نافذ کر دے گا..... عمران نے کہا تو جو یا بے  
اختیار ہنس پڑی۔

”مارشیا کی رہائش گاہ وارمن روڈ پر واقع ستار پلازہ کے فلیٹ نمبر  
ایک سو آٹھ میں ہے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے.....“ جو یا نے کہا۔  
تو پھر آؤ چلیں۔ آج کسی خاتون کے کمرے کی تلاشی لے کر  
دیکھیں کہ کیا ملتا ہے.....“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ جہار کیا خیال ہے۔ وہاں سے کیا ملے گا۔“ جو یا  
نے بھی اٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

”وہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے گھر  
سے دو چیزیں ہی مل سکتی ہیں سب سے تصویر بتاں اور چند حسینوں کے  
خطوط اس لئے مارشیا کے کمرے سے بھی شاید ایسا ہی کچھ ملے۔“  
عمران نے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جو یا بے اختیار  
ہنس پڑی۔ وہ واقعی اب نارمل دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ تصویر بتاں گا کیا مطلب۔ کیا وہ شاعر ہندو تھا جو بتوں کی  
تصویروں اس کے پاس تھیں.....“ جو یا نے فلیٹ سے باہر آتے  
ہوئے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بتاں سے شاعر کا مطلب محبوب ہوتا ہے کیونکہ شاعر اپنے محبوب  
کی پوجا بالکل اسی طرح کرتا ہے جس طرح بتوں کی پوجا کی جاتی ہے  
اور یہ بت اس پوجا کے باوجود بت ہی رہتے ہیں۔ وہ کوئی رد عمل

بھی آنکھوں اور دماغ کا رابطہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی تھی۔ تم نے خود ہی نجانے میری بات سے کیا مطلب اخذ کر لیا۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے باتوں میں نہیں جیسا جاسکتا۔ بہر حال میں یہ پوچھ رہی تھی کہ یہ مشن کیا ہے۔ اگر مصنوعی طور پر یہ بیماری پھیلانی جا رہی ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ علاج تو بہر حال موجود ہے۔۔۔۔۔۔ جو یا نے کہا۔

"علاج بے حد مہنگا ہے اور ہر آدمی یہ علاج کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اب تم خود سوچو اگر پاکیشیا کے پندرہ کروڑ افراد میں سے دو تین کروڑ افراد بھی اندھے ہو جائیں تو ملک کی کیا حالت ہوگی جبکہ یہ ظالم لوگ صرف منافع کمانے کے جگر میں پوری دنیا کے افراد کو نابینا کرنے کے خواہشمند ہیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جو یا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس دوران وہ دونوں کار میں بیٹھ کر سٹار پلازہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ کار عمران کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سٹار پلازہ پہنچ گئے۔ عمران نے کار موڑی اور اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جو ایک سائیڈ پر بنی ہوئی تھی۔ وہاں پہلے سے کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار سائیڈ پر روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مارشیا کے فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھے۔ دروازے پر مارشیا

تھیں تیزی نہیں رہی کہ کسی سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔" جو یا نے مصیبت سے بچ کر کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو خواہ مخواہ غصے میں آگئی۔ اب مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی کہ وہ ممبران کا باقاعدہ سالانہ نہیں بلکہ ماہانہ طبی معائنہ کرایا کرے۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم یہ گھنٹیا بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ جو یا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے شاید طبی معائنے کا لنک لیڈی ڈاکٹر والے کس سے جالمایا تھا۔

"جہیں جس طرح غصہ آنے لگ گیا ہے یہ بائی بلڈپریشر کی نشانی ہے اور بائی بلڈپریشر کو طبی لحاظ سے خاموش قاتل کہا جاتا ہے اس لئے طبی معائنہ ضروری ہے تاکہ ایسی خطرناک بیماریوں کا پتہ چلایا جاسکے۔۔۔۔۔۔ عمران نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے بات ہی ایسی کی تھی۔ بلڈپریشر تو ہائی ہونا ہی تھا۔" جو یا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ مشن کیس اس وقت سمجھ میں آسکتا ہے جب آدمی شادی شدہ ہو۔ یہ مشن ایک ایسی بیماری سے متعلق ہے جسے سی بی کہا جاتا ہے۔ اس بیماری میں آنکھوں اور دماغ کا رابطہ ہلاک ہو جاتا ہے اور انسان مکمل اندھے پن کا شکار ہو جاتا ہے اور شادی شدہ آدمی کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ باوجود آنکھوں کے اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی

گیا جیسے اس کا کسی معاملے سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔  
 "سوری سہاں واقعی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے مشکوک کہا جاسکے۔..... جو یانے مکمل اور تفصیلی تلاشی لینے کے بعد فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ خاتون ہونے کے باوجود تم تلاشی نہیں لے سکی۔ حیرت ہے..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 "کیا مطلب۔ میں کہہ رہی ہوں کہ یہاں کوئی مشکوک چیز نہیں ہے اور واقعی نہیں ہے۔..... جو یانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جہارے نزدیک مشکوک چیز کیا ہوتی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی ڈائری، کوئی کارڈ، کوئی فون نمبر یا کوئی ایسی چیز جس سے اسے ٹریس کیا جاسکے۔..... جو یانے کہا۔

"لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اس کا جیوری باکس دیکھنے میں ہی سارا وقت لگا دیا تھا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جو یانہ کا چہرہ غصے سے لال بھجھو کا سا ہو گیا۔

"نا سنس۔ میں چیک کر رہی تھی کہ اس جیوری باکس میں کوئی خفیہ خانہ تو نہیں ہے اور بس۔..... جو یانے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

"جلو۔ میں جیوری دیکھ لیتا ہوں۔ شاید قیمتی ہو تو مجھے آسانی ہو

کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے جیب سے ایک تار نکالی اور چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکے تھے۔ راہداری چونکہ خالی پڑی ہوئی تھی اس لئے وہ اطمینان سے اندر آگئے اور عمران نے دروازہ بند کر دیا۔

"یہاں کی تلاشی جا چکی ہے۔..... جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران یہاں تلاشی لینے آیا تھا ورنہ مارشیا تو یہاں موجود نہیں تھی۔

"اس لئے تو تمہیں ساتھ لے کر آیا ہوں۔ عقلمند ہی ہوتا ہے جو عقل سے کام لے۔..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔..... جو یانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "کسی خاتون کی رہائش گاہ کی تلاشی خاتون ہی بہتر انداز میں لے سکتی ہے۔ مرد نہیں لے سکتا۔..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جو یانہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"جہارے پاس ہر بات کا پیشگی جواب تیار ہوتا ہے۔..... جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فرمانبرداری اسی کو کہتے ہیں اور میں فرمانبرداری میں اول آسکتا ہوں۔..... عمران نے قدرے رومانس بھرے لہجے میں کہا۔

"بس۔ بس۔ اب یہ باتیں مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔..... جو یانے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود آگے بڑھ کر فلیٹ کی تلاشی لینی شروع کر دی جبکہ عمران ایک طرف کرسی پر اس انداز میں بیٹھ

یہی ہوتا ہے..... عمران نے ناپس کی ایک جوڑی میں سے ایک ناپس اٹھا کر اسے روشنی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"جہاری بات درست ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔ پھر میں نبھانے کیوں خواہ مخواہ خوش فہمیوں میں مبتلا رہتی ہوں....." جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس دوران عمران نے جیوری باکس کی ایک ایک چیز کو چیک کیا اور انہیں میز پر رکھا گیا۔ لیکن یہ سب واقعی عام سی جیولری تھی۔ عمران نے باکس کو اٹایا اور اسے پلٹ کر اس نے میز پر رکھا اور دوسرے لمحے نہ صرف عمران بلکہ جولیا بھی چونک پڑی کیونکہ باکس کے نچلے حصے میں ایسی لکیر نظر آرہی تھی جیسے وہاں کوئی خفیہ خانہ ہو عمران نے انگوٹھے سے سائیز کو دبایا تو چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ایک خانہ کھل گیا۔ اس کے اندر ایک بینک رسید موجود تھی۔ عمران نے رسید اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کیا ہے یہ....." جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "دس لاکھ ڈالر کا چیک مارشیا نے بینک میں جمع کرایا تھا۔ دو ماہ پہلے کی تاریخ میں۔ یہ اس کی رسید ہے....." عمران نے کہا۔  
 "تو اس میں کیا خاص بات ہے....." جولیا نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

"ایک عام سی سیکرٹری کو دس لاکھ ڈالر کا چیک بغیر کسی وجہ

جائے گی....." عمران نے اس الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس کے نچلے خانے میں جیوری باکس موجود تھا۔

"کیسی آسانی....." جولیا نے چونک کر کہا۔

"منہ دکھائی میں جیولری دینی پڑتی ہے اور میں بے چارہ مفلس اور قکلاش آدمی ہوں۔ میں جیولری تو ایک طرف جیولری باکس بھی نہیں غریب سکتا۔ اس طرح یہ جیولری میں اپنی طرف سے آسانی سے دے کر سرخرو ہو جاؤں گا....." عمران نے جواب دیا۔

"تو تم چوری کی جیولری دو گے منہ دکھائی میں....." جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ چوری تو تب ہو جب میں اسے مالک کی اجازت کے بغیر باہر لے جاؤں۔ لیکن اگر ہمیں کھڑے کھڑے منہ دکھائی دے دی جائے تو پھر چوری کیسے ہو گئی....." عمران نے جیولری باکس اٹھا کر اسے سائیز میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے جہاری یہ باتیں مجھ پر جادو سا اثر کرتی تھیں لیکن اب ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے....." اچانک جولیا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"وجہ موجود ہے....." عمران نے جیولری باکس کھولتے ہوئے

کہا۔

"کیا....." جولیا نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ تم اب مایوس ہوتی جا رہی ہو اور مایوسی کا رد عمل

ہو گا کہ سنٹرل ایشیائی جنس کا ڈپٹی ڈائریکٹر بات کر رہا ہے۔  
 "حسن عابدی صاحب۔ ایک اکاؤنٹ نمبر نوٹ کریں۔ اس  
 اکاؤنٹ میں دو ماہ پہلے دس لاکھ ڈالر کا چیک جمع کرایا گیا ہے۔ آپ  
 اس چیک کے بارے میں معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ یہ چیک کس  
 نے جاری کیا ہے اور اس کی دیگر تفصیلات کیا ہیں۔" عمران نے  
 کہا۔

"یس سر۔ بتائیں۔" دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لہجے  
 میں کہا گیا تو عمران نے اسے رسید پر دیکھتے ہوئے تفصیل بتادی۔  
 "ہولڈ کریں جناب۔ میں معلوم کر آتا ہوں۔" منیجر نے کہا۔  
 "درست طور پر چیکنگ کریں۔ یہ اجنبی اہم ملکی معاملہ ہے۔"  
 عمران نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی  
 طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔" قحوی در بعد دوسری طرف  
 سے کہا گیا۔

"یس۔" عمران نے جواب دیا۔

"سر۔ دس لاکھ ڈالر کا یہ چیک سٹی بینک کی کینٹ براؤن کا ہے  
 اور اسے جاری کرنے والے کا نام آرٹلز ہے۔" دوسری طرف سے  
 کہا گیا۔

"اس کی باقی تفصیلات کیا ہیں تاکہ سٹی بینک سے اسے کنفرم

کے نہیں دیا جاسکتا اور اگر یہ اس مارشیا کے لئے عام سی بات ہوتی تو  
 وہ اس رسید کو اس طرح جہاں جیولری باکس کے خفیہ خانے میں  
 چھپا کر نہ رکھتی۔ اس کا مطلب ہے کہ دس لاکھ ڈالر اس کے لئے  
 واقعی ایک بڑی رقم تھی جس کی رسید بھی اس نے سنبھال کر رکھی  
 ہوئی ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر  
 رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع  
 کر دیئے۔

"انکوائری پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی  
 دی۔

"گرینڈ بینک رحمت چوک براؤن کا نمبر دیں۔" عمران نے  
 رسید سے بینک کا نام پڑھتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا  
 گیا اور عمران نے کریڈٹ ڈبایا اور نوٹ آنے پر اس نے ایک بار پھر  
 نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرینڈ بینک۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی  
 دی۔

"منیجر سے بات کرائیں۔ میں ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل ایشیائی جنس  
 بول رہا ہوں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔" منیجر حسن عابدی بول رہا ہوں جناب۔" چند لمحوں بعد  
 ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔ ظاہر ہے اسے بتا دیا گیا

"کون سا اکاؤنٹ جتباب..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو عمران نے تفصیل بتا دی۔

"کس قسم کی معلومات جتباب..... میجر نے کہا۔

"اکاؤنٹ ہولڈر کا مکمل نام وپتہ اور فون نمبر وغیرہ..... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈر کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں..... قحویٰ ذر جد دوبارہ میجر کی آواز سنائی دی۔

"یس..... عمران نے کہا۔

"اکاؤنٹ ہولڈر مسٹر آرٹلڈ جیکب ہیں۔ ان کا پتہ قحری ایسٹ

کالونی ہے۔ فون نمبر بھی نوٹ کر لیں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا گیا۔

"ان کا پیشہ کیا ہے..... عمران نے پوچھا۔

"ہولڈر کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں..... میجر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر میں فیلڈ معلومات جیکب کر کے بتا رہا ہے۔

"ہیلو سر..... چند لمحوں بعد میجر کی آواز سنائی دی۔

"یس..... عمران نے کہا۔

"جتباب۔ مسٹر آرٹلڈ میڈیسن اسپورٹر ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کے آفس کا پتہ ہے آپ کے پاس..... عمران نے پوچھا۔

کیا جاسکے..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از اسٹیٹ سیکرٹ۔ آپ نے اسے کسی پراوپن نہیں کرنا..... عمران کا لہجہ یکھت سرد ہو گیا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پر یس کر کے انکوائری سے سنی بینک کی کینٹ براؤنج کا نمبر بیا اور پھر یہ نمبر پر یس کر دیا۔

"سنی بینک کینٹ براؤنج..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں۔ میجر سے بات کرائیں..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈر کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میجر سنی بینک کینٹ براؤنج بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں..... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کے پاس ایک اکاؤنٹ ہے اس کے بارے میں تفصیلات سنرل انٹیلی جنس کو چاہئیں..... عمران نے کہا۔

"کیا تم اس سے ملاقات کرنا چاہتے ہو؟..... جو یانے کہا۔  
 "نہیں۔ اس طرح ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں یہ رپورٹ  
 چیف کو دوں گا اور چیف اس کی نگرانی کرانے گا۔ اس کا فون پیپ  
 ہو گا اور پھر اگر کوئی مشکوک بات ثابت ہوئی تو جیننگ بھی ہو سکتی  
 ہے۔ بہر حال نہ ہونے سے کچھ ہوتا بہتر ہے۔..... عمران نے بیرونی  
 دروازے کی طرف جھٹھے ہوئے کہا تو جو یانے شبہت میں سر ہلا دیا۔

"نوسر۔ ہمارے پاس صرف رہائش گاہ کا پتہ ہے۔..... میجر نے  
 جواب دیا۔  
 "اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از اسٹیٹ سیکرٹ اسے  
 اوپن نہیں ہونا چاہئے۔..... عمران کا لہجہ ٹھٹھٹ سرد ہو گیا۔  
 "نوسر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو  
 عمران نے ایک بار پھر کریڈل دیا اور ٹون آنے پر نمبر بریس کرنے  
 شروع کر دیئے۔  
 "ہی۔..... ایک سردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا اور  
 بولنے والا یقیناً غیر ملکی تھا۔  
 "مسٹر آرنلڈ جیکب سے بات کرائیں۔ میں روٹالڈ بول رہا ہوں  
 گریٹ بیٹھ سے۔..... عمران نے کہا۔  
 "سوری مسٹر۔ آپ اندر کے جنس میجر سے بات کر لیں۔ وہ ان  
 دنوں بیمار ہیں اس لئے کسی کاروباری معاملے کو ڈیل نہیں کر  
 سکتے۔..... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس  
 کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔  
 "آؤ۔ اب یہاں سے چلیں۔..... عمران نے رسیور رکھتے ہوئے  
 کہا۔  
 "کیا یہ آرنلڈ بھی مشکوک ہو سکتا ہے؟..... جو یانے کہا۔  
 "ہاں۔ اس کا تعلق میڈیسن سے ہے اور یہی بات اسے مشکوک  
 کر رہی ہے۔..... عمران نے کہا۔

"باس - اصل بات یہ ہے کہ میں نے کمیوٹر سے چیک کیا ہے یہ فون کال گرسٹ لینڈ کی بجائے ہمیں سے اور مارشیا کے فلیٹ سے کی جا رہی تھی"..... روڈی نے کہا تو آرنلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ - اوہ - ویری بیڈ - کیا مطلب - مارشیا کا فلیٹ تو بند ہو گا۔ کیا مطلب....." آرنلڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس - میرا خیال ہے کہ مارشیا اور جیکسن کی گمشدگی کو چیک کیا جا رہا ہے اور مارشیا کے فلیٹ سے یقیناً کوئی ایسا کمیو انہیں ملا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ تک پہنچے ہیں اور اب ہوستا ہے کہ وہ یہاں سرکاری طور پر ریڈ کریں"..... روڈی نے کہا۔

"یہاں انہیں کیا ملے گا۔ ہم کوئی جرم تو نہیں کر رہے اور نہ ہی ہم کسی مشکوک سرگرمی میں ملوث ہیں اور بقاہر ہمارا مارشیا اور جیکسن سے کوئی تعلق بھی نہیں تھا۔ پھر....." آرنلڈ نے کہا۔

"باس - یہ ایشیائی لوگ اس قدر مہذب نہیں ہوتے کہ باقاعدہ پوچھ گچھ کریں سبہاں تو پولیس اور انٹیلی جنس محض ترین افراد پر بھی تھرڈ ڈگری استعمال کرتی ہے اور اگر انہوں نے ایسا آپ کے ساتھ کیا تو سب کچھ سامنے آجائے گا....." روڈی نے کہا۔

"اوہ - اوہ - ویری بیڈ - تو اب کیا ہونا چاہیے....." آرنلڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ لاڈ صاحب سے بات کریں - پھر جیسے وہ حکم دیں ویسے ہی کرنا ہو گا....." روڈی نے کہا۔

آرنلڈ اپنے آفس بنا کرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرنلڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسپونڈ اٹھا لیا۔

"یس....." آرنلڈ نے کہا۔

"روڈی بول رہا ہوں - باس....." دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری اور میجر روڈی کی آواز سنائی دی۔

"یس - کیوں فون کیا ہے - کوئی خاص بات....." آرنلڈ نے کہا۔

"باس - ابھی ابھی ایک کال ہے - کوئی رونا لڈ بول رہا تھا - اس نے کہا کہ وہ گرسٹ لینڈ سے بات کر رہا ہے اور آپ سے بات کرنا چاہتا ہے....." روڈی نے کہا۔

"گرسٹ سے - کون ہے یہ رونا لڈ....." آرنلڈ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



گے۔ پھر وہاں سے تم اکیریبیا اطمینان سے آ سکتے ہو..... لارڈ نے کہا۔

”وہ ٹارگٹ۔ اس کا کیا ہو گا؟..... آرئلڈ نے کہا۔

”فی الحال سب کچھ بھول جاؤ۔ بعد میں دیکھیں گے“..... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آرئلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ روڈی کو تیار کر کے وہ فوراً پاکیشیا چھوڑ سکے۔

”اوہ اچھا..... آرئلڈ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر برس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی لارڈ کی مخصوص آواز سنائی دی یہ ان کا براہ راست فون نمبر تھا۔

”آرئلڈ بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... آرئلڈ نے کہا۔

”یس۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات..... لارڈ نے چونک کر پوچھا تو آرئلڈ نے روڈی سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جس مقصد کے لئے جیکسن اور مارشیا کو ہلاک کیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا اور انٹیلی جنس کو جہاز اکیو مل گیا ہے۔ روڈی ٹھیک کہہ رہا ہے کہ وہ جہازے حلق میں اٹلی ڈال کر سب کچھ اگوا لیں گے۔ ویری بیڈ۔ لارڈ نے کہا۔

”پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب..... آرئلڈ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”تم فوری طور پر کسی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیریبیا واپس آ جاؤ۔ روڈی کو بھی ساتھ لے آؤ اور اپنی رہائش گاہ سے سب اکیو ختم کر دو۔ لیکن یہ سب کچھ انتہائی تیز رفتاری سے ہونا چاہئے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے اور سنو۔ بہتر ہے کہ تم پاکیشیا سے طیارہ چارٹرڈ کر اکر کافرستان پہنچ جاؤ ورنہ اکیریبیا پہنچنے میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور کوئی بھی جیکر اس دوران چل سکتا ہے۔ کافرستان تم جلدی پہنچ جاؤ

خوفناک بزنس کرائم ختم نہیں ہو سکتا اور آرنلڈ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹنڈ۔۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص بجے میں کہا۔

”صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ایئر پورٹ سے۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی مودبانہ آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

”ایئر پورٹ سے کیوں۔۔۔۔۔۔ عمران نے سرد بجے میں کہا۔

”میں اور کیپٹن شکیل تھری ایسٹ کالونی پہنچے تو ہمیں فوراً احساس ہو گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ سچا پتہ ہم عقبی طرف سے اندر گئے تو واقعی کوٹھی خالی پڑی تھی اور کوٹھی کی حالت سے لگتا تھا کہ اسے خالی ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔ ہم نے باہر آکر ارد گرد سے معلومات حاصل کیں تو ایک کوٹھی کے چوکیدار نے بتایا کہ ہمارے پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے کوٹھی میں رہائش پذیر مسٹر آرنلڈ اور اس کا ملازم سرخ رنگ کی کار میں کوٹھی سے نکل کر گئے ہیں۔ کار کے بارے میں بھی اس سے تفصیلات مل گئیں جس پر میں نے کیپٹن شکیل کو دیں چھوڑا اور خود کار کو چیک کرنے کے لئے گیا۔ کالونی کے مین گیٹ سے مجھے معلوم ہو گیا کہ کار میں واقعی آرنلڈ اور اس کا ملازم رومڑی تھا۔ یہ کالونی ریونیوٹ ہے اور پوری کالونی کے

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ وہ جو لیا کہ اس کے فلیٹ پر ڈراپ کر کے سیدھا دانش منزل پہنچا تھا اور اس نے یہاں سے کال کر کے صفدر کو کہہ دیا تھا کہ وہ کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر آرنلڈ جیکب کی رہائش گاہ تھری ایسٹ کالونی کی نگرانی کرے اور اس کا فون بھی میپ کیا جائے اور اس سے ملنے کے لئے آنے والے لوگوں کی بھی چیکنگ کی جائے۔

”عمران صاحب۔ آپ اسے براہ راست کیوں نہیں چیک کرنا چاہتے۔۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ دس لاکھ ڈالر والا سلسلہ کوئی اور ہو اور پھر اگر آرنلڈ کا تعلق واقعی اسی جکر سے ہے تو یقیناً اس کے دوسرے رابطے بھی ہوں گے۔ جب تک ان تمام رابطوں کو چیک نہ کر لیا جائے یہ

"اوکے"..... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر نوں آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص جے میں کہا۔

"یس سر"..... ناٹران نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دو ایکریمین دس پندرہ منٹ پہلے چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا سے کافرستان روانہ ہوئے ہیں۔ وہ یقیناً پندرہ منٹ بعد کافرستان پہنچ جائیں گے۔ ان کے چلیئے نوٹ کر لو۔ انہیں تم نے بے ہوش کر کے دوبارہ پاکیشیا بھجوانا ہے۔ فوری حرکت میں آ جاؤ"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں کے چلیئے، نام اور طیارے کی تفصیلات بتا دیں۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ان کا اس طرح فرار ہونا بتا رہا ہے کہ ہم اصل آدمیوں تک پہنچ گئے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ لوگ یہاں کے سیٹ اپ کے ذمے دار ہوں گے اور اصل آدمی یقیناً ایکریمینیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود لارڈ سنونا ہو یا اس کا کوئی اور آدمی"..... عمران نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ آئندہ کے لئے انہیں کیسے روکا جائے۔"

گرد آونگی چار دیواری ہے اور اس کالونی کی تمام کونھیاں ایک پراپرٹی گروپ کی ملکیت ہیں جو انہیں فرنٹڈ حالت میں کرائے پر دیتے ہیں۔ اس گروپ کا آفس مین گیٹ کے قریب ہے۔ جہاں سے کونھیاں کرائے پر لی جاسکتی ہیں یا اگر کوٹھی خالی کرنی ہو تو اس کی اطلاع بھی جہاں دینی پڑتی ہے۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ آرٹنڈ صاحب اپنے ملازم کبہ ساتھ کافرستان جا رہے ہیں۔ جہاں سے وہ ایکریمینیا جائیں گے۔ البتہ انہوں نے کوٹھی چھوڑنے کی بجائے اس کا دو ماہ کا پیٹنگی کرایہ بھی ادا کر دیا ہے تاکہ کوٹھی کسی اور کو نہ دی جائے۔ یہ مصومات لینے کے بعد ایرپورٹ پہنچا تو وہ سرخ کار وہاں موجود تھی اور پھر جہاں تھوڑی سی انکوائری کرنے سے ہی معلوم ہو گیا کہ آرٹنڈ اور اس کا ملازم روڈی دونوں چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان روانہ ہو گئے ہیں اس لئے میں ایرپورٹ سے ہی آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"..... صفدر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کے چلیئے تو تم نے معلوم کئے ہوں گے۔ وہ تفصیل بتا دو"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چلیئے بتا دیئے گئے۔

"کب روانہ ہوئے ہیں وہ اور اس طیارے کی کیا تفصیل ہے"..... عمران نے کہا۔

"میرے ایرپورٹ پہنچنے سے دس منٹ پہلے طیارہ روانہ ہوا ہے"..... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مزید تفصیل بھی بتا دی۔

”کس ذریعے سے یہ جلد از جلد اور محفوظ انداز میں پاکیشیا پہنچ سکے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”سمندر کے راستے جناب۔ سپیشل ٹرالر کے ذریعے یہ آٹھ گھنٹوں کے اندر پاکیشیا پہنچ جائیں گے..... ناٹران نے کہا۔  
”کہاں پہنچایا جائے گا انہیں تاکہ انہیں وہاں سے پک کر لیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”دارالحکومت کے رلوائی گھاٹ پر جناب۔ سپیشل ٹرالر کے بارے میں تفصیلات آپ تک پہنچ جائیں گی..... ناٹران نے کہا۔  
”اوکے۔“ مجھا دو..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ناٹران نے فون کر کے نذر کے بارے میں اور اس کے ساتھ آنے والے آدمی کے بارے میں تفصیل بتا دی تو عمران نے رانا ہاؤس فون کر کے جوزف اور جون کو کہہ دیا کہ وہ رلوائی گھاٹ سے ان دونوں افراد کو خصوصی وین کے ذریعے رانا ہاؤس پہنچا کر اسے اطلاع دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔

”گراہم بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ریڈیو میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خصوصی فارن لیکنٹ کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ نہ سکا تھا کہ عمران نے گراہم کو کیوں کال کیا ہے۔

”حیف بول رہا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

بلیک زیرو نے کہا۔

”پہلے یہ گروپ ہاتھ لگ جائے پھر ان سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا کہ ان کا طریقہ واردات کیا ہے اور ان کے علاوہ اور کون کون سے گروپ یہ کام کر رہے ہیں۔ پھر اس معاملے کو بھی دیکھ لیں گے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹن..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ناٹران بول رہا ہوں حیف..... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”دونوں کو بے ہوش کر کے خصوصی پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا ہے جناب۔ اب آپ فرمائیں کہ انہیں کس ذریعے سے بھجوا دیا جائے۔“ ناٹران نے کہا۔

”کیسے کام کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میں نے ایئر پورٹ پر موجود اپنے آدمی کو ہوشیار کر دیا کیونکہ وقت بے حد کم تھا۔ پھر یہ دونوں ایئر پورٹ پر پہنچ کر ہوٹل سن شائن گئے۔ میرا آدمی ان کا تعاقب کرتا رہا۔ پھر اس ہوٹل سے انہیں بے ہوش کر کے خفیہ راستے سے نکال کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا اور اب یہ وہاں موجود ہیں“..... ناٹران نے جواب دیا۔

پھیلائی جاتی رہی ہے جس سے اس بیماری کے مریض سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں سامنے آنے لگے ہیں اور پھر اس گروپ نے جہاں کے محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام کو بیماری رشوتیں دے کر اس بیماری کے علاج کے انجمن کی قیمت اس قدر زیادہ مقرر کرائی ہے کہ عام غریب آدمی تو ایک طرف متوسط طبقے کے افراد بھی یہ علاج کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس بیماری کے علاج کے لئے ایک مریض کو فوری طور پر دس لاکھ پاکیشیائی روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں ہزاروں مریض ایسے سامنے آئے ہیں جو علاج نہ کرانے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے اندھے بن کا شکار ہو گئے ہیں۔.....

عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اودہ چیف۔ یہ تو عجیب اور نیا جرم ہے۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اس انداز میں بھی جرم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چیف مریض علاج ہی نہ کرا سکیں گے تو پھر اس گروپ کو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟..... گراہم نے کہا۔

”یہی بات بتانے کے لئے تمہیں تفصیل بتانی گئی ہے۔“ عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”یس چیف۔..... دوسری طرف سے گراہم نے کہا۔

”عام حالات میں اس بیماری کے مریض لاکھ ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی تعداد بے حد کم ہوتی ہے۔ اگر پاکیشیا کی آبادی کو مد نظر رکھ کر تناسب نکالا جائے تو پندرہ کروڑ کی آبادی میں سے اس بیماری کے

”یس سر۔..... دوسری طرف سے گراہم کا بچہ لکھت ہو رہا ہے۔

”ایکریما میں میڈین کے بڑے بڑے ڈسٹری بیوٹرز گروپ ہیں جو میڈین تیار کرنے والی ملٹی نیشنل کمپنیوں سے ان کی ادویات کی بڑی کھسکیں اٹھاتے ہیں اور پھر اپنے طور پر انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں چھوٹے ڈسٹری بیوٹرز کے ذریعے فروخت کرتے ہیں۔ کیا تمہیں اس بارے میں معلومات ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”نہیں جنتاب۔ میڈین بزنس سے میرا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔..... گراہم نے جواب دیا۔

”ایکریما میں ایسا ہی ایک بڑا میڈین ڈسٹری بیوٹر گروپ ہے جس کا نام لارڈ سنونا میڈیسن انٹرنیشنل ڈسٹری بیوٹرز ہے اور ولنگٹن میں اس کا ہیڈ آفس ہے۔ اس کا مالک یا چیئرمین لارڈ سنونا ہے۔ یہ لارڈ سنونا صرف میڈین فروخت نہیں کرتا بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے اور انتہائی منافع کمانے کے لئے یہ گروپ پہلے اس بیماری کو مصنوعی طور پر پھیلاتا ہے جس کی انہوں نے اس ملک میں مارکیٹنگ کرنی ہوتی ہے اور بھی ایسے گروپ ہوں گے لیکن یہ گروپ سب سے زیادہ اس ناجائز کام میں ملوث ہے۔ اس گروپ نے ابھی حال ہی میں پاکیشیا میں اندھے پن کی بیماری پھیلانے کے لئے مصنوعی اور مجرا نہ طریقے استعمال کئے ہیں کہ پاکیشیا کے تمام بڑے شہروں میں مسلسل ایسی گیس فضا میں

”عمران صاحب نے اسے ہلاک ہی کرنا ہے۔ یہ کام میں بھی کر لوں گا جیف“..... گراہم نے کہا۔

”اگر لارڈ سنونا کو ویسے ہی ہلاک کر دیا گیا تو اس ساری کارروائی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ دوسرے گروپ اور لارڈ سنونا کا گروپ یہ کام کرتا رہے گا اور ہم کب تک اور کہاں تک انہیں روک سکتے ہیں اس لئے عمران اسے مجبور کر دے گا کہ وہ پوری دنیا کے سلسلے لپٹے اس خوفناک بزنس کرائم کو خود اپن کرے اور اس کی تفصیلات بتائے تاکہ پوری دنیا اور خاص طور پر اکیڑہائیں حکام کو اس کا علم ہو سکے کہ ان کی ملٹی نیشنل کمپنیاں اور ڈسٹری بیوٹرز گروپ کس سطح کے بزنس کرائم میں ملوث ہیں۔ اس کے نیچے میں پوری دنیا اس انداز کے بزنس کرائم سے آگاہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ یہ خوفناک کھیل نہ کھیلا جاسکے گا“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایس جیف۔ آپ واقعی انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں۔ ٹھیک ہے جیف۔ آپ عمران صاحب کو مجبوا دیں۔ میں اپنا کام ان کے پہنچنے تک آسانی سے مکمل کر لوں گا“..... گراہم نے کہا۔

”تم اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لو اور اسے اغوا کرنے کی تیاری مکمل کر لو لیکن اسے اس وقت تک اغوا نہ کرنا جب تک تمہیں اس کا باقاعدہ حکم نہ دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”ایس جیف۔ جیسے آپ کا حکم ہو“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

مریض ایک سو سے بھی کم ہوں گے اور ظاہر ہے اس قدر کم مریضوں سے ملٹی نیشنل کمپنی اور لارڈ سنونا گروپ کیا منافع کما سکے گا اس لئے اسے مصنوعی طور پر پھیلانے کی منصوبہ بندی کی گئی تاکہ یہ تعداد لاکھوں میں پہنچ جائے اور لازماً لاکھوں میں سے غریب اور متوسط طبقے کو نکال کھ امرا طبقے سے نصف تعداد ایسے مریضوں کی ہوگی جو علاج کرا سکیں گے اور اگر اس بیماری کو مصنوعی طور پر پورے پاکستان میں پھیلا دیا جائے اور مسلسل پھیلا جاتا رہے تو مریضوں کی تعداد کروڑوں میں جاسکتی ہے۔ اس طرح اس کمپنی اور ڈسٹری بیوٹرز گروپ کا صرف اس بیماری کے علاج کے ناجائز منافع کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس طرح یقیناً پندرہ کروڑ افراد میں سے کم از کم دو کروڑ افراد ایسے ہوں گے جو علاج نہ کرا سکیں گے اور ہمیشہ کے لئے نابینا ہو کر معذور ہو جائیں گے۔ اس طرح پورے ملک پر بوجھ بڑھ جائے گا۔ چنانچہ ہم نے اس کا نوٹس لیا اور پھر پاکستان میں ان کا سیٹ اپ ختم کر دیا گیا لیکن لارڈ سنونا جو اس سارے بزنس کرائم کے پیچھے ہے وہ یقیناً آسانی سے یہاں دوسرا گروپ بھیج سکتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کرائم کے خاتمہ کے لئے اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور یہ کام تم نے اس انداز میں کرنا ہے کہ اس لارڈ سنونا کو اغوا کر کے لپٹے کسی مخصوص پوائنٹ پر لے جاؤ۔ میں یہاں سے عمران کو اکیڑہائیں بھیج رہا ہوں۔ وہ اس سے نمٹ لے گا“..... عمران نے کہا۔

"ان دونوں کو بھی میں مرنے کا چارٹرڈ طیارے کے ذریعے  
ایکریما لے جاؤں گا جہاں یہ دونوں بھی لارڈ سنونا کے ساتھ ساتھ  
میڈیا کو اس بزنس کرائم کی عملی صورتوں کے بارے میں بتائیں  
گے۔"..... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب یہ بہت بڑا کام ہے۔ آپ اکیلے اور وہ بھی  
ایکریما میں اسے کیسے کریں گے؟..... بلیک زرو نے چند لمحے  
خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مجھے معلوم ہے جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ ایکریما  
کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن میرے اٹکل بھی ہیں اور سرسلطان کی  
طرح انتہائی اصول پسند تھی۔ جب سب کچھ ان کے سامنے لایا جائے  
گا تو وہ مجھ سے زیادہ جوش سے اس کی روک تھام کے لئے کام کریں  
گے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی لارڈ مارٹن کی وجہ سے واقعی جو کچھ آپ سوچ  
رہے ہیں وہ ممکن ہو جائے گا۔ لیکن عمران صاحب اس طرح اس کا  
کریڈٹ ایکریما لے جانے کا؟..... بلیک زرو نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ لارڈ مارٹن سرسلطان کی طرح اصول  
پسند آدمی ہیں اس لئے بے فکر رہو۔ اس کا کریڈٹ پاکیشیا سیکرٹ  
سروس کے پاس ہی رہے گا۔"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ مجھے ایکریما سے فون کر  
کے بتادیں کہ یہ سب کچھ کب ہو گا تاکہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس

"آپ خود ایکریما جاتیں گے عمران صاحب؟..... بلیک زرو نے  
کہا۔

"ہاں۔ اس لارڈ سنونا کو عالمی میڈیا کے سامنے اس انداز میں  
لانے کے لئے کہ وہ اس خوفناک بزنس کرائم کی تمام تفصیلات اپنے  
منہ سے خود سب کو بتائے۔ مجھے وہاں جا کر بے حد محنت کرنی پڑے  
گی۔"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح یہ ساری کارروائی صرف ایکریمین میڈیا کے  
سامنے ہی آئے گی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"..... بلیک زرو  
نے کہا۔

"نہیں۔ اس بزنس کرائم کے سلسلے میں پہلے پورے عالمی میڈیا  
پر باقاعدہ اعلانات کئے جائیں گے اور جب پوری دنیا اس کی طرف  
متوجہ ہو جائے گی تو پھر ایک ایسی پریس کانفرنس میں اس لارڈ سنونا  
کو سامنے لایا جائے گا جس میں پوری دنیا کے ٹی وی چینلز، اخبارات  
اور ریڈیو کے نمائندے شامل ہوں گے اور ایکریما کے ماحول کے  
مطابق لارڈ سنونا سے آزادانہ سوالات بھی پوچھے جائیں گے۔ اس  
طرح یہ بزنس کرائم پوری دنیا میں اوپن ہو جائے گا اور پوری دنیا نہ  
صرف اس سے آگاہ ہو جائے گی بلکہ آئندہ کے لئے اس کی روک تھام  
میں بھی یقیناً مدد ملے گی۔"..... عمران نے کہا۔

"آپ نے واقعی بہت گہری بات سوچی ہے۔ لیکن ناٹران جن صاحب  
افراد کو مجھارہا ہے ان کا کیا کرنا ہے؟..... بلیک زرو نے کہا۔

کو میٹنگ ہال میں کال کر کے انہیں بھی یہ ساری کارروائی دکھا سکوں"..... بلیک زرو نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ میں اطلاع کر دوں گا"..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے ہی بلیک زرو بھی احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ارکان موجود تھے۔ انہیں ایکسٹرنل کال کر کے بلایا تھا اور وہ سب حیران تھے کہ اس طرح اچانک انہیں کیوں کال کیا گیا ہے اور اسی بارے میں وہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ تقریباً سب کا خیال تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہونے والا ہے اور اس کی بریفنگ کے لئے انہیں جہاں کال کیا گیا ہے اور یہ مشن اس قدر اہم ہے کہ پوری سیکرٹ سروس کو کال کیا گیا ہے۔  
 "لیکن اگر واقعی کوئی نیا اور بڑا کیس ہوتا تو عمران صاحب لازماً جہاں موجود ہوتے"..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔  
 "اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر تو نہیں ہے۔ صرف کرائے کا آدمی ہے"..... تنویر نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔



مودبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران کی کارکردگی دکھانے کے لئے تو میں نے تم سب کو یہاں کال کیا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ عمران پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے اپنے غور پر بھی کیا کرتا رہتا ہے۔ تمہارے درمیان ہونے والی بات چیت بالکل پہنچتی رہتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تنویر نے عمران کے بارے میں کیا رینارکس پاس کئے ہیں اور تم نے اور صفدر نے کیا رینارکس دیئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ عمران سیکرٹ سروس کارکن نہیں ہے مگر عمران پاکیشیا کا ایسا سرمایہ افتخار ہے جس کا نعم البدل پوری دنیا میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس کی فصولیات سننے کے باوجود اسے کوئی سزا نہیں دیتا۔“ چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ باقی سب افراد کے چہروں پر چمک سی اجڑائی۔

”چیف۔ عمران کی کس کارکردگی کی بات آپ کر رہے ہیں۔“ جولیائے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ سی بی بیماری کے سلسلے میں یہاں کام ہوتا رہا ہے۔ تم سب نے بھی اس میں تھوڑا سا حصہ لیا ہے لیکن چونکہ یہ کمپن سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا تھا اس لئے میں نے اس معاملے میں تم لوگوں کو زیادہ کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن عمران چونکہ آزاد آدمی ہے اس لئے اپنے طور پر وہ اس خوفناک

”تمہارے اندر آخر عمران کے لئے کیوں اس قدر زہر بھرا ہوا ہے کہ تم اس کا نام سننے ہی زہر اگنا شروع کر دیتے ہو۔“ جولیائے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”میں سچ بولتا ہوں مس جولیاء اور ہمیشہ سچ بولتا رہوں گا۔“ تنویر نے اس سے بھی زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ سچ اس انداز میں بولنا چاہئے کہ اس سے دوسروں کی دل شکنی نہ ہو۔ عمران ہمارا ساتھی ہے اور وہ کرائے کا آدمی نہیں ہے۔ اگر وہ صرف کرائے کا آدمی ہوتا تو اسرائیل پوری دنیا کے یہودیوں کی دولت دے کر بھی اسے ہائر کرنے پر تیار ہو جاتا۔ وہ دراصل اپنی مرضی کا مالک ہے اور آزاد منش آدمی ہے اس لئے وہ سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہوتا ورنہ تم بھی جلتے ہو کہ اگر وہ سیکرٹ سروس میں شامل ہونا چاہے تو چیف ایک لمحہ بھی در نہ لگاتے۔“ صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو۔ تم سب پر اس نے جادو کر رکھا ہے۔ تم اسی کا ہی ذمہ بھرتے ہو۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ٹرانسمیٹر کے آن ہونے کی آواز سنائی دی تو وہ سب چوکنا ہو گئے۔

”کیا تم سب ممبرز آگئے ہو۔“ چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یہیں چیف۔ سوائے عمران کے سب موجود ہیں۔“ جولیائے

کے مرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ سامنے ایک سیٹج تھا جس پر ایک ڈانس موجود تھا۔ ہال میں ہر طرف کیرے لگے ہوئے تھے۔ وہ سب حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ اچانک منظر بدلا اور سکرین پر ایک اناؤنسر نظر آنے لگے۔

”اس وقت ہمارا یہ جینٹل پوری دنیا کے تمام چینلز کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے اس لئے اس وقت جو پتہ ہم سے چینل پر پیش کیا جا رہا ہے وہی پوری دنیا کے تمام چینلز پر نظر آ رہا ہو گا اور جیسا کہ گزشتہ دو روز سے پوری دنیا کے چینلز پر اعلانات کئے جا رہے تھے کہ بزنس کرائم کے سلسلہ میں ایک خصوصی پریس کانفرنس پیش کی جائے گی۔ اس وقت وہی کانفرنس پیش کی جا رہی ہے اس پریس کانفرنس میں پوری دنیا کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان موجود ہیں۔ اس پریس کانفرنس کا انعقاد انگریزیا کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن صاحب کی خصوصی ہدایت پر کیا جا رہا ہے تاکہ انگریزیا سمیت پوری دنیا کی حکومتیں اور عوام اس خوفناک بزنس کرائم سے آگاہ ہو سکیں۔ اس سلسلے میں تمام کارروائی پاکیشیا کے ایک انسان دوست جناب علی عمران صاحب نے کی ہے اور وہی اس پریس کانفرنس کے سیٹج سیکرٹری ہیں۔ جناب علی عمران صاحب فرام پاکیشیا..... اناؤنسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جھماکے کے ساتھ دوبارہ ہال کا منظر سامنے آیا تو اب عمران سیٹج کے اوپر ڈانس کے پیچھے کھڑا نظر آ رہا تھا۔ اس نے ملٹی کمر ہاں پہنا ہوا تھا اور اس کے چہرے

سازش کے پیچھے لگا ہوا اور پھر اس نے نہ صرف اس کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا بلکہ اس نے اس کرائم کی مستقل روک تھام کے لئے ایسے اقدامات کئے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ کم از کم اس طرح کا بھیانک بزنس کرائم دوبارہ جلد وقوع پذیر نہ ہو سکے گا۔ اس کرائم کو بزنس کرائم کا نام عمران نے دیا ہے اور یہ واقعی اس کا بہترین نام ہے۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ لیکن..... جو لیانے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ لیکن تھوڑی دیر انتظار کرو۔ سب کچھ تمہارے سامنے آجائے گا..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی اور ٹرانسمیٹر بجنے والا بلب بج گیا۔

”آج تو چیف بھی عمران کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ کوئی خاص بات ہی لگتی ہے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک جتنک کی آواز کے ساتھ ہی سلسلے موجود دیوار کا ایک حصہ الماری کے پٹ کی طرح کھسک کر سائیڈ پر ہو گیا اور وہ سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے جہاں چند لمحے پہلے دیوار تھی۔ اب وہاں ٹی وی سکرین موجود تھی اور پھر ٹی وی آن ہو گیا اور دوسرے لمحے جھماکے سے اس پر ایک انگریزین چینل آن ہو گیا جس میں ایک بہت بڑے ہال کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں تقریباً ہر قومیت

دوسروں سے حسد تو ایک طرف رشک بھی نہیں کرتا۔ یہ کلمہ فخر ہے نہ کہ کلمہ تحقیر..... عمران نے جواب دیا تو وہ آدمی جس نے کلمہ دے ہو کر بات کی تھی بے اختیار سر جھکا یا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سبج کے عقب میں دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر بھاری جسم اور چوڑے چہرے کا مالک نمودار ہوا۔

”استقبال کیجئے۔ ایکریما کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن صاحب جو میرے اٹکل ہیں اور جن کی وصیت میں اپنا نہ بھوانے کے لئے ان کی مٹیوں کرتا رہتا ہوں.....“ عمران نے کہا تو ان میں ایک بار پھر قہقہے گونج اٹھے۔ لارڈ مارٹن جو کرسی پر بیٹھنے لگے تھے بجائے بیٹھنے کے مڑے اور سیدھے ڈانس پر آگئے۔ عمران بڑے مودبانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔

”لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ یہ نوجوان علی عمران جس نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ آف سائنس کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے صرف پاکیشیا کا ہی نہیں پوری دنیا کا قابل افتخار سرمایہ ہے۔ یہ نوجوان پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا میں جرائم کے مقابل سب سے سخت چٹان کا درجہ رکھتا ہے۔ پورے دنیا کے مجرم اور بین الاقوامی مجرم تحقیق میں اس سے خوفزدہ رہتی ہیں۔ اس وقت جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے یہ ایسے جرم کی بابت ہے جسے جرم کرائم کہا جا سکتا ہے اور مجھے شرمندگی ہے کہ اس جرم کرائم میں ایکریما کی ایک فرم ملوث ہے۔ اس کی تفصیل علی عمران آپ

پر حماقتوں کی آبشار پوری روانی سے بہہ رہی تھی۔ وہ اس طرح ہال میں موجود افراد کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اتنے لوگ جہاں موجود ہو سکتے ہیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب یہ بکواس شروع کر دے گا اور پوری دنیا میں پاکیشیا کلمہ بے عزتی اور رسوائی ہوگی.....“ تنویر نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کاش چیف اسے اس موقع پر نہ بھیجتا.....“ جو یا نے ہنس پجاتے ہوئے کہا۔

”مینڈ اینڈ جنٹلمین۔ میرا نام فقیر فقیر پر تقصیر بیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں براعظم ایشیا کے عظیم ترین ملک پاکیشیا کا شہری ہوں اور اللہ تعالیٰ کا اہتہائی عاجز بندہ ہوں.....“ عمران کی آواز میٹنگ روم میں گونجنے لگی اور ہال میں یکھٹ قہقہے بلند ہونے لگے۔ ظاہر ہے عمران نے جن الفاظ سے اپنا تعارف کرایا تھا اس نے سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

”آپ نے لفظ فقیر استعمال کیا ہے۔ کیا آپ گداگر ہیں؟“ ایک کافرستانی نے اٹھ کر اونچی آواز میں کہا۔

”میں نے لفظ فقیر کا اگر سٹ لینڈ زبان میں اس لئے ترجمہ نہیں کیا کہ لفظ فقیر کا مطلب گداگر یا بیگم نہیں ہے۔ آپ کو مناسدگی بغیر پڑھے لکھے مل گئی ہے تو میں آپ کو اس کا مطلب بتا دیتا ہوں۔ فقیر کا مطلب ہے فقر کرنے والا یعنی درویش، قناعت پسند۔ ایسا آدمی جو

کو خود بتائے گا..... لارڈ مارٹن نے کہا اور پھر وہ مڑ کر سی پر جا کر بیٹھ گئے۔

"لیڈی اینڈ جنٹلمین....." عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے پاکیشیا میں پھیلنے والی سی بی بیماری کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی اور پھر اس نے جب اس کے پیچھے ہونے والے اسٹج جرم کی تفصیلات بتانی شروع کیں تو پورے ہال پر جیسے سکوت سا جاری ہو گیا۔

صرف منافع کمانے کی غرض سے لاکھوں کروڑوں افراد کو خوفناک بیماریوں میں جبراً مبتلا کیا جا رہا اور جناب لارڈ مارٹن نے بھی اس جرنل کرائم کو عالمی میڈیا کے سلسلے لانے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے تاکہ تاجروں کے روپ میں ایسے افراد جو خود تاجروں کے لئے بھی باعث شرم ہیں دوسرے شخصوں میں یہ لوگ تاجروں کے طبقے کی کافی بھڑیں ہیں۔ انہیں ساری دنیا کے سلسلے لایا جانا ضروری تھا..... عمران نے کہا اور پھر وہ مسلسل بولتا چلا گیا۔ اس نے جرنل کرائم کی جو تفصیلات بتائیں انہیں سن کر میٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے سیکرٹ سروس کے ارکان کے چہرے میں بھی بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ پھر ایک آدمی کو سٹیج پر لایا گیا۔ اس نے اپنا نام آرٹنلڈ بتایا اور اس نے بتایا کہ اس نے کس طرح پاکیشیا اور دوسرے ممالک میں مصنوعی بیماریاں پھیلائی تاکہ زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جاسکے۔ اس نے سب کچھ پوری تفصیل سے بتایا

اس کے بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کو لایا گیا۔ بظاہر یہ شخص لارڈ مارٹن کی طرح رعب دار شخصیت کا حامل تھا لیکن جب عمران نے بتایا کہ اس کا نام لارڈ سنونا ہے اور اس جرنل کرائم کے پیچھے اصل آدمی یہی ہے تو سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ اس کے بعد لارڈ سنونا نے خود ہی جرنل کرائم کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہ کس طرح کام کرتے رہے ہیں اور اس کی آئندہ پلاننگ کیا تھی۔ لارڈ سنونا کے خلاف جرم کے بعد پریس کانفرنس کے شرکا۔ کون سے سوالات کرنے کی اجازت دے دی گئی اور پورے ہال میں موجود افراد نے اس جرنل کرائم کے بارے میں سوالات کر کے مزید تفصیلات معصوم کرنا شروع کر دیں۔

"لارڈ سنونا۔ آپ نے بتایا ہے کہ آپ جرنل کرائم کے دوران اس ملک میں جہاں آپ مصنوعی طور پر بیماریاں پھیلاتے تھے وہاں ان بیماریوں کے بارے میں ڈاکٹر صاحبان کے سیمینار بھی کراتے تھے اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر بھی کروڑوں ڈالر خرچ کر کے عام لوگوں کو اس بیماری کے خلاف جدوجہد اور آگاہی کا موقع دیتے تھے۔ کیا یہ سب کچھ آپ کے اس جرنل کرائم کے خلاف نہیں ہے..... ایک ایک میٹین نے کھڑے ہو کر کہا۔

"بظاہر تو یہ سب کچھ نیک مقاصد کے لئے کیا جاتا تھا اور ڈاکٹر صاحبان بھی یہ سمجھ کر ان سیمینارز میں حصہ لیتے تھے کہ وہ لوگوں کو

ساتھ ہی دیوار بھی برآمد ہو گئی۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں سنت ہو گیا ہو۔

”یہ۔ یہ انسان نہیں ہے۔ یہ واقعی انسان نہیں ہے۔ یہ تو فرشتہ ہے فرشتہ“..... سب سے پہلے سمجھنے والے سب بے اختیار چونک پڑے۔

”عمران صاحب انسان ہی ہیں یقیناً وہ انسان جس میں انسانی کٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہو“..... صفحہ نے حویں سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں فخر ہے کہ عمران صاحب نہ صرف پاکستانی ہیں بلکہ ہمارے ساتھی ہیں“..... صاحب نے کہا اور پھر میننگ روم میں بھی جیسے عمران کی تعریف کرنے میں سب ساتھی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے چٹک کی آواز سنائی دی اور وہ سب ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”آپ لوگوں نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ عمران نے نہ صرف پاکیشیا کا نام پوری دنیا میں سر بلند کر دیا ہے بلکہ اس نے اس طرح اس خوفناک بزنس کرائم کے رستے میں ایسی رکاوٹ کھڑی کر دی ہے کہ اب ایسے بزنس کرائم دوبارہ آسانی سے نہ کئے جاسکیں گے۔ میری لارڈ مارٹن سے بات ہوئی ہے۔ لارڈ مارٹن نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ معلوم ہونے پر انہوں نے ایک ریویو میں ایسا قانون نافذ کرنے کے لئے کام شروع کر دیا ہے جس کے تحت ایسے بزنس کرائم کا مکمل

بیماری کے بارے میں نگاہ کرنے کا نیک کام کر رہے ہیں لیکن دراصل اس سے ہمارا مقصد اس بیماری کا مجموعی طور پر اس قدر خوف پیدا کرنا ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق اس بیماری کے حفاظتی، نیشن اور اس کے علاج پر بھاری رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ان سیکرٹائز، اخبارات کے اشتہارات اور سی ڈی پروگرامز سے اچھا ملک میں اس بیماری کے بارے میں اس قدر خوف پیدا ہو جاتا تھا کہ جو لوگ اس کے علاج کی عام حالات میں استطاعت نہ رکھتے تھے وہ بھی اپنا قیمتی اثاثہ فروخت کر کے اس بیماری کے علاج یا تحفہ پر خرچ کرنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ اس طرح ہمارا منافع تیزی سے بڑھتا چلا جاتا“..... لارڈ سنونانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اتہائی خوفناک جرم ہے۔ ایسا جرم جس کے بارے میں کسی نے آج تک سوچا ہی نہ تھا۔ پوری دنیا کے اربوں لوگ جناب علی عمران صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس جرم سے پردہ ہٹایا ہے“..... ایک یورپی ملک کے نمائندے نے کھڑے ہو کر کہا اور پھر تو جیسے ہال میں موجود تمام افراد عمران کی تعریفیں کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔

”مم۔ مم۔ مم۔ مجھے شرم آرہی ہے۔ میں جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر اندرونی دروازے سے باہر چلا گیا اور ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی چٹک کی آواز کے ساتھ ہی وی سکرین آف ہو گئی اور پھر سر کی آواز کے

اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے برابر حیثیت تو نہیں دی جا سکتی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا کا سب سے اہم ادارہ ہونے کی وجہ سے پورے پاکیشیا کے سرکاری کریڈٹ کی نمائندگی کرتی ہے جبکہ عمران بہر حال ایک فرد ہے جو یانے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔

”یہ اصول کے خلاف بات ہے کہ جب ہمیں پر تمام کام عمران نے کیا ہے تو اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔ دوسری بات یہ کہ اس ٹائپ کے کریڈٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے اس لیے کریڈٹس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام آنا اس ادارے کی توہین ہے اور آخری بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام زیادہ اچھا لگتا سیکرٹ سروس کے حق میں نہیں جاتا اس لئے ایسا ممکن نہ تھا۔“ چیف نے سر دلچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو جو یانے بے اختیار ایک طویل سانس یا۔

”چیف تجھے کس مٹی کا بنا ہوا ہے کہ اسے شہرت کی طلب ہی نہیں ہے..... جو یانے کہا۔“

”عمران کی طرح چکنی مٹی کا جس پر کوئی اثر ہوتا ہی نہیں۔“ صفدر نے بے ساختہ انداز میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

طور پر خاتمہ ہو سکے گا اور آئندہ انگریزیا کی کوئی ملٹی نیشنل کمپنی یا کوئی ڈسٹری بیوٹر فرم اس انداز میں دوبارہ ایسے بزنس کراؤم کی جرات ہی نہ کر سکے گی۔“ چیف کی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ ایسا قانون بین الاقوامی سطح پر نافذ ہونا چاہیے تاکہ پوری دیتے کے عوام کو ایسے بزنس کراؤم سے نجات مل سکے۔“ کیپٹن ٹھیکس نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہو گا اور اس سلسلے میں سر سلطان کو آگے لایا جانے گا کیونکہ سر سلطان کے تعلقات تقریباً پوری دنیا کے اعلیٰ حکام سے بے حد اچھے ہیں۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ اس سارے سلسلے کو صرف عمران کا کریڈٹ بنا کر پیش کیا گیا ہے حالانکہ اس پر سیکرٹ سروس نے بھی کام کیا ہے۔ کیا یہ کریڈٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔“ جو یانے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب چونک کر جو یانے کو دیکھنے لگے۔ ظاہر ہے انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ جو یانے جو پہلے تمام کریڈٹ عمران کو ملنے پر خوش تھی اب صرف عمران کو کریڈٹ ملنے پر ناخوش نظر آ رہی تھی۔

”کیا تمہیں عمران کو کریڈٹ ملنے پر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔“ چیف نے سر دلچے میں کہا۔

”اس حد تک تو ضرور ہوئی ہے چیف کہ عمران پاکیشیا کا شہری ہے اور عمران کا کریڈٹ دراصل پاکیشیا کا کریڈٹ ہے لیکن عمران کو

عمران سیریز کا ایک اور سنسنی خیز ناول

مکمل ناول

# گنجابھکاری

معتبر مقبرہ

بھکاریوں کی دنیا جہاں جرائم پرورش پاتے ہیں۔

گنجابھکاری جس نے عمران کو بھی بھکاری بننے پر مجبور کر دیا۔

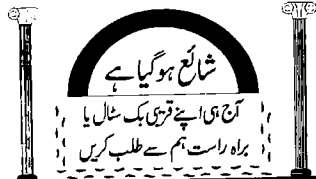
کیپٹن نکیل، سفدر، جولیا اور تنویر بھکاریوں کے روپ میں۔

عمران بھکاری بن کر سلیمان سے بھیک مانگتے جاتے۔

قہقہہ ہی قہقہہ

وہ گنجابھکاری جاسوس تھا، مجرم تھا یا صرف بھکاری؟

ایک حیرت انگیز، سنسنی خیز اور ایکشن سے بھرپور جاسوسی ناول



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مکمل ناول

# مشن ساگور

مظہر کلیم

ساگور = کافرستان کے خوفناک جنگل کے اندر موجود ایک ایسا علاقہ جہاں ہر طرف خوفناک وندتیں موجود تھیں۔

ساگور = جہاں کافرستان نے ایک قدم معبد کے نیچے ایک ناقابلِ تخیر لیبارٹری قائم کر رکھی تھی۔

ساگور = جہاں لیبارٹری کے بیرونی علاقے میں پاور اینجنیں اور اس کے فائرسسٹیمز نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کیسے کئے، بقاعدہ ٹرپ بچھا رکھے تھے۔

ساگور = جس کے باہر شاگل نے اپنے آدمیوں سمیت عمران اور اس کے ساتھیوں کو تھینے کی پلاننگ کر رکھی تھی۔

وہ لمحہ = جب شاگل کا واقعی کورٹ مارشل کر دیا گیا۔ کیوں؟

وہ لمحہ جب

پاور اینجنی کی مادام ریکھا، جولیا کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی۔ کیسے؟

/// تیز رفتار اور ہولناک ایکشن سے بھرپور ایسا مشن ///

/// جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے مختلف انداز کا مشن ثابت ہوا ///

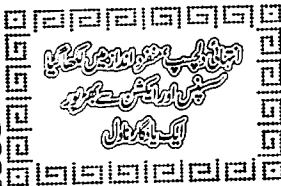
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی سپیشل سیکشن کی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ گئے۔

سپیشل سیکشن جس نے جرات اور بہادری کی اپنے پہلے ہی مشن میں لازوال مثالیں قائم کر لی۔ یہی مثالیں کہ عہدِ دروس کے سر قیادوں کو ان کی کارکردگی پر یقین ہی نہ آ رہا تھا۔

سپیشل سیکشن جس کے ممبران اپنی بے پناہ کارکردگی سے بہت سروں کے مجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ممبران کو بھی پیچھے چھوڑ گئے۔

سپیشل سیکشن ایک ایسی ٹیم جو پاکستان کے مستقبل کے لئے سب سے بہت ہو سکتی تھی۔ عمران اور پاکستان سیکرٹ سروں سپیشل سیکشن کے متحمل ممبران ہوئے یا۔



ہو گیا  
بے

آج ہی اپنے قریبی بک شال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیرن میں ایک دلچسپ اور منفرد ٹول



سپیشل سیکشن پاکستانی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک سیکشن جسے عمران اور پاکستان سیکرٹ سروں کے مقابل کے طور پر تیار کیا گیا تھا۔

سپیشل سیکشن جسے ایسی تربیت دی گئی تھی کہ وہ کسی صورت بھی کارکردگی کے لحاظ سے پاکستان سیکرٹ سروں سے کم نہ رہے۔

سپیشل سیکشن جس کی منظوری پاکستان سیکرٹ سروں کے چیف نے بھی دے دی کیوں؟

سپیشل سیکشن جسے ایک یورپا ملک میں اپنا پہلا مشن مکمل کرنا تھا۔ سپیشل مشن جس پر اس کے مستقبل کا انحصار تھا۔

میجر آصف درانی سپیشل سیکشن کا سربراہ جو اپنے آپ کو کسی صورت بھی عمران سے کم نہ سمجھتا تھا۔ کیا وہ واقعی ایسا تھا یا؟

وہ لمحہ جب پاکستان سیکرٹ سروں اور سپیشل سیکشن دونوں کو ایک ہی مشن مکمل کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ پھر —————؟



"سلور گرل" کے بعد عمران سیریز میں ایک اور خصوصی پیشکش

مکمل ناول

# شلماک

مصنف

منظہر کلیم ریہا

شلماک جسے پوری دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک اور ناقابل تسخیر مجرم سمجھا جاتا تھا۔  
شلماک جو حکمت اور انٹیلی جنس کے سامنے کھلے عام دندنا پھرتا تھا مگر کسی میں  
اس کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہ تھی۔

شلماک جو بات کرنے سے پہلے گولی چلانے اور انگلی اٹھنے سے پہلے ہاتھ کاٹ  
دیتا تھا۔

شلماک وہ خوفناک مجرم جس نے علی عمران اور کرنل فریدی جیسے دو عظیم جاسوسوں  
کو اپنے منہ نوچنے پر مجبور کر دیا۔

شلماک جو عمران اور کرنل فریدی کی ذہانت اور وقار کے لئے کھلا چیلنج بن گیا۔  
شلماک جس نے کرنل فریدی کو شکست دینے کے لئے قاسم کو اپنا آلہ کار بنایا اور  
قاسم شلماک کی شہ پر فریدی سے ٹکرا گیا۔

یہ واقعی شلماک کے مقابلے میں کرنل فریدی اور علی عمران نے شکست تسلیم کر لی؟  
شلماک، علی عمران، گرائڈیل قاسم، کرنل فریدی، کیپٹن حمید، زیرو سروس اور  
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خوفناک اور لرزہ بہ اندام ٹکراؤ



شائع ہو گیا ہے



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان